سنی و شیعہ مکالمہ
عقیدہ تقیہ

تقیہ افضل عبادت
یا
مجبور کو دی گئی رخصت!

اہل سنت متکلم: جعفر صادق (ممتاز قریشی)

اہل تشیع متکلم: علی ناصر

تاریخ: 3 دسمبر سے 13 دسمبر 2021

واٹس اَپ گروپ

الاقتصاد فی الاعتقاد

(شیعہ گروپ)

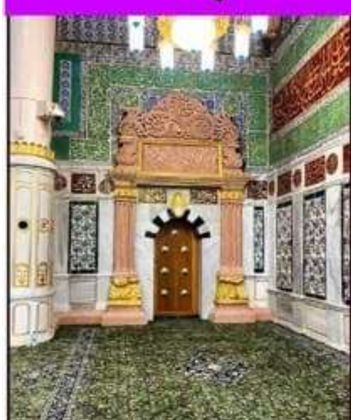

فہرست

موضوع کا انتخاب۔	5
فائنل متفقہ شرائط برائے مکالمہ	9
تقیہ اور اہل سنت مؤقف اور دعوی اہل سنت	12
شیعہ علی ناصر کی طرف سے شرط 1 کی خلاف ورزی۔	19
علامہ سرخسی حنفی اور تقیہ۔	20
شیعہ علی ناصر کی طرف سے شرط 5 کی خلاف ورزی۔	22
علامہ ابو یعلی حنبلی اور تقیہ	26
شیعہ علی ناصر کا شیعہ مؤقف بتانے سے صاف انکار	45
تقیہ پر سُنی و شیعہ کے مابین سات اہم اختلافی نکات۔	48
عقیدہ تقیہ دو جیّد شیعہ علماء (شیخ مفید اور خمینی)	49
شیعہ علی ناصر کی طرف سے ترجمے میں خیانت اور غیر متعلق اعتراضات	51
شیعہ علی ناصر کی طرف سے شرط 3 کی خلاف ورزی	54
شیعہ علی ناصر کے دو سوالوں کے علمی جواب	55

تقیہ کرنا نیکی اور نہ کرنا برائی (اصول کافی کی صحیح روایت) 64

علمائے اہل سنت کا تقیہ پر اختلاف رائے 72

اہل سنت کتب سے عقیدہ تقیہ کی تائید 74

عزیمت رخصت سے افضل ہے۔ 78

تقیہ کے بغیر ایمان نہیں اور تقیہ کرنے والا ذلیل وخوار ایک ہی حدیث میں تقیہ کی تعریف اور مذمت (اصول کافی کی صحیح روایت)80

امام ابن تیمیہ اور تقیہ 89

تقیہ جب دل کرے جائز (اصول کافی کی صحیح روایت) 90

شیعہ کا تقیہ محبوب ترین عبادت ہے۔ (اصول کافی کی صحیح روایت) 98

تقیہ صریح جھوٹ اور منافقت (منہاج السنہ ابن تیمیہ) 103

تقیہ جائز جھوٹ ہے۔ (شیعہ عالم سید خوئی) 113

تقیہ منافقت ہے۔ (شیخ صدوق) 115

تقیہ مردار، سور کی طرح رخصت ہے۔ (شیعہ عالم عبد الکریم مشتاق) 119

کیا نبی کریم نے حضرت عمار کو تقیہ کا مطلقاً حکم دیا تھا؟ 122

فرمان نبوی اور دس سُنی وشیعہ جیّد علماء کا ترجمہ 123

شیعہ علی ناصر کی طرف سے تمام سُنی وشیعہ مفسرین کا انکار	134
اگر تقیہ حکم ہے تو خنزیر کی اجازت حکم کیوں نہیں؟	141
دو قرآنی آیات اور فقل سے حکم یا رخصت	142
شیعہ علی ناصر کا اقرار کہ عقیدہ تقیہ فرض ہے۔	142
شیعہ کا عقیدہ تقیہ (شیعہ کتاب التقیہ فی الفکر الاسلامی)	143
انبیائے علیہم السلام کے لئے تقیہ جائز نہیں ہے۔(قرآن اور شیعہ تفسیر)	148
ایمان کی علامت صدق چاہے نقصان ہو۔(نہج البلاغہ)	151
شیعہ علی ناصر کی طرف سے گروپ لاکڈ اور اہل سنت متکلم آوٹ	152
ایڈمن بخش حسین بھی شیعہ علی ناصر کی کم ظرفی سے لاعلم	153
لاکڈ گروپ میں شیعہ علی ناصر کے آخری جوابات	154
اہل سنت کا منہ توڑ جواب جسے شیعہ گروپ میں بھیجنے سے روکا گیا	156
تقیہ خاص کے لئے جائز نہیں ہے۔(دلائل)	156
آیت استخلاف اور تقیہ	158
لفظ جنتہ کے متعلق وضاحت اور شیعوں کی کم ظرفی	161

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

گفتگو کی شروعات اور موضوع کا انتخاب

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: چلیں۔ تقیہ پر ہی کوئی علمی بندہ گفتگو کرنا چاہے تو بتادے۔

علی ناصر (شیعہ مناظر):

أخبرنا الحسين (1) بن إدريس الانصاري قال: حدثنا سفيان بن وكيع قال: حدثنا عمر بن حماد بن أبي حنيفة قال: سمعت أبي يقول: سمعت أبا حنيفة يقول: القرآن مخلوق قال: فكتب إليه ابن أبي ليلى: إما أن ترجع وإلا لافعلن بك.

فقال: قد رجعت فلما رجع إلى بيته قلت يا أبي أليس هذا رأيك ؟ قال: نعم يا بني وهو اليوم أيضا رأيي ولكن أعيتهم التقية.

عمر بن حماد بن ابو حنیفہ کا بیان ہے میں نے اپنے باپ سے سنا کہ ابو حنیفہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا۔ اس کی طرف قاضی بن ابی لیلی نے لکھ بھیجا یا تو اپنی رائے سے پھر جاورنہ ضرور تیرے ساتھ ایسا ایسا کرونگا تو ابو حنیفہ نے کہا میں نے رجوع کیا۔ جب ابو حنیفہ گھر واپس آیا تو میں نے اپنے اباسے کہا۔ ابا کیا یہ تیری رائے نہیں تھی؟؟ کہ قرآن مخلوق ہے۔

تو اس نے کہا ہاں میرے بیٹے۔ آج بھی میری یہی رائے ہے مگر میں نے ان سے تقیہ کیا۔

http://islamport.com/w/trj/Web/895/782.htm

کتاب: المجروحین

وَكَانَ يَحْيَى -رَحِمَهُ اللهُ- مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ، فَخَافَ مِنْ سَطْوَةِ الدَّوْلَةِ، وَأَجَابَ تَقِيَّةً

یحیی بن معین جو ائمہ اہلسنت میں سے ہے۔ اسکی وثاقت کے بعد حنفی کسی اور کی طرف نہیں دیکھتے جرح وتعدیل میں اس نے سلطان کی قدرت اور خوف کی وجہ سے تقیہ کر لیا تھا۔

https://al-maktaba.org/book/31616/72620#p10

Surat No 3 : سورة آل عمران - Ayat No 28

لَا یَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ فِیۡ شَیۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡہُمۡ تُقٰىۃً ؕ وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸﴾

مومنوں کو چاہیے کہ وہ مومنوں کے ہوتے ہوئے کافروں کو اپنا دوست یا سرپرست نہ بنائیں۔ جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی (۲۸) تعلّق نہیں۔ سوا اس کے کہ تم (ان کے ظلم سے) "بچاؤ" (یعنی) تقیّہ کے لیے بظاہر ایسا طرزِ عمل اختیار کرو (تو اس میں کوئی حرج نہیں) اللہ تم کو اپنے (عذاب) سے ڈراتا ہے۔ اور تمہیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

ایک شیعہ ممبر: تقیہ کے شرعی ہونے پر شیعہ کتب سے دلیل چاہتے ہیں یا اہل سنت کی کتب سے؟ اگر اہل تشیع کی کتب سے تو حاضر خدمت ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ایک بندہ گفتگو کرے تا کہ گفتگو کا پتہ چلے۔ مجھے ایڈ من بنائیں۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

علی ناصر (شیعہ مناظر): ممتاز قریشی صاحب کو بھی ایڈ من بنادیا گیا ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: قبلہ آپ گفتگو کریں گے تقیہ کے موضوع پر ممتاز قریشی صاحب سے۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): ممتاز قریشی صاحب فارغ ہیں تو جواب دیں

بخش حسین حیدری شیعہ: سلام دوستان ۔ قبلہ علی ناصر اور ممتاز قریشی صاحب ۔ دونوں کے درمیان کوئی گفتگو نہیں کرے گا۔ اول دونوں فریقین ایک دوسرے کی بات کا جواب دیں گے، جب وقت ملے گا اس وقت کی پابندی نہیں ہے ۔ جو جواب نہیں دے گا ویسے سوال پر سوال رکھے گا اس کو ہم نکالیں گے گروپ سے ۔ چاہیے علی ناصر صاحب ہو یا ممتاز قریشی صاحب۔

جعفر صادق: میری خواہش تھی کہ آپ سے گفتگو ہو۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): انہیں سے کرلیں ۔ مگر جواب دیتے جائیں کہ ابو حنیفہ اور یحیی بن معین کے تقیہ کا کیا ہو گا؟

بخش حسین حیدری شیعہ: @جعفر صادق: ان شاءاللہ آپ کو ہم سے اچھا مخالف ملا ہے امید ہے جواب اچھا ہو گا اور میری اس موضوع پر تحقیق نہیں ہے لھاذا جس پر عبور حاصل نہ ہو اس پر کلام نہیں کرتا۔

جعفر صادق: تقیہ قرآن و سنت میں جو بیان ہوا ہے اور جو تقیہ شیعہ کتب میں بیان ہوا ہے دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جب گفتگو ہو گی تو ہر نکتہ کلیئر ہو جائے گا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میں نے اپنا موقف بیان کر دیا ہے۔ آپ گفتگو کریں۔ میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا تسلیم کرنے میں۔ میں تحقیق کے بغیر گفتگو نہیں کرتا۔ معذرت چاہتا ہوں۔ آپ اپنا دعویٰ رکھیں اور شرائط بھی اس کے بعد گفتگو کا آغاز کریں۔

جعفر صادق: میں کچھ دیر میں شرائط بھیج رہا ہوں۔ گفتگو کل دن میں شروع کریں گے اور جب بھی جسے وقت ملا جواب دے سکتا ہے۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): آپ نے کہیں ایسی گفتگو نہیں دعویٰ سے پہلے کیونکہ آپکو علم نہیں تھا بات آپکے امام اعظم کے گریبان تک پہنچ جائے گی۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

جعفر صادق: صبر کریں۔ اتنی جلد بازی ٹھیک نہیں ہوتی۔
علی ناصر (شیعہ مناظر): چلیں بہتر۔

جعفر صادق: ٹھیک ہے میں دعوی بھی آج رکھ دوں گا۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جعفر صادق: میرے طرف سے کوئی خاص شرائط نہیں ہوتیں۔ بنیادی شرائط جو سب کے لئے قابل قبول ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: کال پر آئیں گے کیا۔

جعفر صادق: فارغ ہو کر رابطہ کرتا ہوں۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): رنگ تو بعد میں بدلا ہے آپ نے، جب بات امام اعظم پر آگئی۔

بخش حسین حیدری شیعہ: @علی ناصر۔ پچھلی باتوں کو چھوڑ دیں قبلہ ایک دفعہ اور کال کرتا ہوں۔

جعفر صادق: کوئی رنگ نہیں بدلا۔ باقی گفتگو تفصیل سے ہو گی تو حق ظاہر ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

علی ناصر (شیعہ مناظر): حق تو ظاہر ہو ہی جائے گا۔ نہ گھوڑا دور ہے نہ میدان۔

جعفر صادق:

ابتدائی شرائط برائے مکالمہ: موضوع تقیہ

1: گفتگو سے پہلے دونوں فریق *تقیہ* پر اپنے اپنے مسلک کے عقیدہ کو آسان الفاظ میں بیان کریں گے۔
2: مقدسات کی توہین اور فریق مخالف کی ذات پر حملہ کرنے والے کی شکست سمجھی جائے گی۔
3: گفتگو ٹو دی پوائنٹ موضوع کے مطابق ہو گی، موضوع سے باہر گفتگو نہیں ہو گی۔ جبتک ایک نکتہ کلیئر نہ ہو جائے دوسرے نکتے پر گفتگو نہیں ہو گی۔
4: دلائل ☜ قرآن کریم، سُنی وشیعہ صحیح روایات اور جیّد علماء کرام کے اقوال

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

دلائل کارد ☜ سند اور متن پر اشکال، دوسری صحیح روایت سے نفی بمعہ معتبر کتب کے حوالاجات (ذاتی آراء مسترد ہوں گی)
5: دونوں فریق پانچ منٹ سے زیادہ کی وائسز نہیں بھیجیں گے۔ ایک وقت میں دو وائسز اور تین حوالوں کی اجازت ہو گی۔

نوٹ: گفتگو بغیر وقت مخصوص کئے روزانہ کی بنیاد پر جاری رہے گی، مناظرین اپنی اپنی باری پر فارغ وقت کے مطابق چوبیس گھنٹے کے اندر جواب دینے کے پابند ہوں گے۔ گفتگو ختم ہونے تک گروپ لاکڈ رہے گا۔ گروپ ایڈمنز مناظرے کی شرائط پر دونوں مناظرین کی پابندی کرانے کے ذمہ دار ہوں گے۔

شرائط پر اشکالات اور آپ کی مزید شرائط ہوں تو بتا دیجئے گا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: گفتگو تحریری ہو گی وائس میں گفتگو کا رخ تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ شرط تبدیل کریں اور علی ناصر صاحب بھی تحریر میں بات کریں۔

جعفر صادق: قبول ہے۔ بعد میں پی ڈی ایف میں محفوظ بھی کی جائے گی۔

بخش حسین حیدری شیعہ: شرائط کو تبدیل کر کے دوبارہ لگا دیں۔

جعفر صادق:

فائنل شرائط برائے سنی و شیعہ مکالمہ موضوع: تقیہ

1: گفتگو سے پہلے دونوں فریق * تقیہ * پر اپنے اپنے مسلک کے عقیدہ کو آسان الفاظ میں بیان کریں گے۔
2: مقدسات کی توہین اور فریق مخالف کی ذات پر حملہ کرنے والے کی شکست سمجھی جائے گی۔
3: گفتگو ٹو دی پوائنٹ موضوع کے مطابق ہو گی، موضوع سے باہر گفتگو نہیں ہو گی۔ جبتک ایک نکتہ کلیئر نہ ہو جائے دوسرے نکتے پر گفتگو نہیں ہو گی۔
4: دلائل ☜ قرآن کریم، سُنی وشیعہ صحیح روایات اور جیّد علماء کرام کے اقوال
دلائل کارد ☜ سند اور متن پر اشکال، دوسری صحیح روایت سے نفی بمعہ معتبر کتب کے حوالاجات (ذاتی آراء مسترد ہوں گی)
5: گفتگو تحریری ہو گی۔ ایک ٹرن میں زیادہ سے زیادہ تین جواب اور تین حوالوں کی اجازت ہو گی۔ ٹرن مکمل ہونے پر End , انتہی یا ختم لکھا جائے گا تا کہ دوسرا فریق سمجھ سکے کہ اب اس کا ٹرن شروع ہو چکا ہے۔
6: گفتگو مکمل ہونے کے بعد فریقین کو اجازت ہو گی کہ اگر وہ چاہیں تو پوری گفتگو پی ڈی ایف میں محفوظ کر کے عوام الناس تک پہنچا سکتے ہیں۔

نوٹ: گفتگو بغیر وقت مخصوص کئے روزانہ کی بنیاد پر جاری رہے گی، مناظرین اپنی اپنی باری پر فارغ وقت کے مطابق چوبیس گھنٹے کے اندر جواب دینے کے پابند ہوں گے۔ گفتگو ختم ہونے تک گروپ لاکڈ رہے گا۔ گروپ ایڈمنز مناظرے کی شرائط پر دونوں مناظرین کی پابندی کرانے کے ذمہ دار ہوں گے۔

شرائط فائنل ہو جانے کے بعد دعوی پیش کروں گا۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): سلام علیکم۔ تحریر طولانی نہیں ہونی چاہیے۔

جعفر صادق: وعلیکم السلام۔ جی بالکل۔ حتی الامکان مختصر اور دوٹوک۔ غیر ضروری باتوں اور موضوع سے باہر نکات کا جواب لازم نہیں ہو گا، جب تک فریق موضوع سے تعلق کو واضح نہ کرے۔

@ علی ناصر: آپ کی شرائط ہوں تو پیش کر سکتے ہیں۔ میری شرائط قبول ہیں تو اس کا اظہار کر دیں۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): کوئی شرائط نہیں ہیں یہی کافی ہیں۔ گفتگو میں کیا شرائط۔ گفتگو کی خواہش تھی آپکی گفتگو کرینگے انشاءاللہ آپ آغاز کریں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: دونوں دوستان بغیر تنقید کے گفتگو کریں تا کہ کچھ حاصل ہو ۔ جس نے غلط بات کی تو کوشش کریں گے وہ اس سے رجوع کرے۔ جی ممتاز قریشی صاحب اپنا دعویٰ رکھیں تا کہ گفتگو کا آغاز کیا جائے۔

جعفر صادق: شرائط کے مطابق گفتگو سے پہلے تقیہ کے متعلق اہل سنت مؤقف / عقیدہ بیان کرتا ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: قریشی صاحب عقیدہ بعد میں بیان کیجئے گا پہلے دعویٰ رکھیں، جب عقائد کے بارے میں دریافت کیا جائے پھر جواب عنایت فرمائیے گا۔ لھاذا دعویٰ رکھیں اپنا۔ جزاک اللہ

جعفر صادق: گفتگو ہمیشہ عقائد کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ تقیہ پر اہل سنت واہل تشیع کے ہاں جو بنیادی فرق ہے اس کی تفصیل پہلے بیان کرنا مفید اور ضروری ہے تا کہ جب دعوی پیش کیا جائے تو سب کو علم ہو کہ عقائد میں اختلافی نکتہ ہی زیر بحث لایا جارہا ہے۔

اپنا عقیدہ عام فہم الفاظ میں بیان کرنا مشکل تو نہیں ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ دعویٰ رکھیں عقائد کی تفصیل وہ بعد میں دریافت کرلیں گے اگر ضرورت محسوس ہوئی۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: اگر مجھے فریق مخالف کے عقیدے کے اختلافی حصے کا علم ہی نہ ہو تو دعوی کیسے رکھوں۔ ہو سکتا ہے بعد میں وہ مکر جائے۔ پہلے اپنے اپنے عقیدے کو بیان کرنا سب کے لئے مفید ہے۔
☜ پہلی شرط قبول کرنے کے بعد اعتراض کیوں کیا جارہا ہے؟

بخش حسین حیدری شیعہ: مخالف آپ کے عقائد و نظریات پر یقین نہیں رکھتا اگر رکھتا ہوتا تو وہ تنقیح نہیں کرے گا لھاذا گفتگو کو طول دینے سے بہتر ہے اصل مقصد پر آئیں۔ آپ پر اعتراض نہیں کر رہے ہیں اصل مقصد کی طرف پلٹایا جارہا ہے آپ کو قریشی صاحب۔

جعفر صادق: مخالف اپنا عقیدہ تو رکھ سکتا ہے۔ اس میں کونسی پریشانی ہے۔ پہل میری طرف سے ہو رہی ہے۔ چاہے تو اس کی روشنی میں ہی اپنے عقیدے کو بیان کر دے۔ میں اصل مقصد پر ہی آؤں گا۔ عقیدہ پر کوئی اشکال نہیں کروں گا۔ ہر کسی کا اپنا عقیدہ ہے۔ میرا دعوی میرے عقیدے کے مطابق ہو گا۔ جواب دعوی بھی ظاہر ہے شیعہ عقیدے کے مطابق ہو گا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: دعویٰ رکھیں بعد میں عقیدہ بیان کریں، اگر مخالف دریافت کرے تو۔

جعفر صادق: مطلب پہلی شرط کی ہی مخالفت 😳

بخش حسین حیدری شیعہ: مخالفت نہیں دعویٰ کے بعد وضاحت کریں چلیں ٹھیک ہے دعویٰ رکھ کر عقیدہ بیان کریں۔ پہلے وضاحت اور بعد میں دعویٰ 😂 ۔ حیرت والی بات ہے۔

جعفر صادق: چلیں رعایت دیتا ہوں۔ اپنا عقیدہ رکھ کر دعوی بھی رکھ دیتا ہوں۔ جب دل چاہے ناصر صاحب اپنا عقیدہ اور جواب دعوی رکھیں 👍 اس کے بعد میں اپنے دعوی کی تائید میں دلیل دوں گا۔ اس طرح ٹھیک ہے؟
@بخش حسین حیدری صاحب! پہلے کونسی وضاحت؟ پہلی شرط ہی اپنا اپنا عقیدہ بتانے کے متعلق ہے۔ عقائد سب کے سامنے ہوں پھر اصل گفتگو۔ اس میں کونسی پریشانی ہے۔ شرائط دوبارہ دیکھ لیں۔ ناصر صاحب ان شرائط کو تسلیم کر چکے ہیں۔ بہتر ہے ان سے براہ راست گفتگو ہو۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ایتھے رکھ۔ گفتگو شروع نہیں ہوئی اور رعایت پہلے ہی دے دی بہت اعلی ظرفی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ آپ رعایت نہ دیں پورا زور لگا کر گفتگو کریں۔ اگر رعایت دی تو مزا نہیں آئے گا گفتگو کا آپ بغیر رعایت کے گفتگو کریں۔ یہ کپڑے وغیرہ کا کاروبار نہیں ہو رہا جو رعایت دیں گے۔

جعفر صادق: @بخش حسین صاحب! آپ سے گفتگو طئے نہیں ہوئی۔ شرط 1 کو آپ بحیثیت ایڈ من ختم کرنے کے مجاز ہی نہیں ہیں۔ انتظار کرتے ہیں۔ ناصر صاحب سے ہی اب مزید گفتگو ہو گی اور یہ میری اعلی ظرفی ہے۔ اگر سمجھ میں آ سکے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ دعویٰ رکھ کر عقیدہ بیان کریں ہچکچاہٹ کیسی میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ نہ کریں۔

جعفر صادق: ہچکچاہٹ کیسی۔ آپ خود شرائط کے خلاف گفتگو شروع کرانا چاہتے ہیں۔
شرط 1 کے مطابق دونوں فریق تقیہ پر اپنے اپنے مسلک کا عقیدہ سب کے سامنے عام فہم الفاظ میں رکھیں گے تا کہ دوران گفتگو کوئی ابہام نہ رہے۔ قارئین کے لئے سب عیاں ہو۔
میں تو تیار ہوں۔ اہل سنت عقیدہ رکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد ناصر صاحب تقیہ پر اہل تشیع عقیدہ بیان کریں گے۔ دعوی اس کے بعد رکھوں گا پھر جواب دعوی رکھا جائے گا۔ پھر دلائل، ترتیب سے گفتگو ہو گی تو سب کے سامنے ہر نکتہ کلیئر ہو تا جائے گا۔

تقیہ اور اہل سنت

اگر کوئی مسلمان کافروں میں پھنس جائے، مثلاً محبوس ہو، مجبور، بے بس، عاجز ہو یا جیسے اندھا، اپاہج، لنگڑا، لولا اور بیمار ہو، اور دشمنان اسلام اسے کلمہ کفر کہلوانے پر کسی ایسی تکلیف دینے کی دھمکی دیں جو ناقابل برداشت ہو اور وہ جو دھمکی دے رہے ہیں اس پر وہ قادر بھی ہوں تو صرف زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ سورۃ نحل کی آیت (اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ) میں اس شخص کو تقیہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے جو تکالیف برداشت نہ کر سکے اور صبر کرنا محال ہو، لیکن فضیلت اسی میں ہے کہ جان دیدے اور تکلیف اٹھالے اور کفر کا کلمہ زبان پر نہ لائے کیونکہ حق پر ثابت قدم رہ کر جان قربان کر دینا زیادہ افضل ہے۔ تقیہ کی رخصت عام کے لئے ہے خاص (نبی امام وغیرہ) کے لئے نہیں ہے۔

دعوی اہل سنت

تقیہ * صریح جھوٹ اور منافقت * ہے۔ بحالت مجبوری * کمزور، مجبور اور بے بس مؤمن * کو اس کی * رخصت * اسی طرح دی گئی ہے جس طرح * مردار، خون اور خنزیر کا گوشت * کھانے کی رخصت ہے اور یہ رخصت عوام کے لئے ہے * خاص * کے لئے نہیں ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

طئے شدہ شرائط کے مطابق اب شیعہ ناصر صاحب اپنے ٹرن میں * اہل تشیع کا عقیدہ تقیہ * بیان کریں گے۔ اس کے بعد * جواب دعوی * پیش کریں گے۔ اگر کوئی اشکال ہوا تو اس پر گفتگو ہو گی بصورت دیگر میں اپنے دعوی کے حق میں دلائل کی شروعات کروں گا۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): ۞1۞ ممتاز قریشی صاحِب پہلے تو آپ یہ فرمارہے تھے کہ "تقیہ" کرنا اور مردار کا گوشت کھانا برابر ہے اب کہہ رہے ہیں کہ عام لوگوں کو تقیہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے؟ کون سی بات درست مانی جائے آپ کی؟
۞2۞ آپ نے کہا کہ: اگر کوئی مسلمان کافروں میں پھنس جائے، مثلاً محبوس ہو، مجبور، بے بس، عاجز ہو یا جیسے اندھا، اپاہج، لنگڑا، لولا اور بیمار ہو، اور دشمنان اسلام اسے کلمہ کفر کہلوانے پر کسی ایسی تکلیف دینے کی دھمکی دیں جو ناقابل برداشت ہو اور وہ جو دھمکی دے رہے ہیں اس پر وہ قادر بھی ہوں تو صرف زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ سورۃ نحل کی آیت (اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ) میں اس شخص کو "تقیہ" کرنے کی رخصت دی گئی ہے جو تکالیف برداشت نہ کر سکے اور صبر کرنا محال ہو۔ * یعنی اب آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ تقیہ عام لوگوں کیلئے تو جائز ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کیلئے نہیں؟
اگر ایسا ہے تو بحث تقیہ پر نہیں بلکہ اس پر ہونی چاہئے کہ کیا ہادی (چاہے وہ نبی ہو امام ہو یا صحابی وغیرہ) کیلئے تقیہ جائز ہے یا نہیں اور ممتاز قریشی صاحِب صرف آپ کی بات نہیں چلنی اس پر دلیل دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو * "سورۃ النحل" * میں فرمایا ہے *(اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ)* یہ صرف عام لوگوں کیلئے ہیں نبی یا (شیعہ عقیدے کے مطابق) امام یا سنی عقیدے کے مطابق کسی ہادی (خلیفہ یا ھدایت کرنے والا کوئی بھی صحابی) کیلئے یہ جائز نہیں اس کی وضاحت فرمائیں۔ باقی آپ کے دعویٰ پر بعد میں گفتگو کرتے ہیں پہلے آپ کا مؤقف کلیئر ہو۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

گفتگو اصل پر شروع ہوئی تھی مگر اب آپ فروعات پر آ گئے۔ پہلے آپ طئے کر لیں **تقیہ باعث ملامت فعل ہے یا نہیں۔**
آپ کا یہ کہنا کہ حالت مجبوری میں یہ ایسے ہی جائز ہے جیسے حالت اضطرار میں مردار کھانا۔ یعنی حالت مجبوری میں اگر کوئی تقیہ کرے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے مردار کھا رہا ہو؟ کیونکہ دونوں میں اشتراک حکم ثانوی کا ہے لہذا دونوں ایک جیسے ہیں؟؟

بخش حسین حیدری شیعہ: قریشی صاحب موجود ہیں تو گفتگو آگے بڑھائیں۔

جعفر صادق: میری دونوں ہی باتیں درست ہیں۔ آپ نے شاید میرا دعوی پڑھنے سے پہلے یہ جواب لکھا ہے۔ میرے دعوی میں صاف صاف الفاظ ہیں کہ **مجبور کے لئے تقیہ کی رخصت اسی طرح ہے جیسے مردار، خون اور خنزیر کھانے کی رخصت ہے۔**
عام کے بجائے خاص یعنی ہادی (نبی اور امام وغیرہ) کے لئے تقیہ جائز ہے یا نہیں ہے، اس پر بھی ضرور گفتگو ہو گی کیونکہ میرے دعوی کے تیسرے مرحلے میں یہی نکتہ زیر بحث لایا جائے گا۔ اس سے پہلے آپ کو اقرار کرنا پڑے گا کہ

1: تقیہ صریح جھوٹ اور منافقت ہی ہے۔
2: تقیہ عام کے لئے ایسی رخصت ہے جیسے مردار، خون اور خنزیر کھانے کی اجازت دی گئی ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

اگر آپ تسلیم کرتے ہیں تو پھر جواب دعوی میں صرف اس آخری حصے کی نفی لکھیں جس سے آپ متفق نہیں ہیں، پھر میں ***خاص کے لئے تقیہ کی نفی*** پر ہی دلائل کی شروعات کروں گا۔ ان شاء اللہ

رہی بات سورت النحل کی آیت کا اطلاق صرف عام کے لئے کیوں اور خاص اس کے مصداق کیوں نہیں ہوسکتے اس پر دوران گفتگو تفصیل سے بات ہو گی۔

میرا دوٹوک مؤقف اوپر موجود ہے۔ یہ مؤقف میرا ذاتی مؤقف ہر گز نہیں ہے۔ میں یہاں اہل سنت کے نمائندے کی حیثیت سے موجود ہوں۔ اپنے مؤقف پر مضبوط دلائل بھی رکھتا ہوں۔

تقیہ کوئی قابل فخر اور باعث بلندی درجات فعل نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا قبیح فعل ہے جسے مجبور مؤمن کرنے کے بھی ہمیشہ شرمندہ اور غمگین رہتا ہے اور اس ڈر سے استغفار کرتا رہتا ہے کہ کہیں گنہگار تو نہیں ہو گیا۔ *بیشک تقیہ باعث ملامت فعل ہے۔*

آخر میں آپ سے دوبارہ گذارش ہے کہ *تقیہ پر اہل تشیع عقیدہ* عام فہم انداز سے پیش کر دیں تاکہ دونوں عقائد سب کے سامنے آجائیں اس کے بعد میرے دعوے کی نفی لکھیں تاکہ آپ کے *جواب دعوی* کے مطابق میں دلائل کی شروعات کر سکوں۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): ہمارے نزدیک تقیہ کی مختصر تعریف یہ ہے کہ

مخالفوں کے سامنے کسی دنیوی یا دینی نقصان سے بچنے کی خاطر حق اور حق پر اعتقاد رکھنے کو چھپانے کا نام تقیہ ہے۔

باقی آپکے 2 نقاط اہلسنت والی تقیہ کی تعریف میں شامل ہوتے ہیں۔ تشیع کی تعریف میں یہ شامل نہیں ۔

آپکی دونوں باتوں میں شدید اختلاف ہے۔ پہلے آپ نے کہا کہ تقیہ مردار کھانے جیسا ہے، باعث ملامت فعل ہے۔ مردار کھانا عام حالات میں باعث ملامت ہے، حالت اضطرار میں نہیں۔

دوسری بات کہ تقیہ جھوٹ اہلسنت کی تعریف میں زیادہ مناسب ہے کیونکہ آپکے امام اعظم نے ایسے ہی جھوٹ بول کر تقیہ کر لیا تھا۔

أخبرنا الحسين (1) بن إدريس الانصاري قال: حدثنا سفيان بن وكيع قال: حدثنا عمر بن حماد بن أبي حنيفة قال: سمعت أبي يقول: سمعت أبا حنيفة يقول: القرآن مخلوق قال: فكتب إليه ابن أبي ليلى: إما أن ترجع وإلا لافعلن بك. فقال: قد رجعت فلما رجع إلى بيته قلت يا أبي أليس هذا رأيك ؟ قال: نعم يا بني وهو اليوم أيضا رأيي ولكن أعيتهم التقية.

عمر بن حماد بن ابو حنیفہ کا بیان ہے میں نے اپنے باپ سے سنا کہ ابو حنیفہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا۔ اس کی طرف قاضی بن ابی لیلی نے لکھ بھیجا یا تو اپنی رائے سے پھر جاورنہ ضرور تیرے ساتھ ایسا ایسا کرونگا تو ابو حنیفہ نے کہا میں نے رجوع کیا، جب ابو حنیفہ گھر واپس آیا تو میں نے اپنے ابا سے کہا.. کیا یہ تیری رائے نہیں تھی؟؟ کہ قرآن مخلوق ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

تو اس نے کہا ہاں میرے بیٹے، آج بھی میری یہی رائے ہے مگر میں نے ان سے تقیہ کیا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: علی ناصر صاحب آپ کی گفتگو تمام ہو گی تو اینڈ لکھیں تا کہ قریشی صاحب جواب عنایت فرمائیں۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): الگ نوٹ پر لکھ رہا ہوں تھوڑا ویٹ کر لیں۔ معذرت ، آئندہ ایک ساتھ لکھ دونگا۔ قریشی صاحِب فرماتے ہیں:

میری دونوں ہی باتیں درست ہیں۔ آپ نے شاید میرا دعوی پڑھنے سے پہلے یہ جواب لکھا ہے۔ میرے دعوی میں صاف صاف الفاظ ہیں کہ مجبور کے لئے تقیہ کی رخصت اسی طرح ہے جیسے مردار، خون اور خنزیر کھانے کی رخصت ہے۔

قریشی صاحِب ہم نے آپ کا دعویٰ و مؤقف پڑھنے کے بعد ہی پوچھا ہے کہ آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں آپ نے مؤقف بتاتے کہا کہ :

(تقیہ کی رخصت اسی طرح ہے جیسے مردار، خون اور خنزیر کھانے کی رخصت ہے۔)

مزید آپ نے کہا کہ :

عام کے بجائے خاص یعنی ہادی (نبی اور امام وغیرہ) کے لئے تقیہ جائز ہے یا نہیں ہے۔

تو گزارش ہے کہ قریشی صاحِب اب بحث تو تقیہ کے *"وجود"* سے باہر آ گئی ہے چونکہ آپ نے خود تسلیم کیا کہ تقیہ جائز ہے (اب صورت کون سی ہے یہ الگ بحث ہے)۔

اب گفتگو اِسی پر آئے گی کہ آیا ہادی (نبی، امام، خلیفہ صحابی وغیرہ) تقیہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

پھر آپ کا یہ کہنا کہ :

قریشی صاحِب (اس پر بھی ضرور گفتگو ہو گی کیونکہ میرے دعوی کے تیسرے مرحلے میں یہی نکتہ زیر بحث لایا جائے گا۔ اس سے پہلے آپ کو اقرار کرنا پڑے گا کہ

1: تقیہ صریح جھوٹ اور منافقت ہی ہے۔ *

2: تقیہ عام کے لئے ایسی رخصت ہے جیسے مردار، خون اور خنزیر کھانے کی اجازت دی گئی ہے۔

اگر آپ تسلیم کرتے ہیں تو پھر جواب دعوی میں صرف اس آخری حصے کی نفی لکھیں جس سے آپ متفق نہیں ہیں، پھر میں * خاص کے لئے تقیہ کی نفی * پر ہی دلائل کی شروعات کروں گا۔ ان شاءاللہ)

جواباً عرض ہے کہ آپ خود اقرار کر چکے ہیں کہ :

1: تقیہ جائز ہے (صورت پر کلام نہیں)۔

2: تقیہ صریح جھوٹ اور منافقت ہی ہے۔

تو قریشی صاحِب اب تقیہ جائز ہے بقول آپ کے اب آپ اسے منافقت کہیں جھوٹ کہیں ہمیں اِس سے کوئی سروکار نہیں ۔

آپ نے تقیہ کے جواز کیلئے آیتِ کریمہ پیش کی ہے اب قرآن اگر جھوٹ و منافقت کی تبلیغ دے رہا ہے (بقول آپ کے) تو آپ جانیں اللہ جانے باقی اب جو صورت باقی رہ گئی ہے وہ ہادی (نبی، امام، خلیفہ صحابی وغیرہ) کا تقیہ تو بات اِسی پر ہونی ہے چونکہ دو چیزیں آپ خود ہی تسلیم کر چکے ہیں۔

باقی "سورۃالنحل" میں اللہ صرف عام لوگوں سے مخاطب ہے انبیاء علیہم السلام سے نہیں یہ ثابت کرنا آپ کے ذمہ ہے

جعفر صادق: تقیہ پر پیش کی گئی آپ کی تعریف نامکمل ہے کیونکہ اہل سنت و اہل تشیع کے مابین اختلافی نکات کا ذکر ہی نہیں کیا گیا۔

1: تقیہ اہل تشیع کے ہاں رخصت ہے یا مستحب، واجب یا فرض وغیرہ۔
2: تقیہ کر کے جان بچانے والا افضل ہے یا جو حق پر ڈٹ کر شہید ہو جائے وہ افضل ہو گا۔
3: تقیہ عام و خاص سب کے لئے ہے یا نہیں۔

یہ نکات ہی اصل گفتگو کا لب لباب ہیں، میں ان نکات پر پہلے ہی وضاحت کر چکا ہوں۔ ان تینوں نکات پر آپ کا دوٹوک مؤقف بھی ضروری ہے۔ اگر میرے دعوے کے دونوں نکات پر شدید اختلاف ہے تو جواب دعوی میں انکار کر سکتے ہیں۔

حالت اضطرار میں مردار لذیذ نہیں بن جاتا، کراہت کے ساتھ ہی کھایا جائے گا اور کھانے والا اسے فخر سے نہیں بتائے گا کہ حرام کھا کر کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔ یہ فعل باعث ملامت ہی رہے گا، سب سے زیادہ تو اس کا اپنا ضمیر ہی اسے ملامت کرتا رہے گا۔

گفتگو کے اس مرحلے پر امام ابو حنیفہ کے متعلق روایت رکھنا مناسب نہیں ہے۔ اتنی جلد بازی نہ کریں۔
آپ کو اجازت ہے دوران گفتگو یہ روایت رکھئے گا۔ فی الوقت تقیہ پر اہل تشیع مؤقف کو مکمل کریں۔
اس کے بعد میرے دعوی کا انکار لکھیں تا کہ سب کے سامنے ہم دونوں کے بیچ اصل اختلاف واضح ہو جائے۔ آرام و سکون سے ایک ایک نکتہ کلیئر کریں گے۔ ان شاءاللہ

بحث تقیہ کے وجود سے اس وقت باہر آئے گی جب آپ تقیہ کو جھوٹ اور منافقت تسلیم کر لیں گے اور تقیہ کو مردار، خون اور خنزیر کھانے جیسی رخصت مان لیں گے۔ ہمارے درمیان جو اختلافی نکات ہیں ان پر کھل کر اظہار کریں تا کہ سب کے سامنے ہر نکتہ واضح ہو جائے۔
جب تک آپ میرے دعوے کے دونوں شروعاتی حصوں (تقیہ جھوٹ، منافقت اور مردار کھانے جیسی رخصت) سے انکار یا اقرار نہیں کر لیتے تیسرے حصے *خاص کے لئے تقیہ* پر گفتگو کیسے ہو سکتی ہے؟

اگر آپ کو تقیہ کو جھوٹ اور منافق کہنے سے کوئی سروکار نہیں تو کھل کر اسے تسلیم کرنے میں کیا قباحت ہے؟

قرآن کس وقت کونسا حکم کن کے لئے دے رہا ہے، یہ سب میرے دلائل کے بعد زیر بحث آئے گا۔ کافی دیر ہو چکی ہے۔ میں ایک بار پھر عرض کر رہا ہوں کہ آپ اچھی طرح غور و فکر کر کے کل تک تقیہ پر اہل تشیع نظریہ خاص طور اختلافی نکات پر وضاحت پیش کریں۔ اس

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

کے بعد میرے دعوی کا انکار لکھیں تاکہ گفتگو کی باقائدہ شروعات کی جاسکے۔ مزید گفتگو کل ناصر صاحب کے جوابات کی روشنی میں ہو گی۔
ان شاءاللہ۔

بخش حسین حیدری شیعہ: بقایا گفتگو ان شاءاللہ کل سے کریں گے ۔دونوں دوستاں نقطہ باے نقطہ گفتگو کریں جزاک اللہ خیرا

جعفر صادق: السلام وعلیکم۔ آج چھٹی کا دن تھا۔ میرا خیال تھا کہ آج گفتگو تفصیل سے ہو گی۔ شاید ناصر صاحب کہیں مصروف ہیں۔
خیر۔ اب کل گفتگو وہیں سے شروع کریں گے جہاں سے سلسلہ منقطع ہوا تھا۔ اللہ حافظ

علی ناصر (شیعہ مناظر): قریشی صاحِب ہم نے عرض کیا کہ یہ تعریف ہم نے مختصراًبیان کی ہے شیعہ خیر البریہ اور "اہل تسنن" کے درمیان جو بنیادی اختلاف ہے تقیہ پر وہ تقیہ کے *"وجود"* پر ہے نا کے صورتوں پر کہ کہاں جائز ہے کہاں نہیں، تو ہم نے دوٹوک اور آسان موَقف آپ کو بتادیا۔ باقی آپ کے یہ تینوں نکات تقیہ کے وجود پر نہیں بلکہ فرع پر ہیں پہلے اصل کو کلیئر کریں تو فرع پر بھی آتے ہیں۔ قریشی صاحِب آپ کا موَقف آپ کے دعویٰ کورد کر رہا ہے۔ موَقف بتاتے ہوئے آپ قرآن کی آیت سے استدلال کر رہے ہیں کہ *"تقیہ جائز ہے*" پھر آپ خود اپنے موَقف کورد کرتے ہوئے دعویٰ میں تقیہ کو *صریح جھوٹ اور منافقت* کہہ رہے ہیں۔
اب آپ اِسے جو بھی نام دیں بہر حال تقیہ آپ نے خود قرآن سے ثابت کیا ہے اب بحث کو آگے بڑھائیں۔ جنابِ والا آپ نے ***"تقیہ"*** کو قرآن سے ثابت کر کے بحث کو باہر کر دیا ہے۔
اگر آپ اِس پر کلام کرتے کہ تقیہ قرآن سے ثابت نہیں تو ہم جواب دہ ہوتے لیکن آپ نے خود ہی تقیہ کو تسلیم کیا ہے کہ سورۃ النحل سے تقیہ ثابت ہے اب بحث تقیہ کے اصل پر نہیں بلکہ جُزیات پر ہے۔ تو گزارش ہے کہ بات کو آگے بڑھائیں۔ میری چھٹی جمعہ کے دن رہتی ہے۔

جعفر صادق: تقیہ کا *وجود* اہل تشیع واہل سنت کے ہاں ایک جیسا نہیں ہے، اہل سنت کے ہاں تقیہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے اسے پہلے ہی واضح دوٹوک بیان کر دیا گیا ہے۔
* شیعہ تقیہ * قرآن وسنت کے صریح خلاف ہے اور جس تقیہ کی قرآن وسنت میں رخصت دی گئی ہے اس کا *شیعہ تقیہ * سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف *لفظ تقیہ * دکھادینے سے عقیدہ ثابت نہیں ہو جاتا۔
ہمارے درمیان بنیادی اختلاف یہ ہے کہ * تقیہ دوسرے حرام کھانے جیسی **رخصت** ہے کہ نہیں۔ *

◆ اہل تشیع کے نزدیک تقیہ کرنا نیکی ہے اور نہ کرنا برائی ہے، تقیہ ہے تو ایمان ہے، تقیہ نہیں تو ایمان نہیں ہے،، تقیہ محبوب عبادت ہے، تقیہ ہی صبر ہے، تقیہ ہی اصل دین ہے، جسے جب ضرورت ہو تقیہ کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ، ایسے تقیہ کا دین اسلام سے کیا تعلق !
* ہمارے ہاں تو حق پر ڈٹ کر جان قربان کرنے والا افضل ہے۔ *

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

آپ نے تقیہ پر اہل تشیع عقیدہ بیان کر کے یہی بتانا ہے کہ

1: تقیہ ☜ رخصت ہے یا نہیں۔

2: تقیہ ☜ باعث ملامت وشرمندگی فعل ہے کہ نہیں۔

3: تقیہ ☜ عام وخاص سب کے لئے ہے یا نہیں۔

اگر اہل تشیع تقیہ وہی ہے جو قرآن وسنت کے مطابق ہے تو پھر جواب دینے میں کیا مشکل ہے؟

میرے مؤقف اور دعوی میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ میرے مؤقف اور دعوی کو اس تناظر میں دیکھیں۔

مؤقف ☜ مردار، خون اور خنزیر کھانا حرام ہے۔ (سورت المائدہ 3)

دعوی ☜ مردار کھانے کی رخصت دی گئی ہے۔ (سورت المائدہ آیت 3 اور البقرہ آیت 173)

اسی طرح میرا دعوی ☜ تقیہ صریح جھوٹ اور منافقت ہے۔ (دلائل بعد میں)

مؤقف ☜ مجبور بے بس کمزور کو تقیہ کی رخصت دی گئی ہے۔ (سورت النحل آیت 106)

کیا اب بھی مؤقف اور دعوی کو متصادم قرار دیں گے؟

عالم صاحب! **جو * تقیہ * قرآن میں ہے وہ * شیعہ تقیہ * ہرگز نہیں ہے۔** آپ براہ مہربانی * تقیہ پر اہل تشیع عقیدہ * کی وضاحت کر دیں۔ یقین کریں میں اس عقیدے پر کوئی اشکال نہیں کروں گا۔ اس کے بعد آپ کو میرے دعوی کے خلاف * جواب دعوی * لکھنا ہے۔ مدعی میں ہوں۔ میری ذمہ داری ہے کہ اپنے دعوی کو دلائل سے ثابت کروں، آپ انہیں رد کیجئے گا۔ گفتگو کا یہی علمی طریقہ ہے۔

اس لئے پھر عرض کر رہا ہوں کہ کل آپ کے جوابات اس طرح ہوں۔

1: اہل تشیع کا تقیہ کے متعلق مکمل مؤقف۔ (خاص طور پر جواب طلب نکات)

2: جواب دعوی۔

بخش حسین حیدری شیعہ: دونوں دوستان نقطہ بائے نقطہ گفتگو کریں۔ ابھی تک آپ دوستان کی بحث تعریف پر ہی چل رہی ہے لھاذا کلیئر کریں۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): اگر ایک پوائنٹ پر بات ہو تو جواب بھی بروقت دیا جاسکتا ہے۔ ورنہ رات میں ہی فرصت ملتی ہے۔ تعریف پر اعتراض انکا ایک لغو کلام تھا۔ تعریف جامع اور مانع تھی جیسی ہونی چاہیے۔

جعفر صادق: @بخش حسین صاحب! میری طرف سے تو ہر نکتہ کلیئر ہے۔ اگر کہیں وضاحت کی ضرورت ہے تو ناصر صاحب پوچھ سکتے ہیں۔
@علی ناصر: گفتگو ایک ایک پوائنٹ پر ہی ہوگی۔ کم از کم آپ اہل تشیع کے تقیہ پر جواب طلب نکات ہی کلیئر کر دیں۔ دونوں فریقین کا تقیہ پر مؤقف سب کے سامنے ہوگا۔ کسی کو کوئی ابہام بھی نہیں ہوگا۔ دوران گفتگو سب دیکھ لیں گے کہ کس کا مؤقف عین قرآن وسنت کے

مطابق ہے۔ اگر آپ کی تعریف جامع ہے تو صرف ان نکات کو کلیئر کرنے میں کیا حرج ہے جن پر ہمارے درمیان اختلاف ہے۔ میں نے آپ کی بتائی گئی تعریف پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ یہ تعریف نامکمل ہے۔

تقیہ پر ہم دونوں کا مکمل اور دوٹوک مؤقف اس لئے ضروری ہے کہ قارئین یہ جان سکیں کہ ہمارے درمیان کن نکات پر اختلاف ہے، کس کو کیا ثابت کرنا ہے اور کسے کیا دفاع کرنا ہے۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): پہلے آپ نے کہا کہ میں نے تعریف پر اعتراض نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ تعریف نامکمل ہے۔ اب یہ اعتراض نہیں تو اور کیا ہے؟ لگتا ہے آپ ڈاکٹر بنا امتحان دئے بن گئے کیونکہ تعریف اور اختلاف یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ہم سے دو الگ تعریفیں پوچھیں جاتیں ہیں اور ان میں کیا فرق ہوتا ہے یہ بھی پوچھا جاتا ہے یعنی فرق تعریف کا حصہ نہیں ہے۔

علامہ سرخسی حنفی تقیہ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

والتقية أن يقي نفسه من العقوبة بما يظهره وإن كان يضمر خلافه وقد كان بعض الناس يأبى ذلك ويقول إنه من النفاق والصحيح أن ذلك جائز لقوله تعالى «إلا أن تتقوا منهم تقاة » وإجراء كلمة الشرك على اللسان مكرها مع طمأنينة القلب بالإيمان من باب التقية.

تقیہ یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو عقوبت اور سزا سے بچانے کے لئے ایسی چیز کا اظہار کرئے جس پر اس کا عقیدہ نہیں ہے۔

بعض لوگ اس طریقے کو پسند نہیں کرتے اور اس کو نفاق سمجھتے ہیں۔ لیکن صحیح نظریہ یہ ہے کہ یہ کام جائز ہے کیونکہ اللہ نے ارشاد فرمایا «إلا أن تتقوا منهم تقاة.»

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

تقیہ کے موردمیں سے ایک قلبی اعتقاد کے خلاف شرک آمیز کلمات کو مجبوری کی حالت میں زبان پر لاناہے۔

اسکامطلب سرخسی حنفی نے نامکمل تعریف کی ہے اور ممتاز حنفی نے مکمل تعریف کی ہے۔

اس بات کااقرار کرلیں پھر گفتگو آگے بڑھاتے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: علی ناصر صاحب آپ طنزیہ گفتگونہ کریں اگر کہیں پر مسئلہ حل نہیں ہورہاتو مینشن کرکے بتائیں میں وہ

موقف سامنے رکھوں گااور اس پر عمل کروایاجائے گانہیں توگفتگو کوختم کردیاجائے گا۔ یہاں پر دوستان دیکھ رہے ہیں اور بہت

(٤٥)

لانه لاضرورة الى تبديل الاعتقاد فانه لا اطلاع لاحد من العباد على اعتقاده وهو المراد أيضا من قوله تعالى من كفر بالله من بعد إيمانه فأما قوله تعالى الا من أكره وقلبه مطمئن بالايمان فهو عمار بن ياسر رضي الله عنه وقد ذكرنا قصته وعن جابر الجعفي انه سأل الشعبي رحمه الله عن الرجل يأمر عبده أن يقتل رجلا قال فيها ثلاثة أقاويل قائل يقتل العبد وآخر قال يقتل المولى والعبد وآخر قال يقتل المولى والمراد بيان حكم القصاص عند القتل مكرها انه على من يجب فان أمر المولى عبده بمنزلة الاكراه لانه يخاف على نفسه ان خالف أمره كأمر السلطان في حق رعيته ثم لم يذكر القول الرابع وهو الذي ذهب اليه أبو يوسف انه لا يقتل واحد منهما وكان هذا القول لم يكن في السلف وانما سبق به أبو يوسف رحمه الله واستحسنه وبيان المسألة يأتي في موضعه وفي الحديث دليل ان المفتي لا يقطع الجواب على شيء ولكن يذكر أقاويل العلماء في الحادثة كما فعله الشعبي رحمه الله ولكن هذا اذا كان المستفتي ممن يمكنه التمييز بين الاقاويل ويرجح بعضها على البعض فان كان بحيث لا يمكنه ذلك فلا يحصل مقصوده ببيان أقاويل العلماء رحمهم الله فلا بد للمفتي من أن يبين له أصح الاقاويل عنده للاخذ به وعن الحسن البصري رحمه الله التقية جائزة للمؤمن الى يوم القيامة الا انه كان لا يجعل في القتل تقية وبه نأخذ والتقية ان يقي نفسه من العقوبة بما يظهره وان كان يضمر خلافه وقد كان بعض الناس يأبى ذلك ويقول انه من النفاق والصحيح ان ذلك جائز لقوله تعالى الا أن تتقوا منهم تقاة واجراء كلمة الشرك على اللسان مكرها مع طمأنينة القلب بالايمان من باب التقية وقد جاء أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص فيه لعمار بن ياسر رضي الله عنه الا أن هذا النوع من التقية يجوز لغير الانبياء والرسل عليهم الصلاة والسلام فأما في حق المرسلين صلوات الله عليهم أجمعين فما كان يجوز ذلك فيما يرجع الى أصل الدعوة الى الدين الحق وقد جوزه بعض الروافض لعنهم الله ولكن تجويز ذلك محال لانه يؤدي الى أن لا يقطع القول بما هو شريعة لاحتمال أن يكون قال ذلك أو فعله تقية والقول بهذا محال وقوله الا انه كان لا يجعل في القتل تقية يعني اذا أكره على قتل مسلم ليس له أن يقتله لما فيه من طاعة المخلوق في معصية الخالق وايثار روحه على روح من هو مثله في الحرمة وذلك لا يجوز وبهذا يتبين عظم حرمة المؤمن لان الشرك بالله أعظم الاشياء وزرا وأشدها تحريما قال الله تعالى تكاد السموات يتفطرن منه الى قوله عز وجل أن دعوا للرحمن ولدا ثم يباح له اجراء كلمة الكفر في حالة الاكراه

تقیہ افضل عبادت یامجبور کودی گئی رخصت!

کچھ سیکھ کر جائیں گے۔ جزاک اللہ سلامت رہیں۔

جعفر صادق: سب سے پہلے تو آپ کے اس جواب پر سخت تحفظات ہیں۔ وہ پیش کر رہا ہوں۔ اس کے بعد اپنے جوابات رکھتا ہوں۔

1: براہ مہربانی طئے شدہ شرائط دیکھی جائیں۔ شرط 1 (دونوں فریقین اپنا اپنا عقیدہ بیان کریں گے) پر دو دن گذر گئے شیعہ عالم کی طرف سے عمل نہیں کیا گیا، آج شرط 2 کی بھی خلاف ورزی کرتے ہوئے ذاتیات پر طنز کیا گیا ہے۔ (ڈاکٹر بنا امتحان کے!)

2: گفتگو اس وقت شروعاتی مرحلے میں ہے، اہل سنت کی طرف سے *تقیہ* پر دوٹوک مؤقف اور دعوی تک رکھ دیا گیا ہے اور ابھی تک شیعہ عالم سے بار بار درخواست کرنے کے باوجود *تقیہ* پر کھل کر مکمل مؤقف نہیں رکھا جا سکا۔

3: مدعی کے بجائے مدعا علیہ (شیعہ عالم) نے *بغیر مؤقف اور جواب دعوی* کے روایات و اسکینز رکھنا شروع کر دئے ہیں۔ پہلے دن امام ابو حنیفہ کے متعلق روایت رکھی گئی اور آج علامہ سرخسی کے حوالے و اسکینز رکھے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: قریشی صاحب میں لکھ چکا ہوں آپ سے پہلے جب دیکھا اس کو وارننگ دی ہے۔ اپنا مسئلہ مجھے بتائیں اگر حل نہ ہو تو شکوہ کریں۔ جزاک اللہ

جعفر صادق:

(٤٥)

لانه لاضرورة الى تبديل الاعتقاد فانه لا اطلاع لاحد من العباد على اعتقاده وهو المراد أيضا من قوله تعالى من كفر بالله من بعد إيمانه فأما قوله تعالى الا من أكره وقلبه مطمئن بالايمان فهو عمار بن ياسر رضى الله عنه وقد ذكرنا قصته وعن جابر الجعفى انه سأل الشعبي رحمه الله عن الرجل يأمر عبده أن يقتل رجلا قال فيها ثلاثة أقاويل قائل يقتل العبد وآخر قال يقتل المولى والعبد وآخر قال يقتل المولى والمراد بيان حكم القصاص عند القتل مكرها انه على من يجب فان أمر المولى عبده بمنزلة الاكراه لانه يخاف على نفسه ان خالف أمره كأمر السلطان فى حق رعيته ثم لم يذكر القول الرابع وهو الذى ذهب اليه أبو يوسف انه لا يقتل واحد منهما وكان هذا القول لم يكن فى السلف وانما سبق به أبو يوسف رحمه الله واستحسنه وبيان المسئلة يأتى فى موضعه وفى الحديث دليل ان المفتى لا يقطع الجواب على شئ ولكن يذكر أقاويل العلماء فى الحادثة كما فعل الشعبي رحمه الله ولكن هذا اذا كان المستفتى ممن يمكنه التمييز بين الاقاويل ويرجح بعضها على البعض فان كان بحيث لا يمكنه ذلك فلا يحصل مقصوده ببيان أقاويل العلماء رحمهم الله فلا بد للمفتى من أن يبين له أصح الاقاويل عنده للاخذ به وعن الحسن البصرى رحمه الله التقية جائزة للمؤمن الى يوم القيامة الا انه كان لا يجعل فى القتل تقية وبه نأخذ والتقية ان يقى نفسه من العقوبة بما يظهره وان كان يضمر خلافه وقد كان بعض الناس يأبى ذلك ويقول انه من النفاق والصحيح ان ذلك جائز لقوله تعالى الا أن تتقوا منهم تقاة واجراء كلمة الشرك على اللسان مكرها مع طمأنينة القلب بالايمان من باب التقية وقد بينا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص فيه لعمار بن ياسر رضى الله عنه الا أن هذا النوع من التقية يجوز لغير الانبياء والرسل عليهم الصلاة والسلام فأما فى حق المرسلين صلوات الله عليهم أجمعين فما كان يجوز ذلك فيما يرجع الى أصل الدعوة الى الدين الحق وقد جوزه بعض الروافض لعنهم الله ولكن تجويز ذلك محال لانه يؤدى الى أن لا يقطع القول بما هو شريعة لاحتمال أن يكون قال ذلك أو فعله تقية والقول بهذا محال وقوله الا أنه كان لا يجعل فى القتل تقية يعنى اذا أكره على قتل مسلم ليس له أن يقتله لما فيه من طاعة المخلوق فى معصية الخالق وايثار روحه على روح من هو مثله فى الحرمة وذلك لا يجوز وبهذا يتبين عظم حرمة المؤمن لان الشرك بالله أعظم الاشياء وزرا وأشدها تحريما قال الله تعالى تكاد السموات يتفطرن منه الى قوله عز وجل أن دعوا للرحمن ولدا ثم يباح له اجراء كلمة الكفر فى حالة الاكراه

کسی عبارت کے متعلق نامکمل کہنا اس عبارت پر اعتراض نہیں بنتا۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

اعتراض ☜ جب آپ کی بیان کی گئی تعریف پر کوئی اشکال وارد کیا جاتا۔

آپ نے علامہ سرخسی کی آدھی بات ہائی لائیٹ کی ہے۔اس سے بھی وہی تقیہ ثابت ہو رہا ہے جسے اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

تقیہ ☜ سزا و عقوبت سے بچنے کے لئے کمزور بے بس کے لئے تقیہ کی رخصت ہے۔

تقیہ اور نفاق ☜ علامہ صاحب نے آگے تقیہ کے نفاق نہ ہونے کی بات نہیں کہی بلکہ بلاواسطہ نفاق تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کے قول کی وجہ سے تقیہ جائز ہے ورنہ تقیہ درحقیقت نفاق ہی ہے۔

مردار، خون اور خنزیر *حرام* ہیں لیکن مخصوص حالات میں انہیں کھانا *جائز* بھی ہے۔اسی طرح تقیہ بھی *نفاق* ہے مخصوص حالات میں *جائز* ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ آگے علامہ سرخسی نے رافضیوں پر لعنت بھیجتے ہوئے دوٹوک وہی مؤقف لکھا ہے جو میں اوپر پیش کر چکا ہوں کہ تقیہ عام کے لئے رخصت ہے لیکن خاص (نبی و امام وغیرہ) کے لئے جائز نہیں ہے۔

@بخش حسین! میں نے بھی نشاندہی کی ہے۔

علی ناصر شیعہ کی بیچ میں مداخلت شرط نمبر 5 کی خلاف ورزی

جعفر صادق: *میرے جواب مکمل ہونے سے پہلے آپ کی دخل اندازی شرط 5 کی خلاف ورزی ہے۔*

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

بخش حسین حیدری شیعہ: اب آپ نے مجھے بتا دینا میں حل نکالوں گا اگر حل نہ ہوا تو شکوہ کیجیے گا بقایا آپ گفتگو جاری رکھیں۔

جعفر صادق: قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ شرائط طئے ہونے کے بعد * تقیہ * پر اہل سنت عقیدہ اور اپنا دعوی پہلے دن ہی پیش کر چکا ہوں۔ اصولاً ناصر صاحب کو اہل سنت عقیدے پر اشکال کی ضرورت ہی نہیں تھی، اس کے باوجود میں نے ان کے اشکالات پر جوابات دیے ہیں۔ میں اب بھی پر امید ہوں کہ ناصر صاحب * تقیہ * کے متعلق اپنا مؤقف یا کم از کم میرے پوچھے گئے نکات کو ہی کلیئر کر دیں گے۔ میں ان کے عقیدے / مؤقف پر کوئی اشکال نہیں کروں گا بلکہ اس کے بعد * جواب دعوی * کی گذارش کروں گا، پھر جس پوائنٹ سے انہوں نے میرے * دعوی * سے اختلاف کیا ہو گا، صرف اسی پوائنٹ کو زیر بحث لایا جائے گا۔ ہماری گفتگو کا یہی مقصد ہے کہ اہل سنت و اہل تشیع کے ہاں تقیہ کے متعلق جو بنیادی اختلافات ہیں ان پر گفتگو کی جائے تاکہ عوام الناس کو مستند معلومات فراہم کی جا سکیں۔

علی ناصر (شیعہ مناظر):

/https://www.google.com/amp/s/www.islamweb.net/amp/ar/fatwa/42123

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

اب ڈاکٹر نہیں سمجھ پاتے کہ تعریف عبارت میں کہاں سے کہاں تک ہے تو گفتگو کیسے آگے بڑھایا جائے۔ اہلسنت کی مشہور ویبسائٹ نے ہمیں یہیں تک تعریف بتائی ہے ورنہ آگے کی عبارت میں نے بھی پڑھ رکھی تھی۔ ان لوگوں نے علامہ اعضاء سرخسی کی عبارت سے یہی تعریف نکالی ہے۔

سمعت الضحاك يقول في قوله:"إلا أن تتقوا منهم تقاة"، قال: التقيةُ باللسان. مَنْ حُمل على أمر يتكلم به وهو لله معصيةٌ، فتكلم مخافةً على نفسه، وقلبه مطمئن بالإيمان، فلا إثم عليه، إنما التقيَّة باللسان.

ضحاک سے سنا ہے کہ وہ اللہ کے اس کلام «إلا أن تتقوا منهم تقاة» کے بارے میں کہتا تھا: یہاں زبانی تقیہ مراد ہے، کسی کو ایسی بات کہنے پر مجبور کر دے کہ جس سے اللہ کی نافرمانی لازم آتا ہو اور وہ مجبور شخص اپنی جان بچانے کے لئے وہ بات زبان پر لائے اور ساتھ ہی اس کا دل ایمان سے مستحکم ہو۔ لہذا ایسی صورت میں وہ گناہ گار نہیں ہو گا۔

https://lib.eshia.ir/41737/6/315/6834

ممتاز صاحب صاحب آپ بضد ہوگئے اپنی بات پر اس لئے ضحاک نے کیا کہا تقیہ کے متعلق ذکر کیے دیتے ہیں۔ اس سے یہی لازم آئے گا امام اعضاء نے مکمل تعریف کی باقی نے ناقص۔

تحریر طولانی نہ کریں۔

جعفر صادق: مجھے اندازہ ہے کہ آپ *اہل تشیع مؤقف اور جواب دعوی* رکھنے کے بجائے علمائے اہل سنت سے تقیہ کی تعریف دکھانے میں کیوں لگ گئے ہیں۔ بحر حال میں جواب دے دیتا ہوں۔ نیٹ کی سائیٹ پر کسی عالم کی ایک عبارت رکھی گئی ہے تو اس سے آپ یہ استدلال لے رہے ہیں کہ علامہ سرخسی کے نزدیک بس یہی تقیہ کی تعریف ہے۔ اگرچہ میں اس تعریف سے بھی واضح کر چکا ہوں کہ اس سے *شیعہ تقیہ* ہرگز نہیں جو افضل عبادت، نیکی، اصل دین سمجھ لیا جائے۔

علامہ سرخسی نے تو صاف صاف کہا کہ لوگ تقیہ کو نفاق کہتے ہیں لیکن اللہ کے قول سے یہ جائز ہے۔ اس سے یہ مراد کیسے ہو گی کہ تقیہ نفاق نہیں ہے، اگر تقیہ نفاق نہیں تو اللہ عزوجل نے مجبور کو رخصت کیوں دی؟، یہ تو آپ بھی مانتے ہیں کہ تقیہ کے لئے *مجبوری* شرط اول ہے۔ بالفرض *تقیہ جھوٹ و نفاق* نہیں تو مجبوری کی شرط کیوں؟

دوسری بات آپ نے خود اصل کتاب کا اسکین بھی پیش کیا ہے، اسی اسکین میں آگے جو عبارات ہیں وہ بھی تو علامہ سرخسی کی ہیں، آدھی بات کا اقرار اور آدھی بات کا انکار سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس تعریف سے بھی اہل سنت مؤقف کی تائید ہو رہی ہے۔ تقیہ مجبور، بے بس لاچار کو دی گئی ایک رخصت ہی ہے۔ یہ کوئی قابل فخر کام نہیں ہے جس پر فضائل و درجات ملنے کی کوئی امید ہو۔

کیا بھوک سے تنگ آکر کتا کھانے والے کو بعد میں فخر و خوشی ہو گی کہ میں نے کتا کھایا تھا اور یہی اصل دین ہے، نیکی ہے، جب دل چاہے گا میں کتا ہی کھایا کروں گا، نیکی الگ، ثواب الگ۔ !

آپ کو *اہل تشیع مؤقف اور جواب دعوی* رکھنا ہے۔ بہتر ہے طریقے سے گفتگو شروع کریں۔ یہی مناسب ہو گا۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

علمائے اہل سنت کی فکر نہ کریں۔ آپ اس وقت اہل تشیع کے نمائندے کی حیثیت سے موجود ہیں، آپ کو اہل تشیع نکتہ نظر عوام تک پہنچانا ہے۔ جو آپ کا کام ہے اسے پہلے کریں۔ باقی اعتراضات دوران گفتگو شوق سے کرتے رہئے گا۔ آپ بھی یہاں ہیں اور میں بھی موجود ہوں۔ آرام سے تفصیلی گفتگو نکتہ بہ نکتہ ہوتی رہے گی۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): آپ کے اندازہ سے مجھے کچھ لینا دینا نہیں۔ طئے یہ ہوا تھا کہ ایک ایک نقاط پر گفتگو ہوگی اور جب تک ایک بات کلیر نہ ہو جائے بات آگے نہیں ہوگی۔ مکتبہ میں بے شمار موارد ایسے ہیں جہاں سرخسی نے جو تعریف تقیہ کی کی ہے اسکو نقل کیا گیا ہے, لہذا یہ اتہام میرے اوپر نہ لگائیں کہ میں نے آدھی بات نقل کی ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

علامہ سرخسی کی اس عبارت کو ملالیں پھر بھی آپکا موقف ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ آپ نے نبی کے ساتھ ساتھ امام وغیرہ کا بھی ذکر کیا ہے، جبکہ علامہ سرخسی نے امام وغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابو یعلی حنبلی آپکی تعریف کے خلاف جارہے ہیں۔ کہتے ہیں حالت خوف میں تقیہ جائز ہے امام کے لئے، یہاں تک کہ وہ کلمہ کفر زبان پر جاری کرے، شراب پئے، فریضہ نمازوں کو ترک کرے،، روزہ حج۔

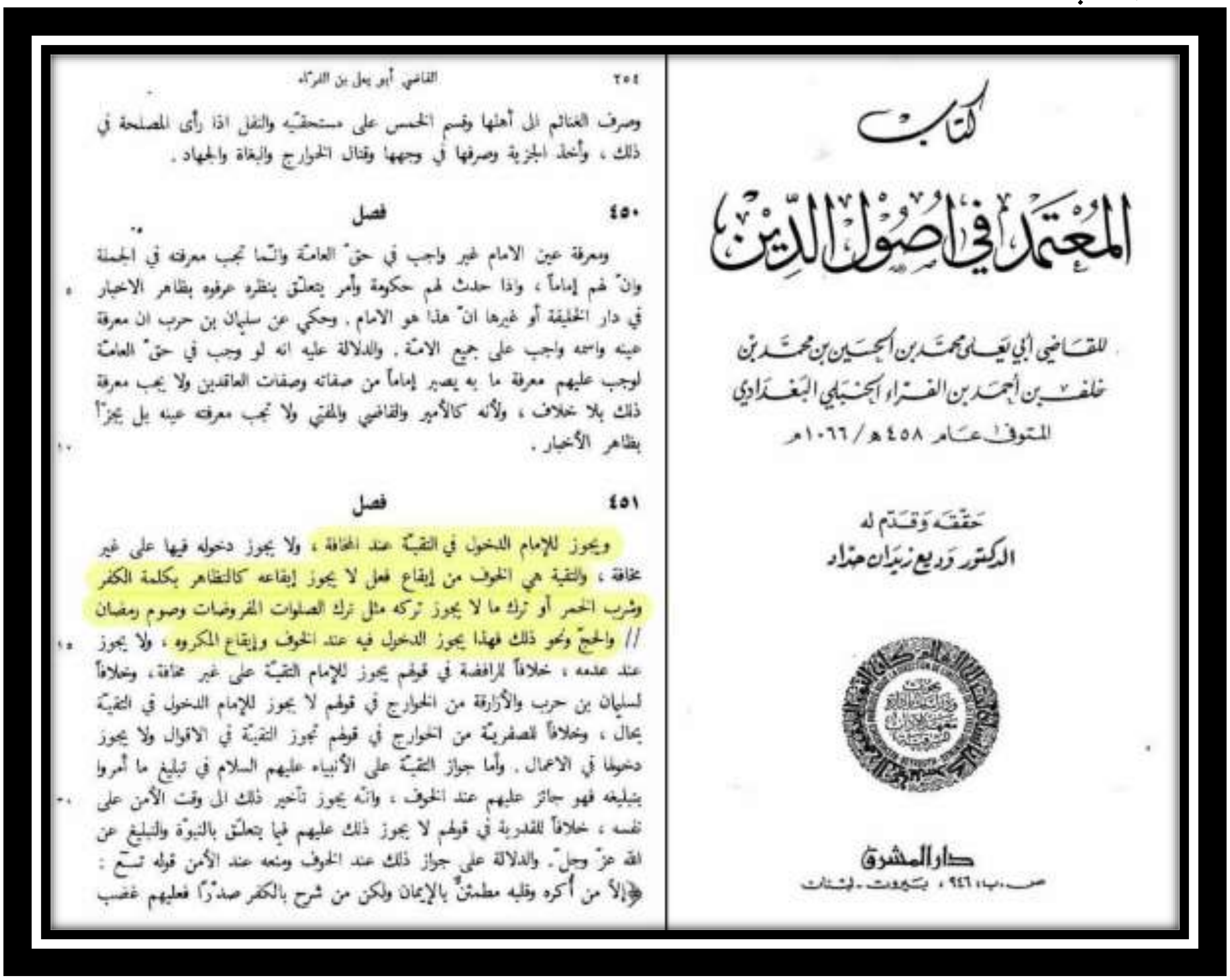

كتاب
المعتمد في أصول الدين
للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد بن خلف بن أحمد بن الفراء الحنبلي البغدادي
المتوفى عام ٤٥٨ هـ / ١٠٦٦ م
حققه وقدم له
الدكتور وديع زيدان حداد
دار المشرق
ص.ب ١٩٤٦، بيروت - لبنان

٢٥٤ القاضي أبو يعلى بن الفرّاء

وصرف الغنائم الى أهلها وقسم الخمس على مستحقّيه والنفل اذا رأى المصلحة في ذلك ، وأخذ الجزية وصرفها في وجهها وقتال الخوارج والبغاة والجهاد .

٤٥٠ فصل

ومعرفة عين الامام غير واجب في حقّ العامّة وانّما تجب معرفته في الجملة وانّ لهم إماماً ، واذا حدث لهم حكومة وأمر يتعلّق بنظره عرفوه بظاهر الاخبار في دار الخليفة أو غيرها انّ هذا هو الامام . وحكي عن سليمان بن حرب ان معرفة عينه واسمه واجب على جميع الامّة . والدلالة عليه انه لو وجب في حقّ العامّة لوجب عليهم معرفة ما به يصير إماماً من صفاته وصفات العاقدين ولا يجب معرفة ذلك بلا خلاف ، ولأنه كالأمير والقاضي والمفتي ولا تجب معرفته عينه بل يجزأ بظاهر الأخبار .

٤٥١ فصل

ويجوز للإمام الدخول في التقيّة عند المخافة ، ولا يجوز دخوله فيها على غير مخافة ، والتقية هي الخوف من إيقاع فعل لا يجوز إيقاعه كالتظاهر بكلمة الكفر وشرب الخمر أو ترك ما لا يجوز تركه مثل ترك الصلوات المفروضات وصوم رمضان // والحجّ ونحو ذلك فهذا يجوز الدخول فيه عند الخوف وإيقاع المكروه ، ولا يجوز عند عدمه ، خلافاً للرافضة في قولهم يجوز للإمام التقيّة على غير مخافة ، وخلافاً لسليمان بن حرب والأزارقة من الخوارج في قولهم لا يجوز للإمام الدخول في التقيّة بحال ، وخلافاً للصفريّة من الخوارج في قولهم تجوز التقيّة في الاقوال ولا يجوز دخولها في الاعمال . وأما جواز التقيّة على الأنبياء عليهم السلام في تبليغ ما أمروا بتبليغه فهو جائز عليهم عند الخوف ، وانّه يجوز تأخير ذلك الى وقت الأمن على نفسه ، خلافاً للقدرية في قولهم لا يجوز ذلك عليهم فيما يتعلّق بالنبوّة والتبليغ عن الله عزّ وجلّ . والدلالة على جواز ذلك عند الخوف ومنعه عند الأمن قوله تعالى : ﴿إلاّ من أكره وقلبه مطمئنّ بالإيمان ولكن من شرح بالكفر صدرًا فعليهم غضب

اہلسنت موقف میں آپ نے امام کو بھی استثناء کیا تقیہ سے مگر یہاں تو ابو یعلی حنبلی امام نے تقیہ کی رخصت امام کو دی ہے، اس کے لئے جائز ہے تقیہ۔

2۔ آپکا قول: تقیہ کے لئے مجبوری شرط اول ہے بالفرض تقیہ نفاق و جھوٹ نہیں تو مجبوری کی شرط کیوں*؟

اہلتشیع نے کب مجبوری کی قید نہیں لگائی ہے؟

* ہمارے نزدیک تقیہ کی مختصر تعریف یہ ہے کہ مخالفوں کے سامنے کسی دنیوی یا دینی نقصان سے بچنے کی خاطر حق اور حق پر اعتقاد رکھنے کو چھپانے کا نام تقیہ ہے*

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

حالت اضطرار کے علاوہ تقیہ کیسے ہو گا؟ علامہ سرخسی نے کہا ہے جو لوگ تقیہ کا انکار کرتے ہیں انکا کہنا ہے کہ یہ نفاق ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے, کیونکہ انکے نزدیک تقیہ اور نفاق میں فرق ہے:

تقیہ حالت اضطرار میں دل میں ایمان کو رکھنا اور زبان پر کفر کا نام ہے۔ نفاق دل میں کفر اور زبان پر اسلام کا نام ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

وَهُوَ الَّذِي يَسْتُرُ كُفْرَه ويُظْهر إِيمَانَهُ

https://al-maktaba.org/book/23691/1952#p1

یعنی علامہ سرخسی آپ کے بقول نفاق اور تقیہ کا فرق نہیں جانتے۔

علماء اہلسنت کی فکر آپ کے ذمہ ہے۔ مجھے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں یہاں اہلتشیع نقطہ فکر پہنچانے کے لئے نہیں موجود ہوں بلکہ آپ کی باتوں کا جواب دینے کے لئے موجود ہوں۔

میری تعریف ناقص نہیں تھی یہ بات لوگوں پر واضح کرنا ضروری تھا بلکہ الٹا آپ کی تعریف درست نہیں کیونکہ اس آپ کے دعوے کے مطابق علامہ سرخسی کی تعریف ناقص ہے وہ صرف نبی کے لئے تقیہ درست قرار نہیں دیتے جبکہ آپ نے امام وغیرہ کو بھی شامل کیا ہے اور ابو یعلی حنبلی نے تو امام کے لئے تقیہ کے لئے جائز قرار دیا ہے یہاں تک کہ نماز ترک کر دے، کفر اختیار کرے، شراب پیئے، روزہ حج چھوڑ دے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے اس بیان سے واضح ہوا کہ شریعت کا ہر حکم مصلحت کے تابع ہے۔ شریعت کے احکامات سے ایک حکم کسی امر کے جواز کا ہے۔ یعنی کسی شئے کے جائز ہونے میں بھی کوئی نہ کوئی مصلحت ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

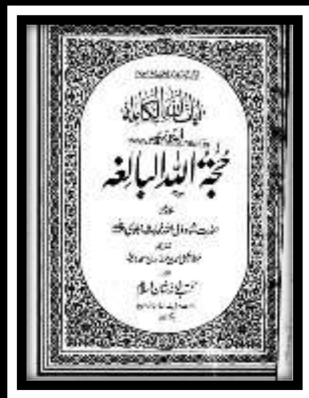

ہے اوراق کی تلاش میں نہ موجود ہے غور کیا جاتا ہے اسلئے کہ میرا اول ایک ایسے امر میں مصروف ہے کہ جس پر زیادتی ممکن نہیں اور نہ میں منقولات کے نقل کرنے میں انتہا درجہ کی کوشش کر سکتا ہوں دہرانے اور جاننے والے کے سامنے اس کو بیان کرتا ہوں متین اپنی بیان سے صرف تنہا ہوں اپنی ہی گرد کو جمع کرنے والا ہوں اپنے وقت کا بندہ اور اپنے بخت کا تمیذ ہوں اور اپنے ہی خیال بیندی دہ مقیدہ ہوں اور اپنے ہی ناقص متاع کو غنیمت سمجھنے والا ہوں۔ جو اس کو پسند کرکے اسی پر بس کرنا چاہے وہ بس کرے نہیں تو وہ مختار ہے جو چاہے سو کرے۔ اور چونکہ آیۃ (و للہ الحجۃ البالغہ) جیت تحقیق شرائع اور بھید اعمال کے راز اور احکام منزل من اللہ کے اسرار کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ کتاب کتاب بھی انہیں کی ایک بالیدہ شاخ ہے اور اسی کے کنارہ سے چودھویں رات کے چاند نکلے ہیں۔ اسلئے اس کا نام حجۃ اللہ البالغہ رکھا گیا حسبی اللہ ونعم الوکیل و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم +

مقدمہ

بعض لوگ خیال کیا کرتے ہیں کہ شریعت کے احکامات کوئی مصلحت نہیں متضمن ہیں اور اعمال اور اُن کی جزا میں جو منجانب اللہ مقرر ہے کوئی مناسبت نہیں ہے اور احکام شریعت سے تکلیف کرنا بعینہٖ ایسا ہے کہ جیسے کوئی آقا اپنے ملازم کی فرمانبرداری کی آزمائش کرنے کو کسی پتھر کے اٹھانے یا کسی درخت کے چھونے کا حکم دے جس میں بجز آزمائش کے اور کوئی فائدہ نہیں۔ پس اگر اسکی اطاعت کرے جزا پاوے اور سرکشی کرے تو سزا دی جاوے +

یہ گمان بالکل غلط ہے۔ حدیث اور اُن زمانوں کے اجماع جنکی خوبی اور برکت پر خود شرع نے شہادت دی ہے اس خیال کی تکذیب کرتے ہیں۔ جو شخص امور ذیل کو نہ سمجھ سکے اسکی واقفیت اُس سوزن کی نمی سے کیا زیادہ ہو سکتی ہے جسکو دریا میں غوطہ دیا ہو۔ کہ اعمال کا اثر نیتوں پر اور اُن نفسانی حالتوں پر موقوف ہے جن سے اعمال سرزد ہوتے ہیں جیساکہ رسول خدا نے فرمایا۔ انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ خدا سے نہیں نزدیک کرتے ہیں۔ قربانیوں کے گوشت اور نہ خون لیکن تمہاری پرہیزگاری اُس سے نزدیک کر دیتی ہے۔ اور نماز خدا کی یاد اور اسکے حضور میں عاجزی کرنے کے لئے مشروع کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے "اقم الصلوۃ لذکری" میری یاد کرنے کو نماز پڑھ اور نماز سے یہ بھی مقصود ہے کہ اسکی طفیل سے آخرت میں دیدار خدا نصیب ہو جاوے +

فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے "سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رویتہ فان استطعتم ان لا تغلبوا علے صلوۃ قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبھا فافعلوا" بیشک تم اپنے پروردگار کو ایسا ہی دیکھو گے جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو سکے دیدار میں کچھ شک و شبہ تم کو نہ ہوگا۔ پس اگر تم سے اسکا اہتمام ہو سکے کہ سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے کوئی چیز تم کو نماز سے باز نہ رکھے تو ایسا ہی کرو +

اور زکوۃ کا حکم شریعت میں اسلئے دیا گیا ہے کہ اُس سے بخل کی کمینہ عادت جاتی رہے اور حاجتمندوں کی کار برآری ہوتی ہے جیساکہ زکوۃ نہ دینے والوں کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے " ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاھم اللہ من فضلہ ھو

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

اب جب آپ یہ مانتے ہیں کہ احکامات میں لوگو کے لئے مصالح مضمر ہیں تو اب طرزِ استدلال سمجھئے: تقیہ جائز ہے۔ مطلب تقیہ میں مصلحت ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ "تقیہ بندے کے لئے باعثِ ندامت و شرمندگی ہے" جبکہ مصلحت کہتے ہیں: نفع کے حصول کو یا فساد کے دفع کو۔ معلوم ہوا کہ تقیہ کے جواز میں یا تو بندے کو "نفع" ہوتا ہے۔ یا "فساد زائل ہوتا"، اگر اس سے شرمندگی حاصل ہو تو شرمندگی کوئی "نفع" نہیں اور نہ ہی "کسی فساد کو دفع کرنے کی موجب ہے" اگر تقیہ باعثِ شرمندگی ہو تو ماننا پڑے گا کہ شریعت کا یہ حکم مصلحت کے خلاف ہے۔ جبکہ اسلام کا کوئی جائز یا حرام عمل باعث شرمندگی نہیں۔ نوٹ: میرا مؤقف تعریف سے ثابت ہے کہ تقیہ جائز ہے اور نفاق نہیں ہے۔ میں بہت سی چیزیں طوالت کے سبب سے ذکر نہیں کر رہا۔

@بخش حسین حیدری شیعہ: میں نے اسکین لگانا اس لئے شروع کر دیا تاکہ ممتاز صاحب اپنا دعویٰ درست کر لیں۔ ان کا دعویٰ ہی جب اہلسنت مؤقف کے خلاف ہے تو میں کیسے مان لوں اہلسنت کا نمائندہ مجھ سے بات کر رہا ہے۔ میں انکی مدد کر رہا ہوں۔ ان سے کہیں نقطہ بحث مزید نا پھیلائیں، 4،3 نقاط چھیڑ دیتے ہیں پھر مجھے طولانی جواب دینا پڑتا ہے ہر بات کا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ٹھیک ہے اب آپ خاموش رہیں قریشی صاحب آتے ہیں تو میں کوشش کرتا ہوں کہ ایک نقطہ پر گفتگو ہو۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ میں نے عرض کیا تھا تعریف نہ کی جائے دعویٰ رکھا جائے لھذا تعریف کر کے گفتگو کو طول دیا جارہا ہے قریشی صاحب ایک نقطہ پر گفتگو کریں۔

علی ناصر (شیعہ مناظر):

ان کے اعتراض کا جواب کیسے دیتا میں ؟؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

بخش حسین حیدری شیعہ: میں بات کرتا ہوں ابھی آپ میسج مت کریں جب قریشی صاحب آجائیں تب گفتگو کریں گے۔

جعفر صادق: بہتر ہوتا کہ آپ میرے اندازے کو غلط ثابت کرتے اور مزید کسی اہل سنت عالم کے قول کو پیش کرنے کے بجائے تقیہ پر *اہل تشیع عقیدہ* خاص طور پر جواب طلب نکات کی وضاحت کرکے اپنا *جواب دعوی* بھی لکھتے تاکہ گفتگو باقاعدہ شروع کی جاسکتی۔ آپ کا طنزیہ انداز اور اب لہجے کی گرمی سے یہ تو ظاہر ہوگیا کہ آپ لوگ ***تقیہ پر گفتگو کرتے وقت بھی تقیہ*** کرنے پر مجبور ہو۔ آپ کو علم نہیں ہے کہ طئے شدہ پانچوں شرائط کی آپ نے خلاف ورزی بھی کردی ہے۔

شرط #1 تقیہ پر دونوں فریقین کا عقیدہ ☜ آپ نے نامکمل عقیدہ بیان کردیا۔ آپ سے تقیہ کی تعریف نہیں پوچھی گئی تھی بلکہ اہل سنت واہل تشیع کے مابین ***عقیدہ تقیہ*** پر جو اختلاف ہے اس پر گفتگو کرنے کے لئے عقیدہ پوچھا گیا تھا۔ اگر اختلافی نکات پر آپ رائے نہیں دیں گے تو گفتگو کن نکات پر کی جائے۔

شرط #2 آپ نے ذاتیات پر حملہ کیا، آج بھی ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کی۔

شرط #3 گفتگو عقائد، دعوی اور جواب دعوی کے مطابق کرنے کے بجائے آپ نے یکطرفہ طور دلائل دینے شروع کردئے جبکہ مدعی میں تھا، دلائل دینا میرے ذمہ تھا۔

شرط #4 دلائل بحیثیت مدعی مجھے ***قرآن کریم، سُنی وشیعہ صحیح روایات اور تائید جیّد علماء کرام*** سے دینے تھے اور آپ کو رد کرنا تھا، آپ نے سب الٹ پلٹ کردیا۔

شرط #5 ایک ٹرن میں تین جواب دینا طئے ہوا تھا، جب تک ایک فریق اپنا جواب ختم نہ کرے بیچ میں دخل اندازی **ممنوع** تھی۔ آپ نے اس کی بھی پابندی نہیں کی۔

بحرحال میں آج کے اعتراضات کا بھی جواب دیتا ہوں۔ اگرچہ تین کے بجائے چار جواب ہوجائیں گے۔

علامہ سرخسی کے متعلق میں نے یہ کب کہا کہ آپ نے آدھی بات نقل کی ہے؟ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ وہی علامہ سرخسی رافضیوں پر لعنت بھیجتے ہوئے نبیوں کے لئے تقیہ کا جائز نہ ہونا بھی بیان کررہا ہے۔ آدھی بات قبول اور آدھی بات کا انکار کیوں؟

رہی بات قاضی ابویعلی کے قول کی تو آپ کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ **ہمارے ہاں امام کا وہ مقام ومرتبہ نہیں ہے جو اہل تشیع کے ہاں ہے**۔ دوسری بات **عقائد علمائے کرام کے اقوال سے نہیں بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں بنتے ہیں**۔ اگر آپ چاہیں تو مدعی بن کر اہل سنت عقیدے پر اپنا دعوی پیش کرسکتے ہیں، میں آپ کو نہ صرف قرآن وسنت بلکہ جمہور علمائے اہل سنت کے اقوال سے دکھادوں گا کہ تقیہ صرف عام کے لئے جائز ہے، خاص کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ کئی واقعات بھی پیش کروں گا جہاں تقیہ نہ کرتے ہوئے صحابہ، تابعین سمیت ہر دور کی معتبر شخصیات نے جان قربان کردی۔ وہ سب چاہتے تو تقیہ کرنے سے ان کی زندگی بچ سکتی تھی۔ *ایسا فعل جو شیعہ کے نزدیک اصل دین ہے، افضل عبادت ہے، نیکی ہے اور جب دل چاہے کرنے کی اجازت بھی ہے، اس کے متعلق دور نبوی سے آج تک کسی مؤمن نے بھرپور فائدہ نہ اٹھایا اور اپنی جان ومال دین پر قربان کردیا!* میں اگر اس وقت کوئی اسکین یا دلیل نہیں پیش کررہا تو اس سے یہ

نہ سمجھیں کے میرے پاس دلائل نہیں ہیں۔ گفتگو ہمیشہ طریقے سے کی جائے تو منطقی انجام تک پہنچا جاسکتا ہے۔ آپ کی طرح میں بھی یہاں اسکینز کی بھرمار کردوں تو اس سے کیا حاصل۔ آپ میں اور مجھ میں یہی فرق ہے۔ جب دلائل کا وقت آئے گا تو پھر میرے دلائل کو رد کیجئے گا۔ بد قسمتی سے بار بار کہنے کے باوجود آپ اپنا عقیدہ کھل کر بیان نہیں کرپا رہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: معذرت خواہ ہوں۔ قریشی صاحب آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ ابھی بھی آپ کی تعریف پر بات چل رہی ہے پہلے اس نقطے کو کلیر کریں۔

جعفر صادق: علامہ سرخسی * نفاق * کا مطلب بخوبی جانتے تھے، اسی لئے تو رافضیوں پر لعنت بھیجی ہے کیونکہ ***رافضیوں کا تقیہ درحقیقت نفاق ہی ہے۔*** جن عقائد کو دل میں چھپایا جاتا ہے وہ ایمان سے کوسوں دور ہیں، زبان پر تقیہ کرکے ایمان کا اظہار کیا جاتا ہے۔

* دل میں کفر اور زبان پر ایمان یہی تو نفاق ہے۔ *

علمائے اہل سنت کے اقوال کا سہارہ لینا آپ کی مجبوری ہے۔ صرف یہ موضوع نہیں، اہل تشیع سے جس موضوع پر گفتگو کی جائے، کبھی کھل کر اپنے عقائد و نظریات اور اپنی کتب کو زیر بحث نہیں لایا جاتا، کیونکہ عوام کے سامنے پول کھل جاتا ہے۔

میں نے کب دعوی کیا کہ علامہ سرخسی کی تعریف ناقص ہے، ہر عالم نے اپنے انداز سے تقیہ کی تعریف لکھی ہے۔ شیعہ علماء نے بھی اپنے الفاظ میں تعریف بیان کی ہے۔ ویسے ہم یہاں تقیہ کی تعریف پر تو بات ہی نہیں کررہے، ایک دوسرے کے عقیدے کو صرف پیش کردینا ہے، تاکہ قارئین دونوں کے عقائد سمجھ لیں اور کوئی ابہام نہ رہے۔ آپ ٹال مٹول کرکے شکوک پیدا کررہے ہیں۔

بحرحال گفتگو تو دعوی اور جواب دعوی کی روشنی میں ہونی ہے۔ میں نے امید کا دامن ابھی بھی نہیں چھوڑا۔ آپ شیعہ عقیدہ تقیہ پر وضاحت طلب نکات لکھ کر جواب دعوی لکھیں، میں تو اپنا دعوی ثابت کرنے کے لئے تین دن سے تیار ہوں۔

@بخش حسین: ☜ بحث تعریف پر نہیں عقیدے کے متعلق ناصر صاحب کے اشکالات پر چل رہی ہے۔

@علی ناصر: بیشک شریعت کے ہر حکم میں مصلحت ہوتی ہے۔ تقیہ مجبور بے بس کو اس لئے رخصت دی گئی ہے تاکہ بے چارے کی جان بچ جائے، یہ مصلحت آپ کو نظر نہیں آرہی؟

شریعت میں ہمیشہ نرمی رکھی گئی ہے، بیمار، مجبور اور بے بس پر کوئی جبر یا سختی نہیں ہے، لیکن اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ اسی نرمی کا غلط فائیدہ لیتے ہوئے دین کو ہی پوری نرمی میں ڈھال دیا جائے، وہی نرمی افضل بن جائے، اصل دین بن جائے، جس کا دل چاہے اس نرمی کو سر آنکھوں پر رکھ لے، باعث ثواب وبلندی درجات سمجھنا شروع کردے۔ (لاحول ولا قوت)

علی ناصر شیعہ کے طرز استدلال کا آپریشن

خنزیر کھانا (تقیہ) جائز ہے۔ مطلب خنزیر کھانے (تقیہ) میں مصلحت ہے۔

موقف: خنزیر کھانا (تقیہ) باعث شرمندگی وملامت فعل ہے۔

مصلحت کہتے ہیں بوقت ضرورت بہتر عمل *(سب سے بہتر عمل مصلحت نہیں ہوتی)*

اس سے معلوم ہوا کہ خنزیر کھانے (تقیہ) سے بندے کو جو نفع ملتا ہے وہ زندگی یا تکالیف سے عافیت ہے۔ اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ خنزیر کھانا (تقیہ) بہترین عمل، نیکی، افضل عبادت ہے اور خنزیر کھا کر (تقیہ کر کے) جان بچالینا قابل فخر فعل ہے۔

خنزیر (تقیہ) باعث شرمندگی فعل ہی ہے کیونکہ خنزیر (سور) اتنا حرام ہے کہ نام لینے سے بھی کراہت ہوتی ہے، اسے بحالت مجبوری کھانے والا ہمیشہ شرمندہ ہی رہے گا۔ شریعت کا یہ حکم جان بچانے کے لئے ضرور ہے، لیکن جس نے حق پر ڈٹ کر خنزیر کھانے (تقیہ) سے انکار کر دیا اور جان دے دی وہ زیادہ افضل ہے، تقوی اور ایمان کا یہ درجہ اصل ایمان ہے۔ خنزیر کھانا (تقیہ کرنا) اصل ایمان ہر گز نہیں ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: سرکار گفتگو تعریف پر چل رہی ہے آپ نے جو تعریف کی اس میں اقرار بھی اور انکار بھی، میں آپ دونوں کی بات کلیئر کروانا چاہتا ہوں۔

جعفر صادق: میں صدقے۔۔۔ حضور تعریف آپ کے ناصر صاحب نے پیش کی ہے۔ کہیں تو میں شیعہ کتب سے بھی تعریف پیش کر سکتا ہوں۔ اصل میں جب تک تقیہ پر دونوں طرفین کا مکمل نظریہ نہ آجائے آگے گفتگو غیر مفید ہو گی۔ اب یہی دیکھیں۔ ناصر صاحب مدعی نہ ہوتے ہوئے بھی اہل سنت علماء کے قول پیش کر رہے ہیں۔ کہاں عقیدہ اور کہاں اقوال علماء۔ ویسے میں نے آج چند اہم نکات لکھے ہیں جن پر اہل تشیع واہل سنت کے ہاں سخت اختلاف ہے۔ ناصر صاحب سے اس کی وضاحت کروائیں۔ جب موقف آجائے گا تو آگے گفتگو ہو گی۔

بخش حسین حیدری شیعہ: سرکار پہلے تعریف کس پیش کی ہے، میں سکرین شاٹ دیتا ہوں۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: جن نکات پر اختلاف ہو ناصر صاحب نشاندھی کر دیں۔ دلائل دینا میرا کام ہے۔ اگر ناصر صاحب مدعی بننا چاہیں تو بھی میں حاضر ہوں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بس شرائط پر پابندی ضروری ہے۔

تقیہ پر اہل سنت و اہل تشیع نظریہ

اہل سنت	اہل تشیع
1: تقیہ باعث ملامت و شرمندگی ہے۔	1: تقیہ محبوب عبادت ہے۔
2: تقیہ صریح جھوٹ و منافقت ہے۔	2: تقیہ جھوٹ اور منافقت نہیں ہے۔
3: تقیہ صبر نہیں بلکہ ثابت قدم رہ کر تکالیف برداشت کرنا صبر ہے۔	3: تقیہ صبر ہے اور کرنے والے کو دہرا اجر دیا جائے گا۔
4: تقیہ نہ کرنے والا تقوی و ایمان کے اعلی درجہ پر ہے۔	4: تقیہ نہیں تو ایمان نہیں ہے۔
5: تقیہ نہ کرنا نیکی ہے اور تقیہ کرنا برائی ہے اس لئے بغیر مجبوری جائز نہیں ہے۔	5: تقیہ کرنا نیکی اور نہ کرنا برائی ہے۔
6: تقیہ صرف سخت ضرورت میں مجبور کو دی گئی رخصت ہے۔	6: تقیہ جب ضرورت ہو کرنا چاہئے۔
7: تقیہ صرف عام کے لئے ہے خاص کے لئے جائز نہیں ہے۔	7: تقیہ خاص و عام دونوں کے لئے جائز ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

بخش حسین حیدری شیعہ: *تقیہ اور اہل سنت*

اگر کوئی مسلمان کافروں میں پھنس جائے، مثلاً محبوس ہو، مجبور، بے بس، عاجز ہو یا جیسے اندھا، اپاہج، لنگڑا، لولا اور بیمار ہو، اور دشمنان اسلام اسے کلمہ کفر کہلوانے پر کسی ایسی تکلیف دینے کی دھمکی دیں جو نا قابل برداشت ہو اور وہ جو دھمکی دے رہے ہیں اس پر وہ قادر بھی ہوں تو صرف زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ سورۃ نحل کی آیت (اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَـئِنٌّ بِالۡاِيۡمَانِ) میں اس شخص کو تقیہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے جو تکالیف برداشت نہ کر سکے اور صبر کرنا محال ہو، لیکن فضیلت اسی میں ہے کہ جان دیدے اور تکلیف اٹھالے اور کفر کا کلمہ زبان پر نہ لائے کیونکہ حق پر ثابت قدم رہ کر جان قربان کر دینا زیادہ افضل ہے۔ تقیہ کی رخصت عام کے لئے ہے خاص (نبی امام وغیرہ) کے لئے نہیں ہے۔

جعفر صادق: یہ مکمل عقیدہ کی وضاحت ہے۔ شرط 1 میں یہی طئے ہوا تھا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: یہ تعریف کس نے بیان کی ہے لمبی تحریر نہ لکھیں۔

جعفر صادق: یہ تعریف نہیں ہے۔ مکمل عقیدہ ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ نے لکھا کہ نہیں صرف یہ جواب دیں۔

جعفر صادق: کیا لکھا؟

بخش حسین حیدری شیعہ: یہ والی تعریف سمجھیں یا عقیدہ۔ میں بگڑی ہوئی گفتگو کو ترتیب دے رہا ہوں

جعفر صادق: مجھے دکھائیں کہ میں نے اسے تعریف لکھا ہو۔ پہلے دن سے عقیدہ کی وضاحت کے متعلق بات ہو رہی ہے حضور۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ عقیدہ سمجھ لیں تو میں لکھ دیتا ہوں جو عقیدہ بیان کیا ہے اس پر گفتگو ہو رہی ہے۔ بعد میں علی ناصر صاحب نے عقیدہ بیان کیا اس پر بات ہو جائے گی نقطہ باے نقطہ چلیں۔ آپ دونوں کھچڑی بنا رہے ہیں اس لیے مجھے دخل دینا پڑا۔ اس عقیدے میں آپ نے اقرار بھی کیا اور انکار بھی۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: کھچڑی ناصر صاحب نے بنائی ہے۔ *عقیدہ ہر کسی کا اپنا اپنا۔* انہیں اختلافی نکات پر بات ہی نہیں کرنی اس لئے اہل سنت عقیدے پر اعتراضات شروع کر دیئے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میری جان پہلے عقیدہ کس نے بیان کیا۔ آپ نے یا علی ناصر صاحب نے؟

جعفر صادق: میں نے بیان کیا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: پھر پہلے ایک کلیر کریں بعد میں دوسرے نقطہ پر یہ تو نہیں پہلے کو چھوڑ دیں اور دوسرے کی طرف بھاگ پڑیں۔

جعفر صادق: کیا کلیئر کرنا ہے؟

بخش حسین حیدری شیعہ: ایسا ہو سکتا قریشی صاحب، بس عقیدے میں آپ نے تقیہ کو قرآن مجید کی آیات کے مطابق ثابت کیا ہے ۔ اصل تو تقیہ ہے۔

جعفر صادق: دونوں کے ہاں یہی اختلافات ہیں۔ اگر مجھے اہل سنت کا دفاع کرنا ہے تو ناصر صاحب مدعی بن جائیں۔ تقیہ شیعہ والا قرآن سے ثابت ہی نہیں ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ نقطہ بائے نقطہ چلیں ان شاءاللہ بہت فائدہ مند گفتگو ہو گی۔

جعفر صادق: یہی سات نکات ہیں۔ میں بحیثیت مدعی یا مدعاعلیہ دونوں طرح گفتگو کے لئے تیار ہوں۔ ایک ایک نکتہ پر الگ سے بات کروں گا۔ ان شاءاللہ۔ شرط یہ ہے کہ ناصر صاحب شرائط کی پابندی کریں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میری جان میں نے فلحال نہ سنیت والے پر اعتراض کیا نہ تشیع والے پر ۔ صرف یہ پوچھا کہ تقیہ کو آپ نے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا کہ نہیں؟ گفتگو نقطہ بائے نقطہ ہو گی لیکن جس ترتیب سے میں کروا رہا ہوں جو عقیدہ آپ نے بیان کیا اس پر آپ جواب دہ ہیں اور جو علی ناصر صاحب نے کیا اس پر وہ ۔ میرا سوال ہے : تقیہ کو آپ نے قرآن مجید کی آیات سے ثابت کیا کہ نہیں؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: بالکل ثابت کیا ہے۔ اب ناصر صاحب کا کام ہے کہ جو تقیہ شیعہ کے ہاں ہے اسے قرآن سے ثابت کرے۔ اس سے پہلے اقرار کرلے کہ ہمارہ تقیہ پر یہ عقیدہ ہے۔ یعنی اختلافی نکات پر دوٹوک وضاحت۔ اشاروں کنایوں میں گفتگو نہیں ہوتی۔ اپنا عقیدہ کھل کر بتانے میں گھبراہٹ کیسی؟

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ نے تقیہ کی اصل کو قرآن مجید سے ثابت کیا۔ اب رہے گئے نقاط، اس میں آپ جو شامل کریں مثال دے رہا ہوں حقیقت نہیں: نماز، ایمان، روزہ، جان، مال، عمل وغیرہ یہ بن گئے نقاط، جھوٹ منافقت وغیرہ، اصل کو مانا اب ان کے نقاط پر گفتگو کرنی ہے۔

جعفر صادق: الحمدللہ تقیہ کے خلاف کئی آیات بھی موجود ہیں۔ آپ نماز، ایمان، روزہ وغیرہ کو تقیہ سے ملا رہے ہیں۔
کیا نماز ایمان یا روزے کی نفی پر بھی آیات موجود ہیں؟ تقیہ خنزیر کھانے جیسی رخصت ہے۔ اصل دین افضل عبادت یا کوئی نیکی نہیں ہے حضور۔

بخش حسین حیدری شیعہ: میری جان میں نے آپ کو مثال دی ا، آپ اتنا سمجھنے سے قاصر ہیں۔ حیرت ہے قریشی صاحب جب کہ لکھا حقیقت نہیں ہے صرف نکات بنائے ہیں۔

جعفر صادق: غلط مثال دی ہے میری جان۔ کہاں خنزیر اور تقیہ اور کہاں نماز روزہ اور دیگر عبادات! رحم فرمائیں حضور۔
کیا یہ سات نکات سنی و شیعہ کے مابین اختلافی نہیں ہیں؟

بخش حسین حیدری شیعہ: جس آیت سے آپ نے تقیہ کو ثابت کیا اس میں کیا منافقت اور جھوٹ کا ذکر ہے؟ خنزیر کا ہے؟ اس لیے کہا آپ اصل کو چھوڑ کر فرع پر گفتگو کر رہے ہیں پہلے اصل کلیر کریں۔

جعفر صادق: ان ساتوں نکات پر بات کئے بغیر تقیہ پر کیا گفتگو کریں؟ اس آیت میں بہت کچھ ہے۔ گفتگو شروع تو ہو۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ان نکات پر گفتگو تو ہو گی لیکن آپ نے تقیہ کو ثابت کر کے انکار کر رہے ہیں۔ آپ اصل کو تسلیم کریں نکات کی طرف میں لے کر چلتا ہو علی ناصر صاحب کو آپ تو اصل کا انکار کر رہے ہیں۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: اللہ کے بندے۔۔۔میں اس تقیہ کا انکار کر رہاہوں جو افضل عبادت نیکی اور اصل دین ہے۔ کیا آپ کے نزدیک تقیہ کے یہ فضائل نہیں ہیں؟
شیعہ والے تقیہ کی اصل میں ہی گڑبڑ ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ پھر شیعہ اور سنیت کی طرف پلٹ رہے ہیں ۔جب کہ میں شیعہ سنی پر بات نہیں کر رہاوہ علی ناصر کرے گا۔

جعفر صادق: بھائی۔۔۔ہم یہاں شیعہ و سنی عقائد پر ہی بات کر رہے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ نے قرآن مجید کی آیات سے تقیہ ثابت کر کے انکار کر رہے ہیں آیت کا انکاری نہ ہی سنی نہ ہی شیعہ آپ لکھ دیں تقیہ ثابت ہے قرآن مجید سے بقایا اختلاف پر گفتگو جاری رکھیں۔ آپ انکار کر رہے ہیں اس لیے میں آیا۔

جعفر صادق: میں تو مکمل عقیدہ لکھ چکا ہوں۔ناصر صاحب لکھ دیں کے مجھے اس سے اختلاف نہیں ہے۔یا لکھ دیں کہ ہمارے عقیدے کے مطابق فلاں فلاں بات درست نہیں ہے۔ بات ختم
پھر جواب دعوی لکھ کر میرے دعوی کی نفی لکھ دے۔اس میں کیا مشکل ہے اور کتنی دیر لگتی ہے۔میں شیعہ عقیدہ تقیہ کے ان ساتوں نکات کا کھل کر انکار کر رہاہوں۔علی ناصر صاحب بھی ذرا ہمت کریں اور کھل کر وضاحت کر دیں۔مسئلہ کلیئر ہو جائے گا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ نے اقرار کے ساتھ انکار کیا ہے ۔آپ لکھ دیں کہ تقیہ قرآن سے ثابت ہے ۔بقایا جھوٹ ،منافقت یہ اختلاف ہے ۔لیکن آپ ثابت کر کے انکار کر رہے ہیں۔ناصر صاحب اب اس وقت گفتگو کریں گے جب میں بولوں گا پہلے نہیں اس طرح کھچڑی نہیں بنانا چاہتے۔

جعفر صادق: بھائی جس تقیہ کا اقرار کیا ہے وہ میں نے مکمل لکھا بھی ہے۔کیا شیعہ کے نزدیک وہی تقیہ مراد ہے؟ اللہ کو حاضر ناضر سمجھ کر جواب دیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: بھائی آپ نے نیچے جو جھوٹ اور منافقت کہا اس کو اس آیت کے مطابق نہیں کہا نہ،وہ آپ نے اپنی طرف سے کہا ہے۔
جعفر صادق: تقیہ جھوٹ ہے منافقت ہے ی انہیں؟ یہ تو دوران گفتگو کلیئر ہو جائے گا۔میرے دعوی کا پہلا نکتہ یہی ہے۔جب تک ناصر صاحب جواب دعوی نہیں لکھتے میں دلائل کیسے دوں؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

بخش حسین حیدری شیعہ: جواب دعویٰ بعد میں آئے گا پہلے تو اس نے آپ کے عقیدہ پر سوال اٹھادیا ہے ۔اس کے بعد اس کا عقیدہ پھر آپ کے دعویٰ پر ،جواب دعویٰ۔ آپ نے جو عقیدہ لکھا ہے اس پر سوال رکھا ہے نہ کہ جواب دعویٰ پر پہلا نقطہ ہی عقیدہ ہے نہ۔

جعفر صادق: اچھی بات ہے۔ پھر گفتگو اسی طرح چلنے دیں۔ اعتراضات کرنا مجھے بھی آتا ہے۔ مجھے بھی حق ہے کہ شیعہ کتب سے دلائل دینا شروع کر دوں۔ میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں۔ ناصر صاحب جس طرح بہتر سمجھیں گفتگو کریں۔ میں اب حکمت عملی چینج کرتا ہوں۔ اب صرف دفاع نہیں بلکہ جوابی دلائل بھی رکھوں گا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: پھر گفتگو نقطہ بائے نقطہ نہیں چلے گی پہلے ایک بات کلیر کریں بعد میں دوسری رکھیں ،پہلے آپ نے عقیدہ رکھا ہے تو اس کو ڈیفنڈ کریں اگر نہیں کرسکتے تو لکھ دیں پھر علی ناصر کے عقیدہ پر بات کرلیتے ہیں۔ آپ میرے عقیدہ پر سوال اٹھاتے تو میں وضاحت کر کے چلتا یہ بات نہیں کہ آپ پر سوال کرتا جواب نہ دیتا۔

جعفر صادق: میں دفاع کر رہا ہوں۔ کوئی پریشانی نہیں ہے۔ شرائط کی پابندی وہ خود ختم کر چکے ہیں۔ میرا بھی حق ہے کہ اہل تشیع کے تقیہ کے متعلق وہ حقائق سامنے رکھوں جن کا اقرار کرنے سے ناصر صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

بخش حسین حیدری شیعہ: نقطہ بائے نقطہ چلیں برادر میں نے کال پر دونوں کو کہا تھا جب تک ایک نقطہ کلیر نہیں ہو گا آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔

جعفر صادق: آپ جب عقیدہ ہی نہیں رکھیں گے تو سوال کیسے اٹھاؤں۔۔۔۔اسی وجہ سے تو ناصر صاحب پریشان ہیں۔ حالانکہ میں نے کہہ دیا تھا کہ کوئی سوال نہیں اٹھاؤں گا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ مجھے بتائیں میں عمل کرواؤں گا ،آپ کے کہنے سے پہلے اس کو کہہ دیا طنزیہ گفتگو نہ کریں۔

جعفر صادق: چلیں۔ آپ ہی بتائیں۔ مجھے کونسا نکتہ کلیئر کرنا ہے؟ اور ناصر صاحب بھی کوئی نکتہ کلیئر کریں گے یا بس اعتراض ہی کرتے رہیں گے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: ناصر صاحب کیوں عقیدہ نہیں رکھیں گے میں وعدہ کرتا ہوں وہ عقیدہ رکھے گا اور اپنے علماء سے ثابت کرے گا اس کو ۔ آپ نقطہ بائے نقطہ چلیں۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

جعفر صادق: ناصر صاحب سے وضاحت کروائیں۔ کسی ایک نکتے پر ہی گفتگو کر لے۔ کم از کم اپنا موٴقف تو پہلے بتانا ہوگا کہ نہیں؟

بخش حسین حیدری شیعہ: جب ناصر صاحب کوئی نقطہ کلیئر نہیں کریں گے تو مجھے بتائیں میں عمل کرواؤں گا۔ فلحال آپ اپنے بیان کیے گئے عقیدہ پر اٹھے ہوئے سوالات کے جوابات دے کر کلیئر کریں اور وہ اپنا موقف رکھتے ہیں۔

جعفر صادق: میں اب مصروف ہو رہا ہوں۔ آپ ناصر صاحب سے مشورہ کر لیں۔ سات نکات سامنے ہیں۔ میرے خیال میں یہی اہم اختلافی نکات ہیں۔ مزید ہوں تو بتا سکتے ہیں۔ اگر اختلافی نکات پر گفتگو ہی نہیں کرنی تو پھر کس پر کرنی ہے۔ گیارہ بجے کے بعد حاضر ہوتا ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ نے جو عقیدہ بیان کیا اس پر جواب دے کر آگے بڑھیں اب ناصر صاحب گفتگو کریں گے۔ امید ہے مجھے دوبارہ زحمت نہیں دیں گے کہ آپ دونوں کو اصل گفتگو کی طرف لاؤں۔ جزاک اللہ خیرا۔ سلامت رہیں دونوں۔

* تقیہ اور اہل سنت *

اگر کوئی مسلمان کافروں میں پھنس جائے، مثلاً محبوس ہو، مجبور، بے بس، عاجز ہو یا جیسے اندھا، اپاہج، لنگڑا، لولا اور بیمار ہو، اور دشمنان اسلام اسے کلمہ کفر کہلوانے پر کسی ایسی تکلیف دینے کی دھمکی دیں جو ناقابل برداشت ہو اور وہ جو دھمکی دے رہے ہیں اس پر وہ قادر بھی ہوں تو صرف زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ سورۃ نحل کی آیت (اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ) میں اس شخص کو تقیہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے جو تکالیف برداشت نہ کر سکے اور صبر کرنا محال ہو، لیکن فضیلت اسی میں ہے کہ جان دیدے اور تکلیف اٹھالے اور کفر کا کلمہ زبان پر نہ لائے کیونکہ حق پر ثابت قدم رہ کر جان قربان کر دینا زیادہ افضل ہے۔ تقیہ کی رخصت عام کے لئے ہے خاص (نبی امام وغیرہ) کے لئے نہیں ہے۔

یہ عقیدہ اور یہاں سے جواب دے کر آگے بڑھیں۔

جعفر صادق: اب ناصر صاحب کا ٹرن ہے۔ میں انہیں جواب دے چکا ہوں۔ مزید کسی نکتہ کو کلیئر کرنا ہے تو اس کے لئے مجھے اسکینز و دلائل رکھنے پڑیں گے جو کہ اس مرحلے پر نہیں رکھے جاتے۔ یا تو میرے عقیدے کے مخالف میں ہی ناصر صاحب جواب دعوی لکھ کر بتائیں کہ کن نکات سے انہیں اختلاف ہے۔ میں بحیثیت مدعی انہی نکات پر الگ الگ دلائل دینا شروع کروں گا۔ کم از کم یہ بات تو ظاہر ہو جائے گی کہ شیعہ تقیہ کے متعلق اختلافی نکات کا دفاع نہیں کر سکتے۔ میں اہل سنت عقیدہ کا دفاع کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اہل تشیع اور اہل سنت کا تقیہ پر یہی موٴقف ہے۔ اگر اہل تشیع کا تقیہ پر یہ موٴقف نہیں تو جس نکتے پر بھی اختلاف ہو، علی ناصر صاحب اعتراض کر سکتے ہیں۔ اگر ناصر صاحب دفاع کرنا نہیں چاہتے تو مدعی بن جائیں۔ کسی بھی نکتے پر دعوی لکھیں۔ میں جواب دعوی لکھ کر دلائل سے اہل سنت عقیدے کا دفاع کروں گا۔ ان شاء اللہ

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

☜ عقائد ہمیشہ قرآن و سنت اور صحیح روایات سے ثابت کئے جاتے ہیں۔ علمائے کرام کے اقوال تائید میں دکھاجاتے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: قریشی صاحب کب کہا کہ شیعہ دفاع نہیں کرسکتے۔ فلحال آپ کے عقیدہ پر سوال اٹھائے گئے ہیں ان کو کلیئر کریں اور یہ الزام عائد کرنا بند کریں۔

جعفر صادق: غضب خدا کا۔۔۔چار دن سے ناصر صاحب عقیدہ تک نہیں لکھ سکے۔ تین جملے تعریف کے لکھ کر سمجھ رہے ہیں کہ عقیدہ بیان ہو گیا۔ سات اختلافی نکات پر مؤقف بھی نہیں لکھا۔ اگر اقرار یا انکار بھی نہیں کریں گے تو گفتگو کیسے اور کن نکات پر کروں؟
رہی بات عقیدے پر سوال اٹھانے کی تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر چند علماء کی آدھی عبارات سے ناصر صاحب اعتراض کر کے وقت گذار رہے ہیں۔ خیر میں جواب دیتا آرہا ہوں اور مزید اعتراضات کئے تو اب صرف جواب نہیں دوں گا بلکہ شیعہ کتب سے اپنی تائید میں دلائل بمعہ اسکینز بھی دوں گا۔ اب گفتگو روایتی طریقے سے ہٹ کر ہو گی کیونکہ فریق مخالف شرائط کی پابندی نہیں کر رہا۔

بخش حسین حیدری شیعہ: اس نے اپنا عقیدہ لکھا ہے آپ پہلے اپنا کلیئر کریں اور بعد میں اس کے عقیدے پر سوال رکھیں، اگر وہ عقیدہ مکمل نہ ہوا تو دوبارہ لکھے گا اور اپنے جید علماء سے ثابت کرے گا۔ فلحال تو آپ اپنے عقیدہ کی وضاحت کرنے سے گھبرا کیوں رہے ہیں یا یہ سمجھ لوں کہ آپ نقطہ بائے نقطہ گفتگو نہیں کرنا چاہتے۔ بقایا جہاں پر وہ شرط کی خلاف ورزی کرے تو بتائیں اس پر عمل کروایا جائے گا وہ اسکے پابند ہیں۔

جعفر صادق: پہلی بات ہمیں صرف اپنا اپنا عقیدہ لکھنا تھا۔ اسے ایک دوسرے سے منوانا نہیں تھا۔ میں مدعی ہوں۔ گفتگو کے دوران اپنے دعوی کی روشنی میں مجھے اپنا عقیدہ ہی ثابت کرنا ہے اور دفاع کرنا ہے۔ ناصر صاحب کو بھی صرف اپنا عقیدہ رکھ دینا ہے مجھے منوانا نہیں ہے۔ جواب دعوی رکھ کر وہ میرے دعوی کا انکار کریں گے اور اس شیعہ عقیدے کا دفاع کریں گے جو بتا چکے ہوں گے۔
دونوں فریقین کے عقائد سب کے سامنے ہوں گے تو قارئین کو علم ہو گا کہ کسے کیا ثابت کرنا ہے اور کسے کن نکات کا دفاع کرنا ہے۔
عقیدہ پر وضاحت کی گھبراہٹ تو اسے ہونی چاہئے جو کھل کر اقرار یا انکار تک نہیں کر پارہا۔ میں تو دوٹوک ایک ایک نکتہ لکھ کر بتا رہا ہوں کہ یہ سنی و شیعہ کے مابین اختلافی نکات ہیں۔ آپ بتائیں کن نکات پر متفق اور کن نکات سے اختلاف رکھتے ہیں۔
جی جی۔۔۔۔وہ سب لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ناصر صاحب شرائط کی کتنی پاسداری کر رہے ہیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: جب اپنا عقیدہ لکھا ہے تو اس کو ثابت کرنا کیا عیسائیت کا کام ہے میری جان۔ آپ کو ہی ثابت کرنا ہے۔ اب آپ اپنا لکھا ہوا عقیدہ ثابت کرنے سے قاصر ہیں ۔ چلیں لکھ دیں میں ثابت نہیں کر سکتا پھر شیعہ عقیدے پر گفتگو کرتے ہیں

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: یہ آفر بھی دے چکا ہوں۔ میرا عقیدہ میرا دعوی سمجھ کر ناصر صاحب کو جواب دعوی لکھنے کا کہیں۔ جب وہ انکار ہی نہیں کریں گے تو مجھے کیا پتہ کس نکتے کو ثابت کرنا ہے۔ جواب دعوی لکھوائیں۔۔۔ میں آج ہی فارغ ہو کر اپنا عقیدہ دلائل سے ثابت کرنا شروع کرتا ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: اختلافی نکات آپ نے لکھے ہیں۔ ان کو بھی ثابت کرنا ہو گا ون بائے ون لکھنے سے ثابت ہو گیا۔
آپ کی قیاس یا آپ کی تاویلات حجت نہیں ہو گی جید علماء کے اقوال سے، میں گفتگو کو جتنا ختم کروا رہا ہوں آپ ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔

جعفر صادق: میں یہاں اقوال علماء سے عقیدا تھوڑی ثابت کروں گا اور نہ ہی اقوال علماء سے عقائد ثابت کئے جاتے ہیں اور نہ اقوال علماء سے عقائد کو رد کیا جاتا ہے۔
قرآن وسنت صحیح روایات

بخش حسین حیدری شیعہ: جواب دعویٰ بعد میں لکھیں گے پہلے عقیدہ تو ثابت ہو اور یہ آفر دین میں نہیں چلتی۔ آپ کو شاید لکھنے سے نہیں سمجھ آ رہا تو کال پر آئیں سمجھاتا ہوں۔

جعفر صادق: اففف۔۔۔ ناصر صاحب سے ان اختلافی نکات کا انکار تو لکھوائیں۔ ان کے مؤقف کا مجھے کیا پتہ۔۔۔ میں محنت بھی کروں اور آخر میں وہ کہے کہ مجھے تو اختلاف ہی نہیں تھا۔ میرے ساتھ کئی بار ایسا ہو چکا ہے۔ معذرت کے ساتھ۔ کال پر ابھی نہیں آ سکتا۔ ڈیوٹی پر ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ ثابت کریں عقیدہ اور بعد میں ااس کے عقیدہ پر گفتگو کریں دعویٰ اور جواب دعویٰ۔ اس نے آپ کو آپ کے عقیدہ پر پکڑا ہوا ہے آپ ثابت کریں۔ آپ عقیدہ ثابت کریں وہ جواب دعویٰ لکھتے ہیں۔

جعفر صادق: ون باء ون ان نکات پر شیعہ مؤقف لکھنے سے کونسی قیامت آ جائے گی۔ میں نے بھی تو صاف صاف لکھ دیا ہے۔ شیعہ عقیدہ تقیہ میں ایسا کیا ہے جسے چھپایا جا رہا ہو۔
یا کہہ دیں کہ میں نے شیعہ عقیدہ تقیہ کے خلاف غلط بیانی کی ہے۔ آپ لوگ تقیہ کے متعلق ان ساتوں نکات سے متفق نہیں ہو۔ پھر سنی و شیعہ کے ہاں اختلاف کیا رہا؟ گفتگو کن نکات پر ہو؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

ٹھیک ہو گیا۔ شام تک جواب دعوی لکھوائیں۔ میرا عقیدہ ہی میرا دعوی ہے۔*

بخش حسین حیدری شیعہ: پھر گفتگو کا رخ تبدیل ہو جائے گا لھذا پہلے عقیدہ ثابت کریں بعد میں لکھوادیں گے جواب دعویٰ۔

جعفر صادق: ناصر صاحب عقیدے کا انکار کرے گا تو ثابت کروں گا نہ میری جان۔ مجھے کیا پتہ بتائے گئے مکمل عقیدے کے کس حصے سے متفق ہیں اور کس حصے سے انہیں اختلاف ہے؟
ثابت کونسا نکتہ کروں؟ پہلی بار گفتگو کر رہے ہیں کیا؟

بخش حسین حیدری شیعہ: اب جو آپ نے دعویٰ لکھا وہ ختم ہو گیا اب رہ گیا عقیدہ اس پر تنقیح کرے گا اور آپ جواب عنایت فرمائیں۔

جعفر صادق: میں ہر آپشن دے چکا۔ میرا دعوی تو مختصر ہے۔ عقیدہ تو تفصیل سے لکھا ہے۔ اس پر ناصر صاحب کا موقف *جواب دعوی* کی شکل میں لکھوائیں۔ میں اس جواب دعوی کی روشنی میں اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بس؟ اور کیا چاہیئے آپ کو؟؟
میں اب مصروف ہوں۔ بعد میں حاضر ہو تا ہوں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: وہ لکھیں گے اب آپ کا دعویٰ ختم ہوا اور عقیدہ پر جواب دیں اس کو، خیر سے جائیں اور واپس آئیں اچھی گفتگو کی توقع ہے۔

جعفر صادق: شکریہ۔ میں کہیں جا نہیں رہا۔ ڈیوٹی پر ہی ہوں۔ تقیہ پر اہل سنت کا عقیدہ بھی لکھ دیا۔ اہل سنت کی طرف سے دعوی بھی لکھ دیا۔ آج چوتھا دن ہے۔
ابھی تک تقیہ پر عوام کو علم نہیں ہو سکا کہ آخر اہل تشیع کا موقف کیا ہے۔ کن نکات پر اہل سنت سے اختلاف ہے۔
نہ عقیدہ اور نہ ہی جواب دعوی۔
اوپر سے بغیر کسی انکار اور جواب دعوی کے علماء اہل سنت کی عبارات سے اعتراضات کی بھرمار۔۔
اللہ کا واسطہ۔۔۔ کم از کم عوام کو یہی بتا دیں کہ * اہل سنت شیعہ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک تقیہ کوئی افضل عبادت نہیں ہے بلکہ مجبور کو دی گئی رخصت ہے۔ تقیہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ تقیہ ہمارے نزدیک اصل دین بھی نہیں ہے۔ خاص و عام سب تقیہ کر سکتے ہیں۔*

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

یقین کریں اس سے بھی میرے عقیدے کا انکار ہو جاتا ہے اور آپ لوگوں کا *جواب دعوی* بن جاتا ہے۔ پھر آگے میرا کام ہے اپنا عقیدہ کس طرح ثابت کرتا ہوں۔

جعفر صادق:

اس پر خاص توجہ کی گذارش کرتا ہوں۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): میرے خیال سے گروپ والوں کا وقت بے جا ضائع ہو رہا ہے۔ موصوف فرما رہے ہیں: (سب سے بہتر عمل مصلحت نہیں ہوتی) یعنی یہ مان گئے ہیں کہ تقیہ میں مصلحت ہے اور جس میں مصلحت ہو وہ باعث ندامت و شرمندگی نہیں ہے۔ اگر پھر بھی نادم و شرمندہ ہو تو یہ کیسا مسلمان ہے کہ شریعت کچھ کہے، اسکا دل کچھ اور کہے۔ دوسری بات کہ جب کم درجہ کا عمل مصلحت رکھتا ہے تو سب سے بہتر عمل بدرجہ اولی مصلحت رکھتا ہے۔ ناانکا دعویٰ درست ہے نا اصطلاحات کا انکو علم ہے۔ النہایہ ابن اثیر سے بھی ثابت کر چکا ہوں کہ تقیہ اور نفاق میں ضدین کی نسبت ہے۔ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔

کیونکہ تقیہ دل میں ایمان اور زبان پر کفر کا نام ہے۔ نفاق دل میں کفر اور زبان پر اسلام کا نام ہے۔ انکا دعویٰ یہ تھا کہ تقیہ خاص کے لئے نہیں ہے نبی امام وغیرہ کے لئے۔ جب میں نے دکھایا کہ امام کے لئے جائز ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ کی امامت اور ہماری امامت میں فرق ہے۔ یعنی شروع سے ہی دعویٰ مبہم تھا بعد میں تاویلات پر آگئے ڈاکٹر صاحب۔ پہلے ڈاکٹر صاحب دعویٰ اپنا درست کر لیں، درمیان مکالمہ دعویٰ درست نہیں کیا جاتا۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: آپ کی اس بات سے میں بھی متفق ہوں کہ گروپ والوں کا وقت ضایع ہو رہا ہے کیونکہ آپ نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ شیعہ کا *عقیدہ تقیہ* اور سُنی و شیعہ کا اس پر اختلاف کھل کر بتانا نہیں ہے اور نہ زیر بحث لانا ہے۔

کل تو آپ نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ آپ اہل *تشیع نکتہ نظر پہنچانے کے لئے نہیں آئے* آگے یہ کہا کہ میری باتوں کے جواب دینے کے لئے موجود ہیں۔ جبکہ دونوں ہی باتیں درست نہیں ہیں۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جب آپ کو تقیہ پر شیعہ نکتہ نظر بتانا ہی نہیں ہے تو واقعی وقت ضایع نہ کیا جائے۔ رہی بات میری باتوں کے جوابات کی تو پہلے دن سے آج تک میری کس بات کا آپ نے جواب دیا ہے؟ میں نے *شیعہ کا عقیدہ تقیہ* پوچھا تو آپ نے *تعریف* لکھ دی۔ میں نے اختلافی نکات لکھ دئے تو آپ نے ان پر اقرار یا انکار تک نہیں کیا۔

بیشک تقیہ میں مصلحت ہے اور وہ ہے جان بچانا۔

خنزیر کھانے میں بھی مصلحت ہے تاکہ بھوک سے موت نہ آجائے۔

سوال 1: کیا ایک مؤمن خنزیر کھا کر خوشی اور فخر کرے گا؟ شیعہ کے ہاں مردار، خنزیر حرام ہے یا اصل دین و ایمان؟

سوال 2: تقیہ بھی ایک رخصت ہے تاکہ کمزور کی جان بچ سکے۔ لیکن تقیہ نہ کرنے والا افضل ہو گا کہ نہیں؟

سوال 3: بقول اہل تشیع تقیہ ہی اصل دین و ایمان ہے تو مطلب مشکلات میں تقیہ نہ کر کے جان دینے والا حرام موت مر گیا؟

مجھے اصطلاحات کا بخوبی علم ہے۔

مصلحت ☜ سب سے بہترین عمل ہر گز نہیں ہے۔

https://www.urduinc.com/english-dictionary/مصلحت-meaning-in-urdu

اگر کہیں حادثہ ہو جائے اور کئی معصوم جانیں ضایع ہوں تو یہی کہا جاتا ہے کہ اس میں اللہ کی کوئی مصلحت ہو گی۔ *نقصان اور فائدہ* دونوں کی موجودگی میں ہی مصلحت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ کیا نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے لئے مصلحت کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں؟ مصلحت جسے حکمت بھی کہہ سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے یعنی ان کاموں میں کسی کا فائیدہ اور کسی کا نقصان ہوتا ہے۔ بارش، گرمی، سردی، مشکلاتیں، کامیابیاں سب میں اللہ کی مصلحتیں ہوتی ہیں۔

ایک ہوتا ہے حکم جس کی بجاآوری ہمارے لئے لازم ہے۔ ہر مؤمن پر فرض اور واجب ہے۔ ایک ہوتی ہی رخصت جس پر عمل کرنا نہ کرنا ہماری صوابدید پر ہے۔ تقیہ میں جان بچانا مصلحت ہے لیکن لازم نہیں ہے کہ اس سے جان بچائی جائے بلکہ اس مصلحت پر عمل نہ کرنا بہترین عمل ہے۔ تقیہ اگر ہر مؤمن کے لئے فرض واجب ہے، اصل دین و ایمان ہے تو اقرار کریں، اگر نہیں تو مان لیں کہ تقیہ ایسی مصلحت ہے جس پر ایک مؤمن ہمیشہ نادم رہے گا کیونکہ دوران تقیہ اس کی زبان ناپاک ہوتی رہی۔ یہ ایمان کی باتیں ہیں اس لئے آپ کو سمجھ نہیں آرہی۔ بیشک تقیہ مجبور و بے بس کے لئے ایک آپشن ہے، چاہے تو عمل کرے چاہے تو نہ کرے۔

تقیہ اور نفاق میں اوپر اس نکتہ کو کلیئر کر چکا ہوں۔

اہل تشیع کے عقائد اہل سنت کے نزدیک کفر ہیں۔ تقیہ کرتے وقت ان عقائد کو دل میں چھپا کر زبان پر اہل سنت کی تائید کی جاتی ہے۔

دل میں کفریہ عقائد زبان پر ایمان کا اظہار ☜ یہی منافقت ہے۔

کچھ علمائے اہل سنت کے نزدیک اہل تشیع کا تقیہ منافقت سے بھی بدتر ہے کیونکہ منافق تو جانتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان نہیں ہے صرف زبانی اقرار کر رہا ہے، لیکن شیعہ تو جسے چھپا رہا ہے اسے ہی اصل ایمان سمجھتا ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

میرا دعوی تھا نہیں بلکہ اب بھی ہے کہ * تقیہ خاص کے لئے رخصت ہرگز نہیں ہے۔ * آپ نے ایک عالم سے قول دکھا کر امام کے لئے تقیہ جائز ہونا دکھایا ہے۔ شروع گفتگو سے اس وقت تک آپ نے مدعی نہ ہوتے ہوئے بھی تین دلائل دئے ہیں۔

1: امام ابو حنیفہ کا تقیہ ☜ اس واقعہ کا مکمل حوالا اور اسکین رکھیں تاکہ عوام تک اصل حقیقت پہنچ سکے۔

2: علامہ سرخسی نے رافضیوں پر لعنت کرتے ہوئے انبیائے کرام کے تقیہ کی نفی بیان کی ہے۔ کیا آپ ان کے اس مؤقف سے متفق ہیں؟

3: قاضی ابو یعلی نے امام کے لئے تقیہ کی رخصت کا اقرار کیا ہے تو وضاحت کریں کہ اس سے مراد اہل تشیع کے عقائد کے مطابق امام معصوم مراد ہے؟

علی ناصر (شیعہ مناظر): یہ انسان مسلسل شریعت مقدسہ کا مذاق اڑا رہا ہے اور شریعت کی توہین کر رہا ہے۔ بالفرض ممتاز قریشی اگر ایک جنگل میں راستہ بھٹک جائیں اور بھوک اس قدر ہو کہ جان نکلنے والی ہے اور اچانک ان کو سور دکھائی دے تو عقل یہی فیصلہ کریگی کہ ممتاز قریشی افضل مخلوق ہیں اور افضل کو مفضول پر مقدم کرنا چاہیے اور شریعت بھی اسکی اجازت دیتی ہے اور بالفرض ممتاز قریشی نے اسے کھالیا اور انکی انکی جان بچ گئی تو وہ اللہ کا شکر ادا کرینگے کہ تو نے اپنی دین میں اتنی آسانی رکھی ہے سختی نہیں رکھی ہے۔ اسکے بعد اگر ممتاز قریشی سچے مسلمان ہونگے اور اس بات کا عقیدہ رکھتے ہونگے کہ شریعت نے اجازت دی ہے تو اس میں مصلحۃ ہوگی مفسدہ نہیں ہو گا اور جس چیز کو شریعت مصلحت کہے ممتاز قریشی اس پر نادم و شرمندہ نہیں ہونگے۔

دوسرے اور تیسرے جواب کی باری تو تب آئے گی جب آپ اپنا دعویٰ درست کر لیں بقول آپ کے تقیہ جھوٹ اور نفاق ہے۔

جھوٹ تو آپ کا مذہب ہے اور واجب سمجھ کر بولا جاتا ہے (کیونکہ آپکا اعتراض ہے کہ تقیہ جھوٹ ہے)۔

جب آپ کے مذہب میں جھوٹ کی رخصت ہے اور بعض دفع واجب ہے پھر تقیہ سے آپ کو کیا مسئلہ ہے جس کا مقصد جان مال حرمت کو بچانے کے لئے ایمان کو پوشیدہ رکھنا ہے۔ اگر تقیہ باعث ندامت و شرمندگی ہے تو آپ کے علماء امام محدثین اور معاذاللہ صحابہ نے یہ ندامت یہ جانتے ہوئے اٹھائی کہ اسکا ترک کرنا بہتر ہے (آپ کے بقول)۔ اسکے بعد آپکا عقیدہ رسول اللہ ص کے مطابق کیا ہو گا جنہوں نے جناب عمار کو اسکی اجازت دی اور کہا دوبارہ ایسا ہو تو پھر سے تقیہ کرنا۔ یعنی اللہ کا رسول خود اپنی امت کو مشورہ دے رہا ہے کہ تقیہ کرو جبکہ اسکا ترک کرنا افضل ہے۔ اسکے بعد اللہ بھی جناب عمار کی تائید میں آیت نازل کر رہا ہے۔

اسکے بعد آپ کہیں گے کہ یہ وہ والا تقیہ نہیں تھا جو شیعوں کا ہے جب کہ میں نے تقیہ کا تعارف کرادیا ہے تعریف کر کے، کہ ہمارے یہاں تقیہ کسے کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تقیہ یہ ہے کہ مخالفوں کے سامنے کسی دنیوی یا دینی نقصان سے بچنے کی خاطر حق اور حق پر اعتقاد رکھنے کو چھپانے کا نام تقیہ ہے۔ جناب عمارع کا تقیہ وہی تھا جو ہمارے ہاں ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

شیعہ و سنی کے مابین وہ سات نکات جن پر شیعہ اقرار یا انکار کرنے سے گھبراتے ہیں!

جعفر صادق: شیعہ تقیہ کے اصل حقائق عوام کے سامنے رکھنا شریعت مقدسہ کی توہین ہرگز نہیں ہے۔ آپ کھل کر اقرار یا انکار کریں کہ

سوال 1: اہل تشیع کے ہاں تقیہ محبوب ترین عبادت ہے کہ نہیں؟

سوال 2: اہل تشیع کے ہاں تقیہ صریح جھوٹ و منافقت نہیں ہے تو کیا تقیہ کرتے وقت شیعہ سچ بولتے ہیں؟

سوال 3: کیا اہل تشیع کے نزدیک تقیہ صبر نہیں ہے؟ اور تقیہ باز کو دہرا اجر نہیں دیا جائے گا؟

سوال 4: کیا اہل تشیع کے ہاں تقیہ نہ کرنے والا تقوی و ایمان کے اعلی درجہ پر ہو گا یا جس نے تقیہ نہیں کیا تو اس کا ایمان ہی نہیں ہے؟

سوال 5: اہل تشیع کے ہاں تقیہ نہ کرنا نیکی ہے یا تقیہ کرنا نیکی ہے؟

سوال 6: اہل تشیع کے ہاں تقیہ صرف سخت ضرورت میں مجبور کو دی گئی رخصت ہے یا جب جس کا دل چاہے تقیہ سے فیض اٹھا سکتا ہے؟

سوال 7: اہل تشیع کے ہاں تقیہ صرف عام کے لئے ہے یا خاص کے لئے بھی جائز ہے؟

تقیہ پر اہل سنت و اہل تشیع نظریہ

اہل سنت	اہل تشیع
1: تقیہ باعث ملامت و شرمندگی ہے۔	1: تقیہ محبوب عبادت ہے۔
2: تقیہ صریح جھوٹ و منافقت ہے۔	2: تقیہ جھوٹ اور منافقت نہیں ہے۔
3: تقیہ صبر نہیں بلکہ ثابت قدم رہ کر تکالیف برداشت کرنا صبر ہے۔	3: تقیہ صبر ہے اور کرنے والے کو دہرا اجر دیا جائے گا۔
4: تقیہ نہ کرنے والا تقوی و ایمان کے اعلی درجہ پر ہے۔	4: تقیہ نہیں تو ایمان نہیں ہے۔
5: تقیہ نہ کرنا نیکی ہے اور تقیہ کرنا برائی ہے اس لئے بغیر مجبوری جائز نہیں ہے۔	5: تقیہ کرنا نیکی اور نہ کرنا برائی ہے۔
6: تقیہ صرف سخت ضرورت میں مجبور کو دی گئی رخصت ہے۔	6: تقیہ جب ضرورت ہو کرنا چاہئے۔
7: تقیہ صرف عام کے لئے ہے خاص کے لئے جائز نہیں ہے۔	7: تقیہ خاص و عام دونوں کے لئے جائز ہے۔

جہاں تک جنگل میں بھوک کی شدت سے مجبور ہو کر سور کھانے کا معاملہ ہے تو الحمد للہ *میں مر جانا پسند کروں گا لیکن ایسی زندگی قبول نہیں کروں گا جو حرام کھانے سے حاصل ہو۔ شریعت نے رخصت دی ہے پابند نہیں کیا۔ میرے نزدیک ایسی موت شہادت

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

کی موت ہے۔ جو کام میرے سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے جائز نہیں، اس کے بارے میں سوچنا بھی میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالی ہمیں سیرت نبوی پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

البتہ آپ میری جگہ شوق سے سور کھائیں گے کیونکہ * اہل تشیع کے ہاں اس قسم کی رخصت کو محبوب ترین عبادت، اصل دین و ایمان اور نیکی کا درجہ حاصل ہے * بلکہ سور کھا کر آپ صابرین میں شامل ہو جائیں گے اور دہرا اجر بھی ملے گا! دین نہ ہوا مذاق ہو گیا !

خیر۔۔۔ ذاتیات سے باہر نکلیں اور اپنے مسلک کے عقیدے پر گفتگو کریں تا کہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔

اگر میرا دعوی درست نہیں تو آپ درست کر کے لکھ دیں، * وہی تو آپ کا **جواب دعوی** ہو گا۔ *

جھوٹ کس کا مذہب ہے؟ ہماری چار دن سے کی گئی گفتگو پڑھ کر قارئین سمجھ سکتے ہیں۔

تقیہ ندامت و شرمندگی نہیں تو ذرا حضرت عمار بن یاسر کی کیفیت پر بھی روشنی ڈالیں جب وہ نبی کریم کے پاس آئے تھے تو کیا وہ خوش تھے کہ کوئی بڑا کام کر کے آئے ہیں؟ فخر کر رہے تھے؟ نبی کریم نے انہیں خوش ہو کر مبارک باد دی تھی؟ ان کے عمل کو اصل دین و ایمان قرار دیا تھا؟

نبی کریم نے دوبارہ * **اسی صورتحال** * میں اجازت دی تھی یا حکم دیا کہ جب دل چاہے ایسا بولتے رہنا کیونکہ زیادہ سے زیادہ ثواب ملتا رہے گا؟

کیوں عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔ ہر کسی کو اپنی قبر میں جانا ہے۔ ایک عام فہم بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب کوئی * حقیقت * چھپانی ہو تو * جھوٹ * بولے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ * **حقائق کے خلاف بولنا جھوٹ ہی کہلاتا ہے۔** حقائق کے مطابق بولنا سچ کہلاتا ہے۔ *

* سورہ النحل: آیت 106 *

مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَ قَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ وَ لٰكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۰۶﴾

* ترجمہ: جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو (۱) مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ *

اہل تشیع کے ہاں تقیہ رخصت کا درجہ نہیں رکھتا بلکہ شیعہ تو اس آیت کے دوسرے حصے کے مصداق ہیں کیونکہ دل کھول کر تقیہ کرتے ہیں اور شرم تو بالکل بھی نہیں آتی۔

* شیعوں کا عقیدہ تقیہ: دو جیّد شیعہ علماء کی نظر میں *

بیسویں صدی کے شیعہ جیّد عالم: امام خمینی (کشف الاسرار صفحہ 128)

تقیہ کے معنی یہ ہیں کہ انسان کسی حقیقت کے خلاف کچھ کہے یا قوانین شریعت کے خلاف عمل کرے۔

چوتھی صدی کا شیعہ جیّد عالم: شیخ مفید (تصحیح الاعتقاد صفحہ 137)

تقیہ: حق کو چھپانا اور اعتقاد پر پردہ ڈالنا، مخالفین سے چھپانا، اور اس انداز میں اپنے مذہب کا اظہار ترک کرنا جس کے انجام کار دنیا یا آخرت میں کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

SUNNI 313
WWW.SUNNILIBRARY.COM

فصل: في التقيّة

قال أبو جعفر: باب التقيّة ... إلى آخره (١).

قال الشّيخ المفيد: التقيّة: كتمان الحق وستر الاعتقاد فيه ومكاتمة المخالفين وترك مظاهرتهم بما يعقب ضرراً في الدّين أو (٢) الدّنيا (٣)، وفرض ذلك إذا علم بالضّرورة أو قوي في الظّنّ، فمتى لم يعلم ضرراً بإظهار الحقّ ولا قوي في الظّنّ ذلك لم يجب فرض التّقيّة.

وقد أمر الصّادقون ـ عليهم السّلام ـ جماعة من أشياعهم بالكفّ (٤) والإمساك عن إظهار الحقّ، والمباطنة والسّتر له عن أعداء الدّين، والمظاهرة لهم بما يُزيل الرّيب عنهم (٥) في خلافهم. وكان ذلك هو الأصلح لهم، وأمروا طائفة أُخرى من شيعتهم بمكالمة الخصوم ومظاهرتهم ودعائهم إلى الحقّ، لعلمهم بأنّه لا ضرر عليهم في ذلك، فالتّقيّة تجب بحسب ما ذكرناه، ويسقط فرضها في مواضع أُخرى ـ على ما قدّمناه ـ وأبو جعفر أجمل القول في هذا (٦) ولم يفصّله ـ على ما بيّناه ـ وقضى بما أطلقه فيه من غير تقيّة على نفسه لتضييع الغرض في التّقيّة، وحكم

(١) الاعتقادات ص ١٠٧.
(٢) في بقيّة النّسخ: و.
(٣) أنظر «أوائل المقالات ـ ص ٤٩٦». ج.
(٤) «ق»: بالكتم.
(٥) «ح» «ش»: منهم.
(٦) في المطبوعة: ذلك.

تقیہ: حق کو چھپانا اور اعتقاد پر پردہ ڈالنا، مخالفین سے چھپانا، اور اس انداز میں اپنے مذہب کا اظہار ترک کرنا جس کے انجام کار دنیا یا آخرت میں کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

«۱۲۸»

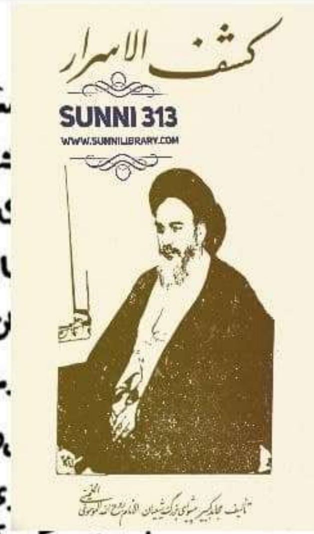

...علومات سر شار وخرد بی‌پایان گاهی کارهای خدائی‌را معین‌میکنید
...شوید وگاهی شغل پیمبری‌را معین میکنید و پیغمبر تراش میشوید
...که پا از گلیم خود درازنکرده بیخود مارا بزحمت نمیانداختید .
...ار تقیه   این بیخردان بعادت همیشه دست وپائی کرده ازهر گوشه
...ان‌خورده فهمیده ونفهمیده برخ دینداران میکشند ازاینجهت‌دست
...سخن گم کرده وازاین شاخه بآن شاخه بریده مراعات تناسب و
...را نمیکنند ازاینرو پای‌اخبار تقیه‌را پیش کشیده میگوید (زراره
...ی پرسیدم جوابی‌داد ودیگری‌آمد وهمان‌را پرسید جوابدیگری
داد وباز دیگری‌آمد وهمان‌را پرسید جواب دیگری داد گفتم درجواب سه‌نفر از
شیعیان که‌یك‌چیز پرسیدند سه‌جواب دادید گفت برای‌آنستکه اختلاف بین‌آنها‌افتد
وشناخته‌نشوند‌پس‌از آن‌میگوید‌اگر‌این‌احادیث‌هم‌صحیح‌باشد‌دیگر چه‌عرض کنم)
مانمیدانیم اینها چطور ازحکم خرد یکبار دور افتاده وهرچه پیش‌قلمشان
می‌آید مینگارند هرچه میخواهد ازکار درآید وگرنه روابودن بلکه واجب‌بودن
تقیه ازروشنترین احکام عقلست معنی تقیه‌آنستکه انسان حکمی‌را برخلاف‌واقع
بگوید یاعملی برخلاف میزان شریعت‌بکند برای حفظ کردن خون یاناموس‌یامال
خود یادیگری مثلا وضوء بحسب حکم خدا واجبست از مرفق آب بریزند و پارا
باید مسح بکشند بعضی سنیان‌را رأی‌اینست که باید ازسر انگشتان تامرفق بعکس
بشویند وپارا نیز باید شستشو دهند دراینصورت یکنفر میخواهد وضوء بگیرد در
بلاد سنیان اگر مثل‌شیعیان وضوء بگیرد جان‌خود یامسلم دیگر درخطر است در
اینجا حکم خدا اینست که باید مثل‌آنان وضوء بگیرد وخودرا درخطر نیندازد و
این حکم مطابقست باحکم قطعی خرد هیچ‌عقلی نمی گوید دراینصورت وضوء‌را
مثل شیعیان بگیرد گرچه جان خود یامسلمان دیگر درخطر باشد درزمان ائمه
دین هر کس‌ازتاریخ مطلعست میداند که زمانی بوده که‌برای امامان وشیعیان‌آنها

تقیہ کے معنی یہ ہیں کہ انسان کسی حقیقت کے خلاف
کچھ کہے یا قوانین شریعت کے خلاف عمل کرے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

غور کریں! شیخ مفید کے مطابق مخالفین سے کسی خطرے کے پیش نظر اپنے عقائد چھپانا تقیہ ہے۔ مخالفین یعنی اہل سنت کیونکہ شیعہ اہل سنت کو ہی اپنا مخالف تصور کرتے ہیں۔ سادہ الفاظ میں اہل سنت عقائد کا اظہار اور شیعہ عقائد کا اخفاء (جسے وہ حق سمجھتے ہیں) تقیہ ہے۔

☜ اپنے قول و عمل سے واقعہ یا حقیقت کے خلاف یا اپنے عقیدہ و ضمیر کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسروں کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنا ہی تقیہ ہے۔

استدلال:

زمانہ قدیم اور زمانہ جدید کے دو شیعہ جیّد علماء کرام کے مطابق تقیہ باز کا قول و فعل حقیقت کے خلاف ہوتا ہے۔ حقیقت کے خلاف جو بھی کہا جائے یا کیا جائے، وہ جھوٹ کہلاتا ہے۔

جھوٹ قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ایک برائی بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔

◆ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔

◆ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔ (سورت صف 2،3)

◆ اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ

جھوٹ افتراء تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی جھوٹے ہیں۔ (سورت النحل 105)

میں نے دو جیّد علماء کرام سے تقیہ کی تعریف دکھادی ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا تقیہ ہرگز ہرگز * اہل تشیع والا تقیہ * نہیں تھا۔ کیا شیعہ تقیہ کرکے کبھی دُکھی ہوئے ہیں؟ کبھی ضمیر نے ملامت کیا ہے؟ شیعہ کے ہاں تو اصل دین و ایمان ہی تقیہ ہے! لاحول ولا قوت۔

آپ سے ہر بار کئی کئی سوالات کئے جارہے ہیں۔ کوشش کریں۔ علمی انداز سے رد کریں۔ تقیہ پر شیعہ عقیدہ اور اختلافی نکات پر دوٹوک مؤقف بھی لکھیں تاکہ مجھے دلائل دینے میں آسانی ہو۔

بخش حسین حیدری شیعہ: آپ یہ شرم وغیرہ کے لفظ استعمال مت کریں پھر سامنے والا حریف بھی ایسی گفتگو کرے گا اور تسلسل ختم ہو جائے گا۔

علی ناصر شیعہ کی طرف سے ترجمے میں خیانت اور موضوع سے بھاگنے کی بھونڈی کوشش

علی ناصر (شیعہ مناظر): تقیہ آنستکہ انسان حکمی را بر خلاف واقع بگوید یا عملی بر خلاف میزان شریعت بکند برائ حفظ کردن خون یا ناموس یا مال خود یا دیگری

تقیہ یہ ہے کہ انسان حکم کے خلاف کچھ کہے یا قوانین شریعت کے خلاف عمل کرے اپنی جان بچانے کے لئے یا ناموس و عزت بچانے کے لئے یا اپنے اور دوسرے کو مال کو بچانے کے لئے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

یہ ہے مکمل تعریف اسکے بعد خمینی نے مثال دی ہے۔ آدھی عبارت کیوں دی؟

بڑے مزے لے لے کر حنفی ماں بہن سے نکاح کرتے ہیں کیونکہ انکے یہاں حد نہیں اس پر اور کوئی حالت مجبوری نہیں ہوتی انکی جب دل چاہے۔ تقیہ حالت خوف میں ہے اپنی جان عزت اور مال بچانے کے لئے۔

آپ کی طوالانی عبارت پر 2 سوال:

ا. آیت حضرت عمار کی شان میں نازل ہوئی یا مذمت میں ؟

2: رسول نے انکو منع کیا یا دوبارہ کرنے کا حکم دیا؟

جعفر صادق: @بخش حسین: گر ناصر صاحب کی ذات پر حملہ کرتا تو ضرور معذرت بھی کرتا۔ گفتگو اس وقت دو نکات کو کلیئر کرنے کے متعلق ہے۔

1: تقیہ کرنے والا جھوٹ بول کر تقیہ کرتا ہے یا سچ بول کر۔

2: تقیہ کرنے کے بعد شرمندگی ہوتی ہے، دُکھ ہوتا ہے یا اسے افضل عبادت سمجھ کر خوشی سے جھومنا چاہئے۔

میرا جواب دوبارہ پڑھیں۔ میں نے *جیّد شیعہ علماء کی بیان شدہ تعریف* سے تقیہ کا صریح جھوٹ ہونا دکھا کر سورت النحل آیت 106 کو بھی پیش کیا ہے۔ *حضرت عمار نے تقیہ بول کر جان تو بچا لی لیکن وہ نادم اور دُکھی ہو کر نبی کریم کے پاس آئے تھے۔ جبکہ اہل تشیع تقیہ کرتے وقت نہ شرم محسوس کرتے ہیں اور نہ دُکھی ہوتے ہیں۔ *

ایک طرف حضرت عمار کا تقیہ دوسری طرف اہل تشیع کا تقیہ! فرق سب کے سامنے ہے۔

اگر میں غلط ہوں تو نشاندھی کر دیں۔

@ناصر صاحب۔۔ مجھے تقیہ کی تعریف ہی دکھانی تھی، پورا پیج دکھانے کی ضرورت آپ کو ہونی چاہئے۔

☜ میرے بیان کئے گئے سات نکات کو غلط ثابت کر سکتے ہیں تو کوشش کریں۔

دوسری بات آپ نے تقیہ کی تعریف کا ترجمہ نامکمل کیوں لکھا ہے، ان الفاظ کا ترجمہ کیوں نہیں کیا؟ *برخلاف واقع گوید*۔ میرے کئے گئے ترجمے کو ہی پڑھ لیتے۔ میرا استدلال ہی ان الفاظ پر ہے، لیکن وہ الفاظ آپ کو ہضم نہیں ہو رہے اس لئے عوام سے چھپانا مقصود ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

*** حقیقت کے خلاف بولنا ہی تقیہ ہے۔ سچ کا تقیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ***

آپ ویسے تو تمام شرائط کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو چکے ہیں، پھر بھی قارئین ***شرط نمبر 3*** کو دیکھ کر ناصر صاحب کا یہ جواب بھی پڑھیں۔

جب آپ کا دل چاہے مجھ سے الگ اہل سنت پر کئے گئے اعتراض پر گفتگو کر لیجئے گا۔ میں نہ صرف دفاع کروں گا بلکہ اہل تشیع کے ہاں اللہ عزوجل، انبیائے کرام اور اپنے ہی ائمہ اہل بیت کے متعلق جو صحیح روایات میں غلاظت بھری ہوئی ہیں انہیں بھی آشکار کروں گا۔ ان شاء اللہ۔

✔ اس وقت تقیہ پر اہل تشیع عقیدے کا علمی انداز سے دفاع کریں تو وہ آپ کے لئے مناسب ہو گا۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

ناصر صاحب کے دو سوال

سوال 1: آیت حضرت عمار کی شان میں نازل ہوئی یا مذمت میں؟

جواب: یہ آیت ایک افسوس ناک واقعے کے پس منظر میں نازل ہوئی، تمام سُنی و شیعہ مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ اس میں مجبور کو دی گئی رخصت اس کی شان کیسے ہوگئی؟ بلکہ دل کھول کر کفر بولنے والوں کی مذمت ضرور بیان ہوئی ہے۔

* اہل سنت کی تفسیر مظہری *

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ مشرکین نے انھیں، ان کے والد یاسر، والدہ سمیہ اور صہیب، بلال، سالم اور خباب رضی اللہ عنہم کو پکڑ لیا تھا۔ وہ انھیں شدید عذاب میں مبتلا کرتے تھے۔ سمیہ رضی اللہ عنہا کو تو دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا گیا اور ان کی شرمگاہ میں نیزہ مارا گیا اور ظالموں نے کہا: تونے صرف مردوں کے لیے اسلام قبول کیا۔ انھیں اور ان کے خاوند کو شہید کر دیا گیا۔ یہ دونوں اسلام کے پہلے شہید تھے۔ عمار رضی اللہ عنہ نے بے بس ہو کر ان کی پسند کے مطابق نازیبا کلمات کہہ دیے تھے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ عمار کافر ہو چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ عمار رضی اللہ عنہ تو سر کے بالوں سے لے کر پیروں تک ایمان سے بھرے ہوئے ہیں۔ ایمان ان کے گوشت اور خون میں حل ہو چکا ہے۔''

* عمار رضی اللہ عنہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آنسو صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے: ''اگر وہ دوبارہ تمھیں مجبور کریں تو پھر وہی کلمات کہہ دینا۔'' اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ﴾

(تفسیر مظہری، النحل 16:106)

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں، پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔

میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ احادیث میں مومن مذکور سے مراد نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے لوگ ہیں۔ اسی وجہ سے اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام صدوق اور عدول ہیں۔ ان میں سے کسی کی بات پر طعن نہ ہوگا۔ یا اس سے مراد مومن کامل ہے اور وہ صوفی فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

"جس نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد [1] بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا [2] اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان کے ساتھ [3] (تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا) لیکن وہ (بدنصیب) کھل جائے کفر کے ساتھ (جس کا سینہ) تو ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے [4]"

[1] یہ مبتدا متضمن معنی شرط ہے اور اس کی خبر متضمن جواب محذوف ہے اور وہ فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ہے۔ اس پر مَنْ شَرَحَ کا جواب دلالت کر رہا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ الذین لا یومنون بایات اللّٰہ سے بدل ہو اور اولئک ھم الکاذبون کا جملہ بدل مبدل منہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے، یعنی جو کفر کرتا ہے وہ افتراء باندھتا ہے مگر جسے مجبور کیا گیا ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اولئک مبتدا سے الکاذبون خبر سے بدل ہو تقدیر یوں ہوگی مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ یا اُولٰٓئِكَ هُمْ مَّنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ یہ بھی ہوسکتا ہے یہ منصوب علی الذم ہو۔

[2] امام بغوی فرماتے ہیں ابن عباس نے فرمایا یہ آیت کریمہ عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔ مشرکین نے حضرت عمار، آپ کے ماں باپ آپ کی ماں سمیہ، صہیب بلال، خبیب اور سالم کو پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت سمیہ کو دو اونٹوں کے درمیان باندھا گیا اور ان کے اندام نہانی میں نیزہ مارا گیا۔ پس وہ قتل ہوگئیں پھر ان کے خاوند یاسر کو قتل کیا گیا۔ اسلام میں سب سے پہلے جام شہادت نوش کرنے والے یہ دو خوش نصیب ہیں۔ حضرت عمار نے مجبوراً اپنی زبان سے وہ کہہ دیا جو وہ چاہتے تھے۔ قتادہ فرماتے ہیں بنو مغیرہ نے عمار کو پکڑ لیا اور انہیں بئر میمون میں غوطے دیئے اور کہا تم محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کردو تو آپ نے بادل نخواستہ ان کی بات مان لی۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ عمار تو کافر ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں، عمار تو سر سے لے کر قدموں تک ایمان سے لبریز ہے۔ ایمان اس کے گوشت اور خون میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ حضرت عمار ان سے چھٹکارا پا کر روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے پیچھے کیا ہے؟ عرض کی شر ہے۔ پھر اپنا ماجرا عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہارے دل کی کیفیت کیا تھی؟ عرض کی حضور دل تو ایمان سے مطمئن تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے غلام کی اشکبار آنکھوں کو اپنے دست کرم سے پونچھا اور فرمایا اگر وہ دوبارہ تجھے مجبور کریں تو ایسا کہہ دینا کوئی حرج نہیں ہے (جبکہ ایمان سے دل مطمئن ہو) (1)۔ اسی طرح الثعلبی اور واحدی نے ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا تو مشرکین نے حضرت بلال، خبیب اور عمار بن یاسر کو پکڑ لیا۔ حضرت عمار نے

1۔ تفسیر بغوی، جلد 4، صفحہ 96-95 (تجارتیہ)

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

میں دوشیعہ تفاسیر سے بھی یہی حقیقت دکھادیتاہوں۔(اسکینز)

رُبَمَا ۱۴ ۳۶۹ النّحل ۱۶

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِينَ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ۝ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۝ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ۖ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ۝ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۝ أُولٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ

۱۰۲۔ کہد یجیے: اسے روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے برحق نازل کیا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کو ثابت (قدم) رکھے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت (ثابت) ہو۔☆

۱۰۳۔ اور بتحقیق ہمیں علم ہے کہ یہ لوگ (آپ کے بارے میں) کہتے ہیں: اس شخص کو ایک انسان سکھاتا ہے، حالانکہ جس شخص کی طرف یہ نسبت دیتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ (قرآن) تو واضح عربی زبان ہے۔

۱۰۴۔ جو لوگ اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے، یقیناً اللہ ان کی ہدایت نہیں کرتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۰۵۔ جھوٹ تو صرف وہی لوگ افترا کرتے ہیں جو اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

۱۰۶۔ جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ کا انکار کرے (اس کے لیے سخت عذاب ہے) بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (تو کوئی حرج نہیں) لیکن جنہوں نے دل کھول کر کفر اختیار کیا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔☆

۱۰۷۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا ہے اور اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا۔☆

۱۰۸۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے

مصلحت ختم ہونے پر بعض احکام اٹھائے جاتے ہیں اسے نسخ کہا جاتا ہے۔

۱۰۲۔ ان نادان لوگوں سے کہد یجیے کہ قرآن کسی انسان کا ساختہ نہیں ہے، بلکہ روح القدس (پاکیزہ فرشتے) نے بتدریج نازل کیا ہے۔ یہاں وحی لانے والے فرشتے جبرئیل کا نام نہیں لیا اور اس امکان کو رد کرنے کے لیے کہ اس سے کوئی غلطی اور فریب کاری صادر ہو سکتی ہے، اسے روح الامین بھی کہتے ہیں۔

احکام بتدریج نازل کرنے اور مصالح عباد کے ساتھ احکام کو تبدیل و تنسیخ کرنے سے اہل ایمان کی ثابت قدمی اور ایمان میں پختگی آ جاتی ہے، کیونکہ احکام کو وقت کے تقاضوں کے مطابق کرنے سے انسان مطمئن ہوتا ہے کہ قانون گزار کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اگر ایسا قانون بنائے جو وقت کے تقاضوں کے خلاف ہو تو ایمان میں کمزوری آ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تدریج و تنسیخ سے مسلمان ایک تابناک مستقبل اور ایک عظیم کامیابی کے انتظار میں رہتے ہیں، جو ایک مشن کی کامیابی کے لیے کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔

۱۰۶۔ یہ آیت عمار، صہیب، بلال اور خباب کے بارے میں نازل ہوئی جن کو مکہ میں اذیتیں دی گئیں۔ عمار کے والد یاسر اور والدہ قتل ہو گئے اور عمار نے وہ کچھ کہہ دیا جو کفار ان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ کچھ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ عمار کافر ہو گیا: یہ سن کر رسول اکرمؐ نے فرمایا: ان عمارا ملیء ایمانا من قرنه الی قدمه و اختلط الایمان بلحمه و دمه۔ یعنی عمار سرتا پا ایمان سے سرشار ہے۔ ایمان اس کے گوشت و خون میں رچا بسا ہوا ہے۔ عمار روتے ہوئے رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے فرمایا: ان عادوا لك فعد لهم اگر وہ پھر ایسا کرے تو تو بھی دوبارہ ایسا کہہ دینا۔ (بحار الانوار ۱۹: ۳۵) تنگ نظر مخالفین کی طرف سے نظریے و عقیدے کی آزادی سلب کرنے کی صورت میں تقیہ کی نوبت آتی ہے، ایسے حالات میں اپنے عقیدے پر قائم رہ کر اپنا بچاؤ کرنا ایک انسانی حق ہے۔ عار و ننگ ان لوگوں کے لیے ہے جو دوسروں کو تقیہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

۱۰۷ تا ۱۰۹۔ تمام قوانین میں بغاوت کی سزا سنگین ہوتی ہے کیونکہ بغاوت ایک سنگین جرم ہے، خصوصاً

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

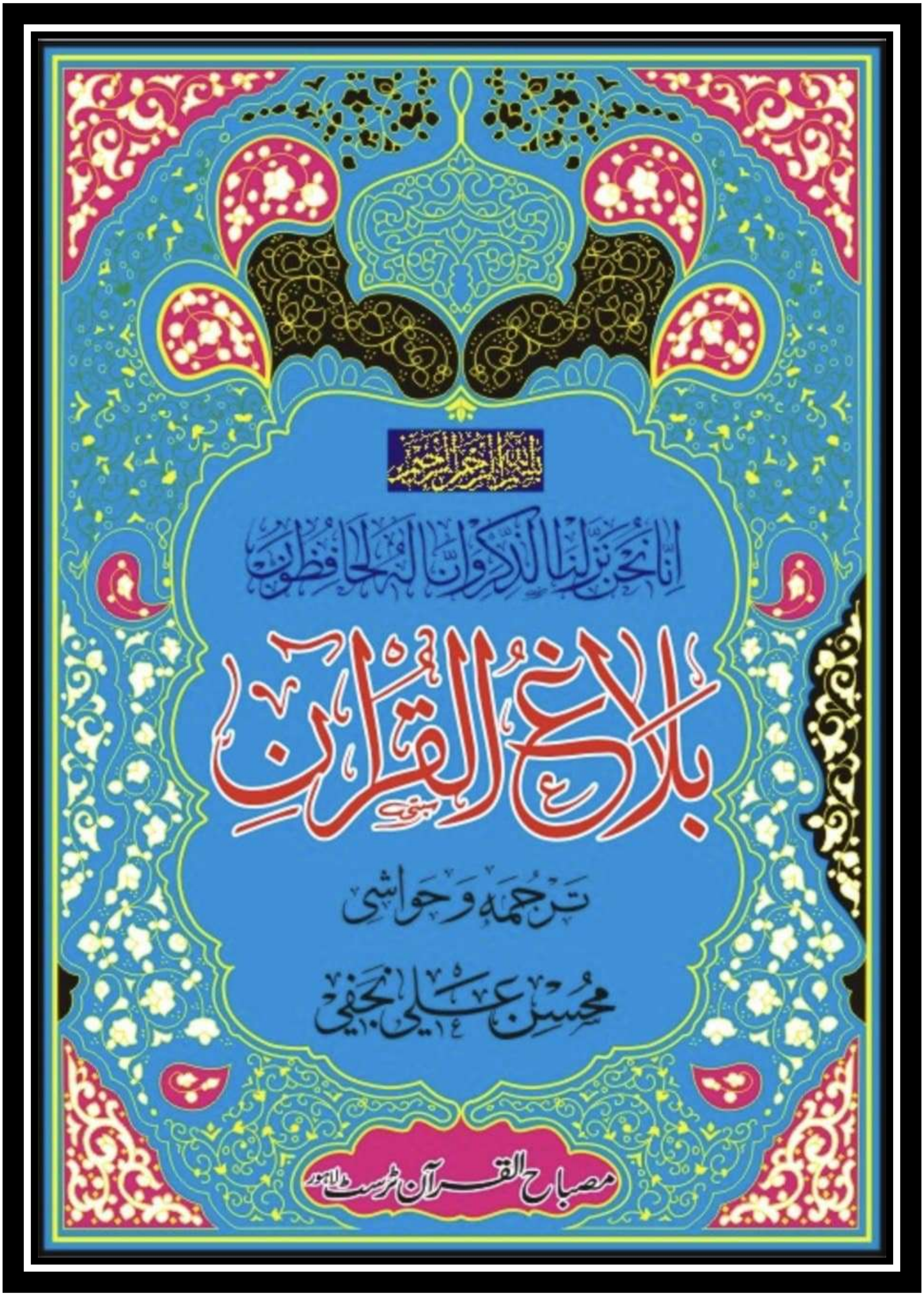

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ
بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ
هُدًى وَّبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ۝
وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا
يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي
يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا
لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ۝
إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ لَا
يَهْدِيهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ۝
إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا
يُؤْمِنُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ وَأُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰذِبُونَ ۝
مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا
مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ
بِالْإِيمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ
بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝
ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ۝
أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى
قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ

۱۰۲۔ کہد یجیے: اسے روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے برحق نازل کیا ہے تا کہ ایمان لانے والوں کو ثابت (قدم) رکھے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت (ثابت) ہو۔☆

۱۰۳۔ اور تحقیق ہمیں علم ہے کہ یہ لوگ (آپ کے بارے میں) کہتے ہیں: اس شخص کو ایک انسان سکھاتا ہے، حالانکہ جس شخص کی طرف یہ نسبت دیتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ (قرآن) تو واضح عربی زبان ہے۔

۱۰۴۔ جو لوگ اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے، یقیناً اللہ ان کی ہدایت نہیں کرتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۰۵۔ جھوٹ تو صرف وہی لوگ افترا کرتے ہیں جو اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

۱۰۶۔ جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ کا انکار کرے (اس کے لیے سخت عذاب ہے) بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (تو کوئی حرج نہیں) لیکن جنہوں نے دل کھول کر کفر اختیار کیا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔☆

۱۰۷۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا ہے اور اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا۔☆

۱۰۸۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے

مصلحت ختم ہونے پر بعض احکام اٹھائے جاتے ہیں اسے نسخ کہا جاتا ہے۔

۱۰۲۔ ان نادان لوگوں سے کہد یجیے کہ قرآن کسی انسان کا ساختہ نہیں ہے، بلکہ روح القدس (پاکیزہ فرشتے) نے بتدریج نازل کیا ہے۔ یہاں وحی لانے والے فرشتے جبرئیل کا نام نہیں لیا اور اس امکان کو رد کرنے کے لیے کہ اس سے کوئی غلطی اور فریب کاری صادر ہو سکتی ہے، اسے روح الامین بھی کہتے ہیں۔

احکام بتدریج نازل کرنے اور مصالح عباد کے ساتھ احکام کو تبدیل و تنسیخ کرنے سے اہل ایمان کی ثابت قدمی اور ایمان میں پختگی آ جاتی ہے، کیونکہ احکام کو وقت کے تقاضوں کے مطابق کرنے سے انسان مطمئن ہوتا ہے کہ قانون گزار کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اگر ایسا قانون بنائے جو وقت کے تقاضوں کے خلاف ہو تو ایمان میں کمزوری آ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تدریج و تنسیخ سے مسلمان ایک تابناک مستقبل اور ایک عظیم کامیابی کے انتظار میں رہتے ہیں، جو ایک مشن کی کامیابی کے لیے کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔

۱۰۶۔ یہ آیت عمار، صہیب، بلال اور خباب کے بارے میں نازل ہوئی جن کو مکہ میں اذیتیں دی گئیں۔ عمار کے والد یاسر اور والدہ قتل ہو گئے اور عمار نے وہ کچھ کہد یا جو کفار ان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ کچھ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ عمار کافر ہو گیا: یہ سن کر رسول اکرمؐ نے فرمایا: ان عمارا ملیء ایمانا من قرنہ الی قدمہ و اختلط الایمان بلحمہ و دمہ۔ یعنی عمار سر تا پا ایمان سے سرشار ہے۔ ایمان اس کے گوشت و خون میں رچا بسا ہوا ہے۔ عمار روتے ہوئے رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے فرمایا: ان عادوا لک فعد لھم اگر وہ پھر ایسا کرے تو تو بھی دوبارہ ایسا کہد ینا۔ (بحار الانوار ۱۹: ۳۵)

تنگ نظر مخالفین کی طرف سے نظریے و عقیدے کی آزادی سلب کرنے کی صورت میں تقیہ کی نوبت آتی ہے، ایسے حالات میں اپنے عقیدے پر قائم رہ کر اپنا بچاؤ کرنا ایک انسانی حق ہے۔ عار و ننگ ان لوگوں کے لیے ہے جو دوسروں کو تقیہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

۱۰۷ تا ۱۰۹۔ تمام قوانین میں بغاوت کی سزا سنگین ہوتی ہے کیونکہ بغاوت ایک سنگین جرم ہے، خصوصاً

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

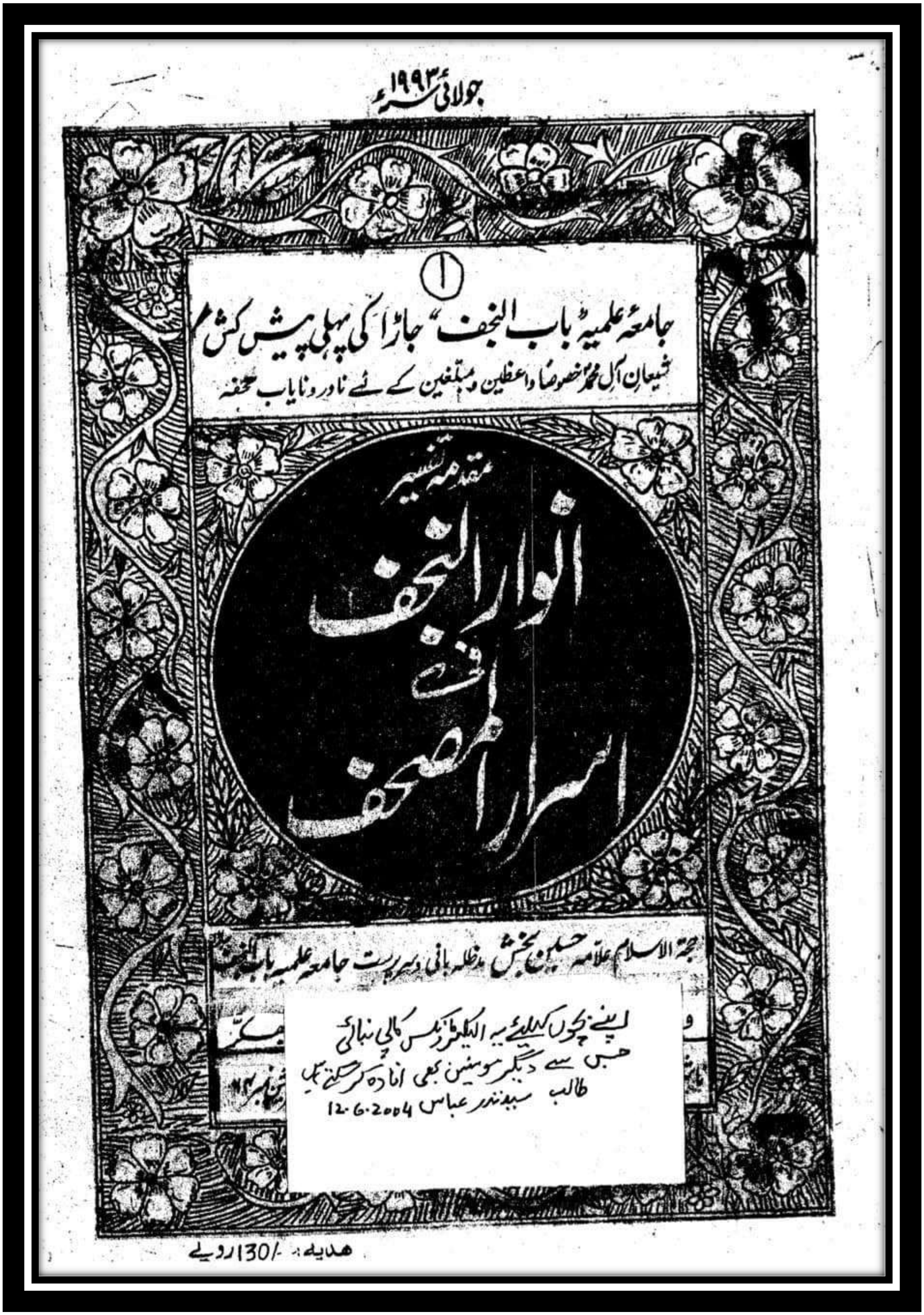

جولائی ۱۹۹۳ء

①

جامعۂ علمیہ "باب النجف" جاڑا کی پہلی پیش کش

شیعان آل محمد خصوصاً واعظین و مبلغین کے لئے نادر و نایاب تحفہ

مقدمہ تفسیر

انوار النجف فی اسرار المصحف

حجۃ الاسلام علامہ حسین بخش مد ظلہ بانی و سرپرست جامعہ علمیہ باب النجف

اپنے بچوں کیلئے یہ الیکٹرانکس کاپی بنائی
جس سے دیگر مومنین بھی افادہ کر سکتے ہیں
طالب سید ندر عباس 12-6-2004

ہدیہ: -/130 روپے

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

پارہ ۱۴ ۲۴۵ سورہ نحل

هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ

یہ زبان عربی فصیح ہے تحقیق جو لوگ نہیں ایمان لاتے اللہ کی آیات پر

اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي

نہ ہدایت کریگا ان کو اللہ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا سوائے اس کے نہیں

الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

کہ جھوٹا افترا باندھتے ہیں وہ جو نہیں ایمان لاتے اللہ کی آیات پر اور وہی جھوٹے ہیں

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ

جو کفر کرے اللہ کا بعد ایمان لانے کے سوائے ان کے جن کو مجبور کیا گیا درحالیکہ ان کا دل

مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

ایمان سے مطمئن تھا لیکن جو کھلا کر دے کفر کے لئے اپنے سینہ کو تو ان پر اللہ کا

غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ

غضب ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے

تھے وہ کہتے تھے کہ حضورؐ کو اپنی زبان میں ایک کتاب سنایا کرتے ہیں۔

لسان الّذی ۲۴۴۔ خداوند کریم ان کی تردید فرماتا ہے کہ جس کے متعلق یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضورؐ کو سکھاتا ہے وہ خود عربی صحیح بول نہیں سکتا پس آپ کو کیسے سکھاتا ہے حالانکہ قرآن مجید عربی فصیح میں ہے۔

یُلْحِدُوْنَ۔ الحاد کا معنی ہے مائل کرنا اور یہاں مراد ہے نسبت دینا یعنی جس کی طرف نسبت دیتے ہیں۔

اَعْجَمِیٌّ ۲۴۴۔ عجمی اس کو کہتے ہیں جو عرب کا رہنے والا نہ ہو اور اعجمی وہ ہے جو فصیح عربی نہ بول سکتا ہو۔ پس اس مقام پر عجمی نہ کہا کیونکہ بعض عجمی صحیح عربی بول سکتے ہوں مثلاً سیبویہ عجمی تھا لیکن لغت عربی فصیح کا ماہر تھا حتے کہ امام النحو ہوا (مجمع البیان)

مَنْ كَفَرَ۔ اصل میں تقدیر عبارت یہ ہے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ وَشَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ الخ۔ یعنی جس نے اللہ کا کفر کیا اور مرتد ہو گیا اور جس کا دل کفر کے لئے کشادہ ہوا یعنی بدل وجان اس نے کفر کو قبول کیا تو غضب پروردگار میں آگیا

بیانِ تقیہ اور عمار کا واقعہ — اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ۔ مروی ہے کہ عمار اور اس کا ماں باپ یاسر اور سمیہ اور صہیب بلال اور خباب کو کفار نے اذیت پہنچائی۔ چنانچہ عمار کے ماں باپ شہید کر دیئے گئے اور یہ اسلام کے پہلے شہید ہیں عمار نے تشدد کے خوف سے کلمات کفر زبان پر جاری کر لئے لوگوں نے حضورؐ سے عمار کے مرتد ہونے کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اور میں جانتا کہ عمار کا دل ایمان سے سرشار ہے اور ایڑی سے چوٹی تک اس کا پورا وجود ایمان سے پُر ہے اور اس کے گوشت وخون میں اسلام رچا ہوا ہے۔ اتنے میں عمار بھی پہنچ گیا اور روتا ہوا بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا آپؐ نے پوچھا کہ کیا گذری ہے؟ عمار نے عرض کی کہ بُری گذری ہے میرے آقا! میں نے تو آپ کے حق میں ناشائستہ الفاظ مجبوراً زبان سے جاری کئے اور میں نے بادل ناخواستہ ان کے خداؤں کو بھی اچھے الفاظ سے یاد کیا حضورؐ

عمار کی باتیں بھی سنتے تھے اور اس کی بہتی ہوئی آنسوؤں کو اپنے رومال سے پونچھتے جاتے تھے پس آپؐ نے فرمایا اگر پھر بھی ایسا اتفاق بن جائے تو ایسے الفاظ کہہ دینا لیکن دل میں ایمان کو محفوظ کر کے زبان سے تقیہ کر لینا۔ اسی جلد میں تقیہ کا بیان سورہ یوسف کی آیت ۲۷ کے ذیل میں ص۳۲ پر گذر چکا ہے

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

میرا جوابی سوال ہے کہ شیعہ عقیدے کے مطابق حضرت عمار کے والدین تقیہ نہ کرنے کی وجہ سے درجہ شہادت کو پہنچے یا نہیں؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ تقیہ کو اہل تشیع کی طرح افضل عبادت، نیکی اور اصل دین وایمان سمجھتے تھے تو روتے ہوئے نبی کریم کے پاس کیوں آئے؟

سوال 2: رسول نے انکو منع کیا یا دوبارہ کرنے کا حکم دیا؟

جواب: نبی کریم نے اسی مجبوری کے پیش آنے پر انہیں اجازت دی کہ وہ تقیہ کرسکتے ہیں۔

میرا جوابی سوال، نبی نے حضرت عمار کو یہ کیوں نہ کہا کہ تم نے بڑا بہترین کام کیا ہے، ہمارہ اصل دین وایمان ہی تقیہ ہے، تمھیں بہت بہت مبارک ہو، خوش ہو جاؤ؟

مجھے امید ہے کہ جس طرح میں نے آپ کے سوالوں کے جواب دئے ہیں، اسی طرح مجھے بھی علمی انداز سے جواب دئے جائیں گے۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): تقیہ کرنے والا حقیقت کو چھپا کر اسکے خلاف ظاہر کرکے جان مال عزت بچانے کے لئے تقیہ کرتا ہے۔
کیونکہ فریقین کی تعریف سے ظاہر ہو چکا ہے تقیہ دین کو چھپانا ہے اور زبان سے اسکے خلاف ظاہر کرنا ہے تاکہ جان، مال کی حفاظت ہو سکے اگر آپ کے نزدیک تقیہ جھوٹ ہے تو یہ الزام تمام مکتب فکر پر وارد ہو گا۔

کیا کسی مصلحت کو حاصل کرنے کے لیے بوقت ضرورت جھوٹ بولنا جائز ہے کہ نہیں؟ اگر جائز ہے تو تقیہ پر کیا اعتراض ہے آپکو؟

حضرت عمار ع کے والد اور والدہ اسلام کے پہلے شہید تھے، انہوں نے اس وقت تقیہ نہیں کیا، حضرت عمار بھی رسول ص کے پاس جب واپس آئے تو اس وقت تک نا آیت آئی تھی تقیہ کے متعلق نا رسول ص نے انکو حکم دیا تھا کہ دوبارہ وہ ایسا کریں تو ایسا ہی کرنا۔

»فإن عادوا فعد« سے ثابت ہوتا ہے نبی ص نے جناب عمار کو حکم دیا تھا ایسا ہی کرنا۔

اگر نبی ص کسی چیز کا حکم دیں تو آپ کے یہاں اس حکم کی حیثیت کیا ہو گی واجب ہے یا مستحب؟ اس حکم کے بعد اگر جناب عمار رسول ص کے حکم کے خلاف جاکر تقیہ نہ کریں تو نبی ص کی اطاعت ہے یا نافرمانی؟

اگر تقیہ جھوٹ ہے تو اسکا مطلب نبی ص اکرم نے دوبارہ حضرت عمار ع کو جھوٹ بولنے کا حکم دیا تھا؟ کیونکہ جناب عمار ع نے حقیقت کے خلاف زبان سے کلمات جاری کئے جان بچانے کے لئے۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے، ایک جائز عمل کرنے کے بعد شرمندگی نہیں ہوتی، اگر شرمندگی ہونی چاہیے تو نبی ص جناب عمار ع کو دوبارہ یہی حکم دے کر کیا شرمندہ کرنا چاہیں گے؟

رہی بات جھومنے کی تو اسکا مطلب ۵ وقت نماز ادا کرنے کے بعد رقص کرتے ہونگے کہ میں نے نماز پڑھی، 30 روزہ اور تراویح مکمل کرنے کے بعد مجرہ کرتے ہونگے۔

نوٹ: اگر شیعوں کے یہاں تقیہ جائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ تقیہ کرتے ہیں اور ان انکا شعار ہے تقیہ کرنا۔
پھر فقہ حنفی میں طوائف کی اجرت حلال ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ حنفی طوائف کی کمائی کھانے والی قوم ہے اور اسی سے انکا گھر چلتا ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

@بخش حسین حیدری شیعہ   ایک ساتھ 10 میسیج اور 7-8 سوالات کتنے جواب دے گا انسان۔

بخش حسین حیدری شیعہ: قریشی صاحب تحریر چھوٹی رکھیں، نقطہ بانقطہ گفتگو کریں۔

جعفر صادق: * تقیہ کرنے والا حقیقت کیسے چھپاتا ہے اور اس کے خلاف کیا ظاہر کرتا ہے؟ سچ یا جھوٹ؟ * آپ کو یہ نکتہ کلیئر کرنا ہے۔

☜ فریقین کی تعریف سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔ اسے کھل کر تسلیم کریں۔

دنیا کے تمام مذاہب میں جھوٹ بولنے کی ممانعت ہے۔ بیشک تقیہ کرتے وقت کفر یا جھوٹ ہی بولا جاتا ہے بصورت دیگر بقول شیعہ * تقیہ افضل عبادت * کے لئے سخت مجبوری کی شرط کیوں؟ بھوک سے نڈھال مرنے والے کے لئے * حرام * کی اجازت کیوں؟

جس طرح * مردار کھانا حرام * ہے اسی طرح * تقیہ بھی صریح جھوٹ * ہے بلکہ جھوٹ بھی حرام ہی ہے۔ جھوٹا شخص لعنت کا مستحق ہے۔ عام حالات میں نہ مردار کھانے کی اجازت ہے اور نہ تقیہ کرنے کی۔

مردار، خون اور خنزیر بنص قرآن * حرام * ہیں اور بحالت مجبوری کھانے کی * اجازت * بھی ہے۔ شیعہ منطق کے مطابق شریعت میں دی گئی چھوٹ کو دین وایمان بنایا جاسکتا ہے تو خنزیر کھانے کو بھی افضل عبادت سمجھ لیا جائے؟ اگر بقول شیعہ * تقیہ * واقعی نیکی اور صبر ہے تو پھر جو مشکلاتیں برداشت کرتے ہیں وہ بے صبرے اور ناشکرے ہوں گے، بلکہ دین پر ثابت قدم رہ کر مفت میں جان گنوا کر حرام موت مر گئے! معاذاللہ

* سوال: * اگر تقیہ جھوٹ ہے تو اسکا مطلب نبی ص اکرم نے دوبارہ حضرت عمار ع کو جھوٹ بولنے کا حکم دیا تھا؟

جواب: خنزیر حرام ہے تو مطلب قرآن میں خنزیر کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔؟

شیعہ کے ہاں تقیہ ہی دین وایمان ہے۔ *لا ایمان لمن لا تقیة له* (جو تقیہ نہیں کرتا اسکے پاس ایمان نہیں ہے)۔

نبی نے حضرت عمار کو حکم نہیں رخصت دی کہ * "إن عادوا فعد" اگر دوبارہ ایسا ہو تو۔۔۔۔ * سورت النحل 106 میں بھی اسی طرح رخصت ہے *إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان * سوائے اس کے جو مجبور کر دیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

* تقیہ کے لئے مجبوری کا ہونا شرط ہے۔ * یہ کوئی فخر کا کام نہیں ہے۔ اگر * تقیہ * جھوٹ نہ ہوتا تو صرف مجبور کے لئے اجازت نہ دی جاتی۔ پوری امت مسلمہ کے نزدیک تقیہ کوئی اچھا فعل ہرگز نہیں ہے۔ لیکن اہل تشیع کے ہاں جو تقیہ رائج ہے وہ کچھ طرح اس طرح ہے۔

☟☟☟☟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق: عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ- وَ لا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّيِّئَةُ قَالَ الْحَسَنَةُ التَّقِيَّةُ وَ السَّيِّئَةُ الْإِذَاعَةُ وَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ- ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ قَالَ الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ التَّقِيَّةُ- فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ عَداوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ.

ترجمہ: فرمایا حضرت ابوعبداللہ نے اس آیت کے متعلق نیکی اور بدی برابر نہیں کہ نیکی سے مراد تقیہ ہے اور برائی سے مراد زبان وجوب تقیہ میں اپنے عقائد کا ظاہر کرنا ہے اور اس آیت کے متعلق برائی کا دفعیہ اچھے طریقے سے کرو فرمایا وہ اچھا طریقہ تقیہ ہے اس طرح کہ جس سے تم کو عداوت ہے اس سے اپنے کو خالص دوست ظاہر کرو۔

(الکافی باب تقیہ حدیث 6)

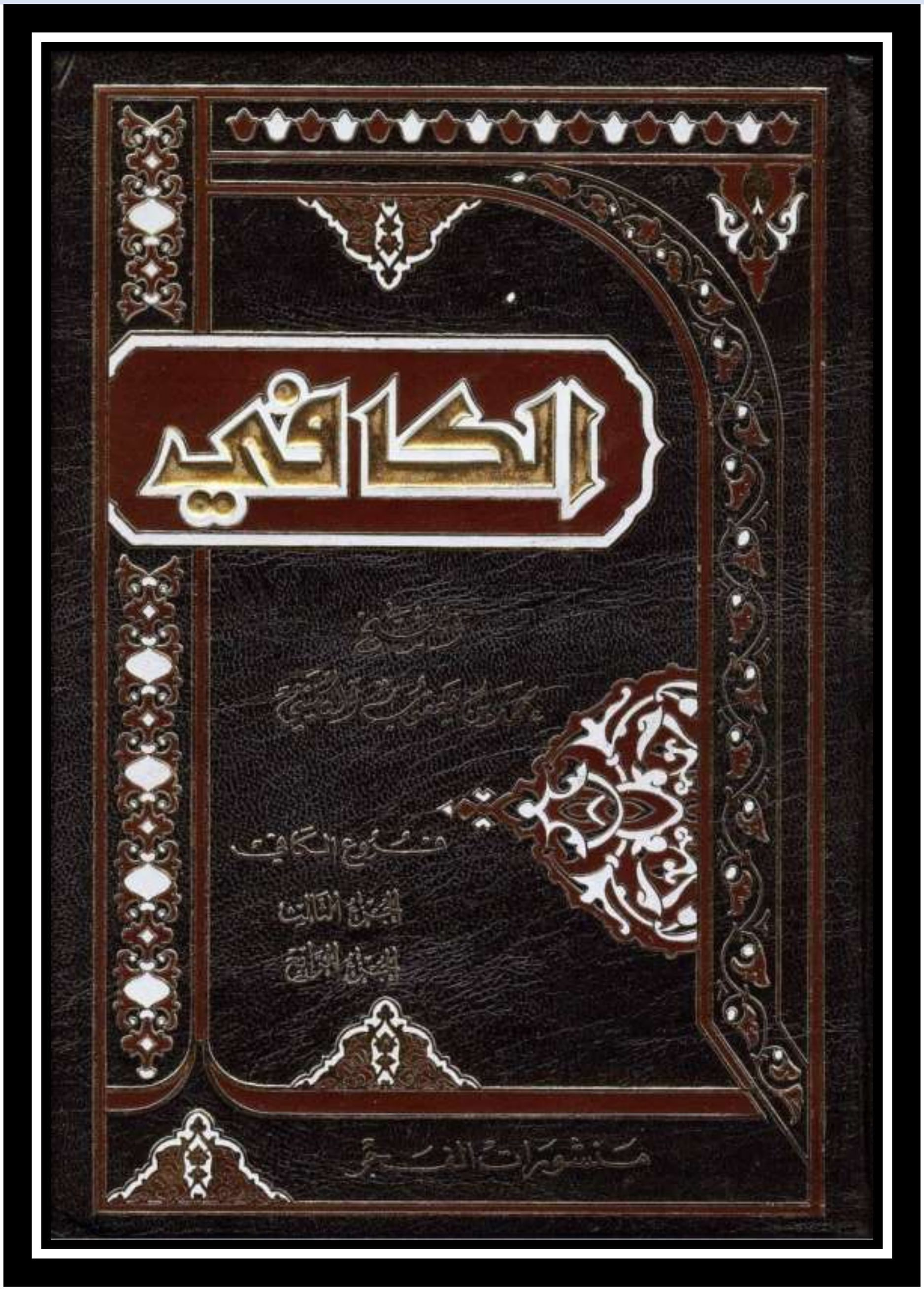

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

شَيْءٍ إِلَّا أَكَلَتْهُ، ولَوْ أَنَّ النَّاسَ عَلِمُوا مَا فِي أَجْوَافِكُمْ أَنَّكُمْ تُحِبُّونَا أَهْلَ الْبَيْتِ لَأَكَلُوكُمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ، ولَنَحَلُوكُمْ فِي السِّرِّ والْعَلَانِيَةِ، رَحِمَ اللهُ عَبْداً مِنْكُمْ كَانَ عَلَى وَلَايَتِنَا.

٦ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ حَرِيزٍ، عَمَّنْ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ﴾ قَالَ: الْحَسَنَةُ: التَّقِيَّةُ والسَّيِّئَةُ: الْإِذَاعَةُ، وقَوْلُهُ عَزَّ وجَلَّ: ﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ السَّيِّئَةَ قَالَ: الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ التَّقِيَّةُ، ﴿فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ [فصلت: ٣٤].

٧ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْكِنَانِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: يَا أَبَا عَمْرٍو أَرَأَيْتَكَ لَوْ حَدَّثْتُكَ بِحَدِيثٍ أَوْ أَفْتَيْتُكَ بِفُتْيَا ثُمَّ جِئْتَنِي بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتَنِي عَنْهُ فَأَخْبَرْتُكَ بِخِلَافِ مَا كُنْتُ أَخْبَرْتُكَ، أَوْ أَفْتَيْتُكَ بِخِلَافِ ذَلِكَ، بِأَيِّهِمَا كُنْتَ تَأْخُذُ؟ قُلْتُ: بِأَحْدَثِهِمَا وأَدَعُ الْآخَرَ، فَقَالَ: قَدْ أَصَبْتَ يَا أَبَا عَمْرٍو، أَبَى اللهُ إِلَّا أَنْ يُعْبَدَ سِرّاً، أَمَا واللهِ لَئِنْ فَعَلْتُمْ ذَلِكَ إِنَّهُ لَخَيْرٌ لِي ولَكُمْ، وأَبَى اللهُ عَزَّ وجَلَّ لَنَا ولَكُمْ فِي دِينِهِ إِلَّا التَّقِيَّةَ.

٨ - عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ دُرُسْتَ الْوَاسِطِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: مَا بَلَغَتْ تَقِيَّةُ أَحَدٍ تَقِيَّةَ أَصْحَابِ الْكَهْفِ إِنْ كَانُوا لَيَشْهَدُونَ الْأَعْيَادَ ويَشُدُّونَ الزَّنَانِيرَ، فَأَعْطَاهُمُ اللهُ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ.

٩ - عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ وَاقِدٍ اللَّحَّامِ قَالَ: اسْتَقْبَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام فِي طَرِيقٍ فَأَعْرَضْتُ عَنْهُ بِوَجْهِي ومَضَيْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي لَأَلْقَاكَ فَأَصْرِفُ وَجْهِي كَرَاهَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ، فَقَالَ لِي: رَحِمَكَ اللهُ، ولَكِنَّ رَجُلاً لَقِيَنِي أَمْسِ فِي مَوْضِعِ كَذَا وكَذَا فَقَالَ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، مَا أَحْسَنَ ولَا أَجْمَلَ.

١٠ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ قَالَ: قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام: إِنَّ النَّاسَ يَرْوُونَ أَنَّ عَلِيّاً عليه السلام قَالَ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ سَتُدْعَوْنَ إِلَى سَبِّي فَسُبُّونِي، ثُمَّ تُدْعَوْنَ إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنِّي فَلَا تَبَرَّؤُوا مِنِّي، فَقَالَ: مَا أَكْثَرَ مَا يَكْذِبُ النَّاسُ عَلَى عَلِيٍّ عليه السلام، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا قَالَ: إِنَّكُمْ سَتُدْعَوْنَ إِلَى سَبِّي فَسُبُّونِي، ثُمَّ سَتُدْعَوْنَ إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنِّي وإِنِّي لَعَلَى دِينِ مُحَمَّدٍ؛ ولَمْ يَقُلْ: لَا تَبَرَّؤُوا مِنِّي. فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ: أَرَأَيْتَ إِنِ اخْتَارَ الْقَتْلَ دُونَ الْبَرَاءَةِ؟ فَقَالَ: واللهِ مَا ذَلِكَ عَلَيْهِ، ومَا لَهُ إِلَّا مَا مَضَى عَلَيْهِ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، حَيْثُ أَكْرَهَهُ أَهْلُ مَكَّةَ وقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وجَلَّ فِيهِ: ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ [النحل: ١٠٦]. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله عِنْدَهَا: يَا عَمَّارُ: إِنْ عَادُوا فَعُدْ، فَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وجَلَّ عُذْرَكَ وأَمَرَكَ أَنْ تَعُودَ إِنْ عَادُوا.

١١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ هِشَامٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِيَّاكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا عَمَلاً يُعَيِّرُونَّا بِهِ، فَإِنَّ وَلَدَ السَّوْءِ يُعَيَّرُ وَالِدُهُ بِعَمَلِهِ، كُونُوا لِمَنْ

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

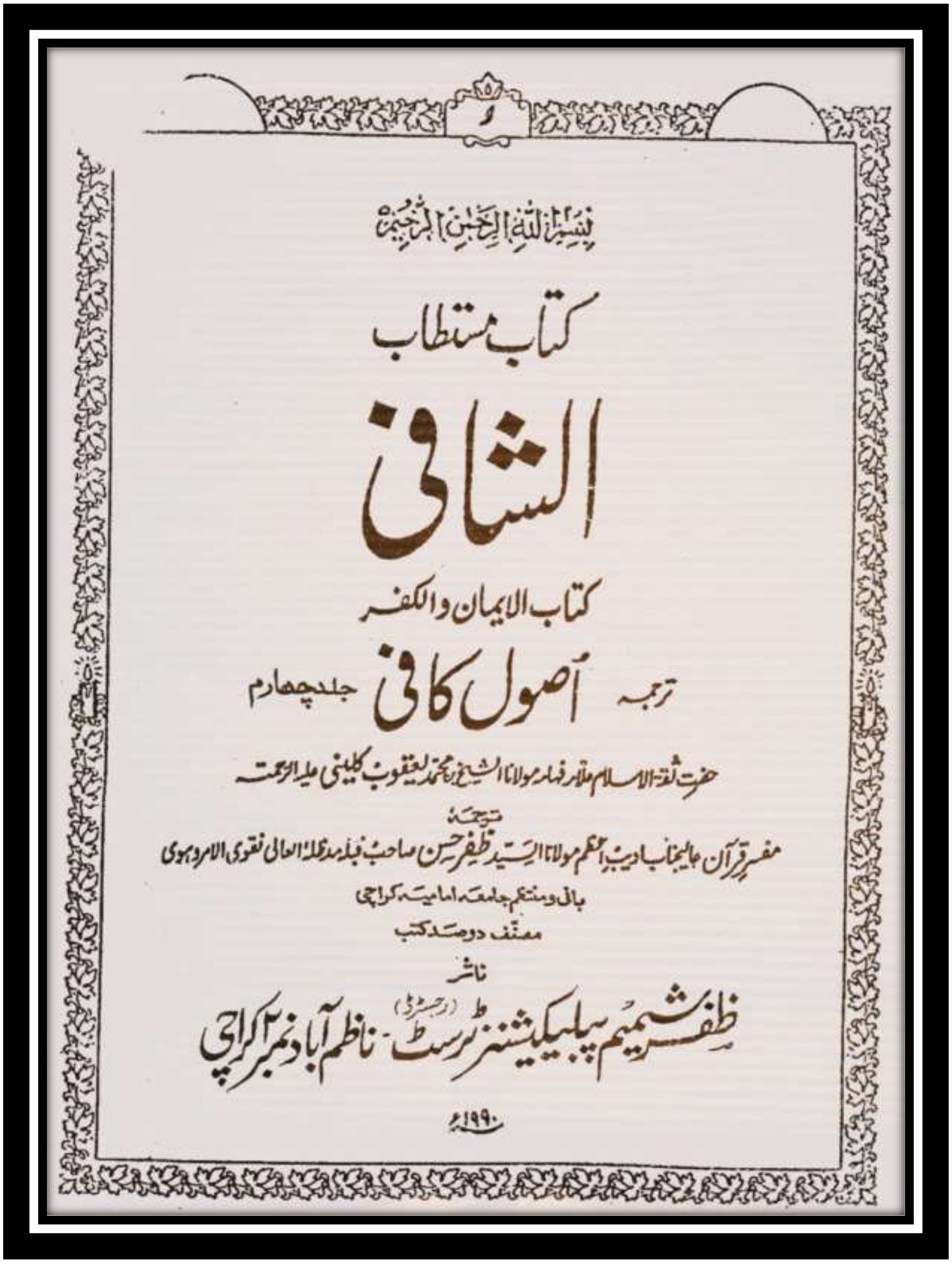

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الایمان والکفر

ترجمہ اصول کافی جلد چہارم

حضرت ثقۃ الاسلام ملاذ فخار مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی ومنتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دوصد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

۱۹۹۰ء

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئ رخصت !

٦ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ حَمَّادٍ ، عَنْ حَرِيزٍ ، عَمَّنْ أَخْبَرَهُ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ

عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : «وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ» قَالَ : الْحَسَنَةُ : التَّقِيَّةُ ، وَالسَّيِّئَةُ : الْإِذَاعَةُ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ : «ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ» قَالَ : الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ التَّقِيَّةُ ، «فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ» .

۶۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق، نیکی اور بدی برابر نہیں کہ نیکی سے مراد تقیہ ہے اور برائی سے مراد زبان وجوب تقیہ میں اپنے عقائد کا ظاہر کرنا ہے اور اس آیت کے متعلق برائی کا دفعیہ اچھے طریقے سے کرو فرمایا وہ اچھا طریقہ تقیہ ہے اس طرح کہ جس سے تم کو عداوت ہے اس سے اپنے کو خالص دوست ظاہر کرو۔

٧ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْكِنَانِيِّ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام : يَا أَبَا عَمْرٍو أَرَأَيْتَكَ لَوْ حَدَّثْتُكَ بِحَدِيثٍ أَوْ أَفْتَيْتُكَ بِفُتْيَا ثُمَّ جِئْتَنِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَأَلْتَنِي عَنْهُ فَأَخْبَرْتُكَ بِخِلَافِ مَا كُنْتُ أَخْبَرْتُكَ ، أَوْ أَفْتَيْتُكَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ بِأَيِّهِمَا كُنْتَ تَأْخُذُ ؟ قُلْتُ : بِأَحْدَثِهِمَا وَأَدَعُ الْآخَرَ ، فَقَالَ : قَدْ أَصَبْتَ يَا أَبَا عَمْرٍو أَبَى اللهُ إِلَّا أَنْ يُعْبَدَ سِرّاً أَمَا وَاللهِ لَئِنْ فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ إِنَّهُ [لَ]خَيْرٌ لِي وَلَكُمْ ، [وَ] أَبَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي دِينِهِ إِلَّا التَّقِيَّةَ .

۷۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اے ابوعمرو اگر میں تجھ سے ایک بات بیان کروں یا ایک فتویٰ دوں۔ پھر تم دوبارہ مجھ سے وہی سوال کرو اور میں پہلے کے خلاف جواب دوں تو تم کس پر عمل کرو گے۔ میں نے کہا نئی بات پر اور دوسری کو چھوڑ دوں گا۔ فرمایا تم نے ٹھیک کہا۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت پوشیدہ طور پر کی جائے۔ خدا کی قسم! اگر تم نے ایسا کیا تو میرے اور تمہارے دونوں کے لئے بہتر ہوگا اور اللہ نے امر دین میں تمہارے اور ہمارے لئے تقیہ چاہا ہے۔

٨ ـ عَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ دُرُسْتَ الْوَاسِطِيِّ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام : مَا بَلَغَتْ تَقِيَّةُ أَحَدٍ تَقِيَّةَ أَصْحَابِ الْكَهْفِ إِنْ كَانُوا لَيَشْهَدُونَ الْأَعْيَادَ وَيَشُدُّونَ الزَّنَانِيرَ فَأَعْطَاهُمُ اللهُ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ .

۸۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے نہیں پہنچا کسی کا تقیہ اصحاب کہف کے تقیہ کو کہ وہ قوم کی عیدوں میں حاضر ہوتے تھے اور از روئے تقیہ زنار باندھتے تھے پس اللہ نے ان کو دوبارہ اجر عطا فرمایا۔

٩ ـ عَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ وَاقِدٍ اللَّحَّامِ قَالَ : اسْتَقْبَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي طَرِيقٍ فَأَعْرَضْتُ عَنْهُ بِوَجْهِي وَمَضَيْتُ ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ ، فَقُلْتُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي لَأَلْقَاكَ فَأَصْرِفُ وَجْهِي كَرَاهَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ، فَقَالَ لِي : رَحِمَكَ اللهُ وَلٰكِنَّ رَجُلاً

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

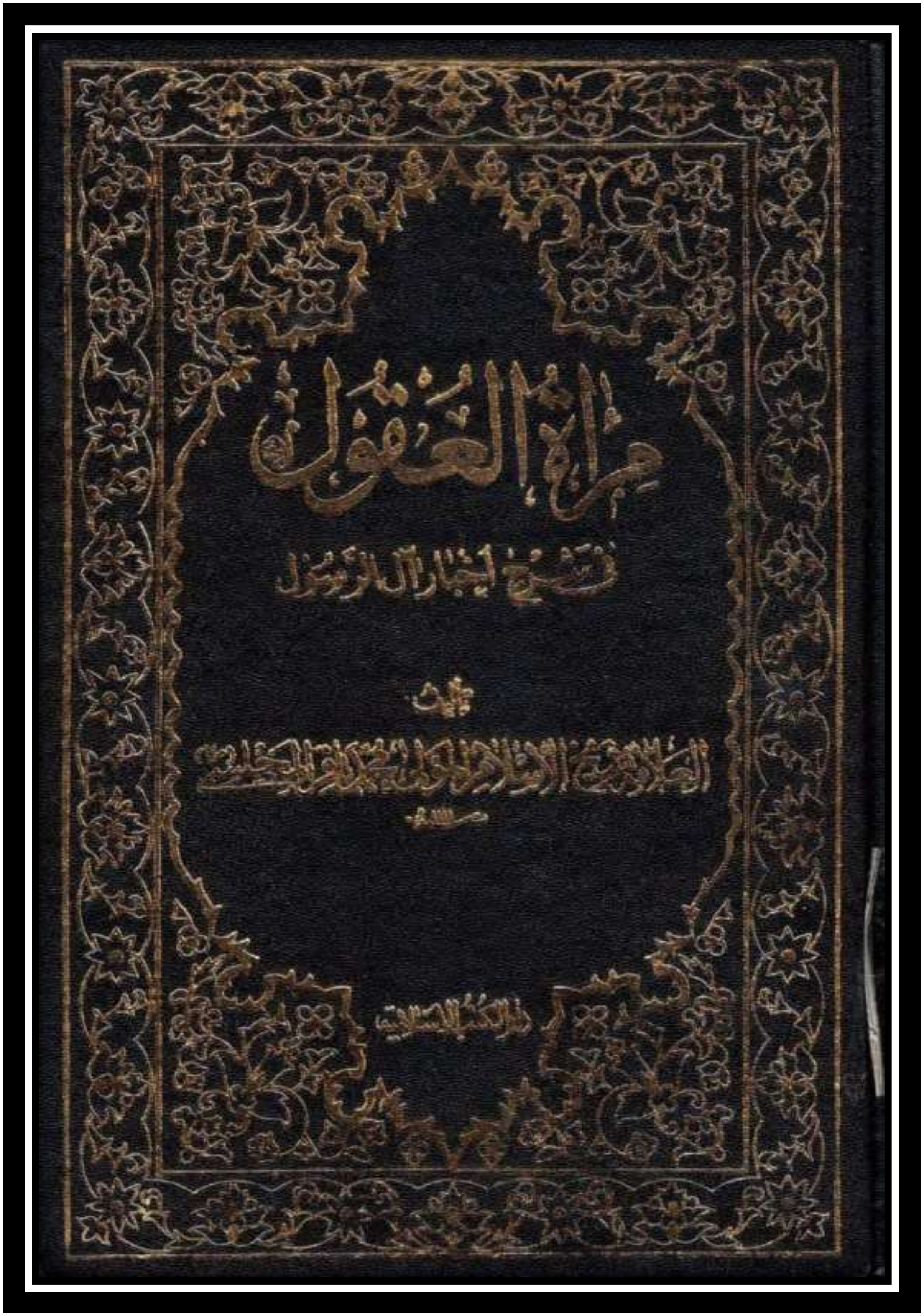

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله في قول الله عزّ وجلّ : « ولا تستوي الحسنة ولا السيّئة »[١] قال : الحسنة : التقيّة والسيّئة : الإذاعة ، وقوله عزّ وجلّ : « ادفع بالّتي هي أحسن السيّئة »[٢] قال : الّتي هي أحسن: التقيّة ، « فاذا الّذي بينك وبينه عداوة كأنّه وليّ حميم »[٣] .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن هشام

وفي القاموس: نحله القول كمنعه نسبه إليه وفلاناً سابّه ،وجسمُه كمنع وعلم ونصر و كرم نحولاً : ذهب من مرض اوسفر وأنحله الهمّ . وفي بعض النسخ بالجيم ، في القاموس: نجل فلاناً ضربه بمقدّم رجله وتناجلوا تنازعوا .

الحديث السادس : مرسل كالحسن .

و كأنّ الجمع بين أجزاء الآيات المختلفه من قبيل النقل بالمعنى وإرجاع بعضها إلى بعض فإنّ في سورة حمّ السجدة هكذا : « ولا تستوى الحسنة ولا السيّئة إدفع بالّتى هى أحسن فإذا الذى بينك وبينه عداوة كأنّه ولىّ حميم » وفي سورة المؤمنون هكذا : « إدفع بالّتى هى أحسن السيّئة نحن أعلم بمايصفون » فالحاق السيّئة في الآية الأولى لتوضيح المعنى أولبيان أنّ دفع السيّئة في الآية الأخرى أيضاً بمعنى التقيّة مع أنّه يحتمل أن يكون في مصحفهم عليهم السلام كذلك .

قال الطبرسي (ره) : « إدفع بالتى هى أحسن » اى السيّئة اى إدفع بحقّك باطلهم وبحلمك جهلهم وبعفوك إسائتهم، فإذا فعلت ذلك صار عدوّك الذى يعاديك في الدين بصورة وليّك القريب فكأنّه وليّك في الدين وحميمك في النسب .

الحديث السابع : مجهول .

(١و٣) سورة فصلت : ٣٤ .

(٢) سورة المؤمنون : ٩٦ .

غور فرمائیں! شیعہ کی اس روایت کے مطابق **نیکی تقیہ ہے اور برائی تقیہ نہ کرنا ہے۔** آخر میں حکم ہے کہ جس سے عداوت ہو اس سے ایسی دوستی کرو کہ وہ خالص دوست سمجھے۔ یہ منافقت نہیں ہے تو کیا ہے؟ کیا اس حدیث میں کوئی سخت مجبوری اور جان بچانے کا معاملہ ہے؟ غضب خدا کا! صریح فریب اور دھوکے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

علامہ باقر مجلسی کے نزدیک حدیث کی سند مرسل کالحسن ہے (مراۃ العقول ج9 ص 171)

اسلام میں حضرت عمار کے والدین پہلے شہداء میں سے ہیں۔ اگر اس کے بعد تقیہ جیسی افضل عبادت کا حکم آیا تو پھر دور نبوی سے آج تک ثابت قدم رہ کر جان قربان والے اس حکم عدولی کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تپتی ریت پر احد احد کہہ کر مشرکین مکہ سے خواہ مخواہ مار کھاتے رہے! حضرت حبیب انصاری کو جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب نے پکڑ لیا اور وہ ہر بار انکار کر کے ایک ایک عضوو صرف اس وجہ سے کٹواتے رہے کہ وہ مسیلمہ کو نبی ماننے سے انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا۔ ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں۔

میں نے تین ہی جواب دئے ہیں۔ تین حوالوں کی اجازت بھی ہے۔ دوبارہ گن لیں۔

@بخش حسین: میں حتی الامکان یہی کوشش کر رہا ہوں۔ دکھ یہ ہے کہ آپ بھی جانبدار ہیں۔ ناصر صاحب کو ایک بار بھی نہیں کہا کہ تقیہ پر شیعہ مؤقف کی کھل کر وضاحت ہی کر دے یا میرے سوالوں کے جوابات ہی دے۔

☜ جواب دعوی اور بغیر شیعہ عقیدے کی وضاحت اور ان کی طرف سے تمام شرائط توڑنے کے باوجود گفتگو کر رہا ہوں۔ یہ بھی نوٹ کر لیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: سبحان اللہ تیری قدرت اس دفعہ بھی 11 میسج۔ اب دیکھیں آپ کے بیان کئے ہوئے عقیدہ کو ثابت کر رہے ہیں اپنے حریف کی کتب سے!! میں اس لیے دخل نہیں دے رہا کہ آپ اور آپ کے چاہنے والے بولیں گے کہ ایک انسان سے دو بندے گفتگو کر رہے ہیں۔ جب آپ کا عقیدہ ہی ثابت نہیں ہو رہا تو مخالف دعویٰ کیسے رکھے؟ جب کہ آپ نے اپنے دعویٰ سے ہی ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ میرا عقیدہ یہ ہے۔ اب آپ کے عقیدہ میں سے پہلے نقطہ نفاق پر گفتگو کا آغاز کیا تو آپ چل دیے جھوٹ کی طرف۔

بھائی نقطہ بائے نقطہ گفتگو کریں لمبی تحریریں اور سکین تو میرے پاس بھی موجود ہیں لیکن نقطہ بائے نقطہ گفتگو کرنے سے آپ گھبرا رہے ہیں ایک موضوع پر گفتگو فرمائیں یعنی ایک نقطہ پر

جھوٹ ☜

منافقت ☜

بتائیں کس پر جو آپ کے عقیدہ میں شامل ہے لمبی تحریر اور سکین کا فائدہ نہیں دوٹوک گفتگو کرنے سے حق سامنے آئے گا۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): ابو یعلی حنبلی نے تقیہ کی تعریف کرنے کے بعد مثال دیتے ہوئے کہا کہ جائز ہے اسکے لئے کلمہ کفر کہنا جو زبان سے کفر کہہ رہا ہے وہ حقیقت کے خلاف ہے کہ نہیں؟ اور حقیقت کے خلاف کلام کرنا جھوٹ ہے، ابو یعلی حنبلی کے نزدیک تقیہ جھوٹ ہے کہ نہیں؟ کیا کسی خاص مصلحت کے تحت جھوٹ بولنا شریعت میں جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو تقیہ میں کیا حرج ہے؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

حضرت عمار کو رسول نے حکم دیا کہ دوبارہ ایسا ہی کرنا، اگر نبی ص کسی چیز کا حکم تو اسکی کیا اہمیت ہے؟ نبی ص اگر دوبارہ تقیہ کرنے کا حکم دیں اور جناب عمار نہ کریں تو یہ رسول ص کی اطاعت ہو گی یا نافرمانی؟ آپ جناب عمار پر دوسروں کو لاکھ ترجیح دیں، حقیقت یہ ہے کہ باقی لوگ جنت کی آرزو رکھتے ہیں اور جنت علی ع عمار اور سلمان ع کی مشتاق ہے۔

بخش حسین حیدری شیعہ: بہتر ہو گیا اب گفتگو جھوٹ پر شروع ہے۔ قریشی صاحب پہلے اس ایک نقطے کو کلیئر کریں خدا کے نام پر، پھر نفاق پر گفتگو کر لینا لھاذا اچھے انداز میں گفتگو ہو تو فائدہ مند ہے۔ اگر اب جھوٹ کے علاوہ دوسرے نقطہ پر گفتگو کی تو گفتگو ختم کروادوں گا۔

جعفر صادق: * ہم آہ بھی بھریں تو ہو جاتے ہیں بدنام *
* وہ قتل بھی کر دیں تو چرچا نہیں ہوتا۔ *

میں تو شروع سے یہی کہہ رہا ہوں کہ تقیہ پر سنی و شیعہ کے ہاں * سات اہم اختلافی نکات * ہیں جن پر الگ الگ گفتگو کی جانی چاہئے۔
پہلے میں مختصراً اوپر کی باتوں کو کلیئر کرتا ہوں۔ پھر ناصر صاحب کھل کر لکھیں گے کہ * تقیہ کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا۔ *
اس کے بعد میں اہل سنت و اہل تشیع کتب سے دلائل دوں گا کہ * تقیہ کرنے والا جھوٹ ہی بولتا ہے * ناصر صاحب میرے دلائل کا رد کریں گے۔
میرے تین ٹیکسٹ اور تین حوالوں کے اسکینز (ٹائیٹلز اور عبارات والے پیجیز ٹوٹل چھ میسیجز) اور ایک ختم کا میسیج۔ اس طرح دس میسیج ہوتے ہیں۔ بچوں جیسے اعتراض ہو رہے ہیں۔
* سنی و شیعہ مباحث میں ہمیشہ فریق مخالف کی کتب سے ہی اپنا عقیدہ اور مؤقف ثابت کیا جاتا ہے * اہل سنت کتب کو آپ تسلیم کرتے ہی نہیں تو ان سے دلائل دینے کا کیا فائیدہ۔ ناصر صاحب اہل سنت کتب سے دلائل دیں گے کیونکہ میرے لئے وہ حجت ہیں۔
ہمارے تمام علماء کے نزدیک * تقیہ جھوٹ ہے۔ * اور جہاں بھی تقیہ کا ذکر کیا ہے وہاں عموماً رافضیوں کی مذمت بھی کی ہے۔
* حقیقت کے خلاف جو بھی ہو گا وہ جھوٹ ہی ہو گا۔ * اتنی سادہ بات بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ لغت سے جھوٹ کی تعریف ہی دیکھ لیں۔
تقیہ میں جان بچانا ہی مصلحت ہے اس لئے جھوٹ بولنے کی رخصت ہے۔ حضرت عمار نے مشرکین سے سچ تھوڑی بولا تھا۔ جھوٹ بول کر ہی پشیمان ہوئے تھے۔
* اللہ و رسول کا حکم اور مخصوص حالات میں مجبور کو دی گئی رخصت ایک جیسے ہر گز نہیں ہیں۔ *
@بخش حسین حیدری شیعہ: جس طرح چاہیں گفتگو کے لئے تیار ہوں۔ اپنے دعوی سے ہر گز ہاتھ نہیں اٹھایا۔ ناصر صاحب جب پانچ دن گذرنے کے بعد بھی * شیعہ عقیدہ اور جواب دعوی * نہ لکھ سکے تو میں نے اپنے عقیدہ کو ہی دعوی قرار دیا ہے۔ عقیدہ تو دعوی سے زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور میرے دعوی کے خلاف تھوڑی ہے۔
* ناصر صاحب تقیہ میں جھوٹ بولنے کا انکار لکھیں۔ * میں سنی و شیعہ جہاں سے کہیں گے وہیں سے دلائل دوں گا۔ ان شاء اللہ

علی ناصر (شیعہ مناظر): جب تقیہ اور جھوٹ ایک ہی چیز ہے تو دو الگ اصطلاح کی کیا ضرورت ہے؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

لغت میں تقلید، شریعت، نماز، صوم، حج کا معنی بھی کچھ اور ہے۔ آپ لغت کے پابند ہیں یا شریعت کی اصطلاح کے؟

آپ کو علم ہی نہیں کہ رخصت کسے کہتے ہیں اور حکم کسے کہتے ہیں ۔

عبارت طولانی ہو جائے گی۔ کیونکہ صیغہ امر ہے اس لئے یہاں حکم ہوا ہے۔ میرا سوال اب بھی وہیں پر ہے:

سوال: نبی ص کسی چیز کا حکم دے تو وہ حکم شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اگر تقیہ کرنے کے بجائے جان دینا بہتر عمل ہے تو رسول ص نے دوبارہ یہ حکم کیوں اس چیز کا جناب عمار کو دیا جو باعث ندامت و شرمندگی ہے؟

آپ اپنا عقیدہ شیعہ کتاب سے تب ثابت کریں گے جب شیعہ آپ کے عقیدہ پر سوال اٹھائے گا، آپ نے شیعوں پر اعتراض کیا اور اپنا دعویٰ اپنی ہی کتاب سے ثابت نہیں کر پا رہے ہیں۔ الزامی جواب کی نوبت تب آئے گی جب آپکا دعویٰ درست ہو۔

آپ نے دعویٰ کیا کہ صرف زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے جبکہ ابویعلی حنبلی تو عمل سے بھی تقیہ کے جواز کے قائل ہیں جبکہ آپ کے یہاں اس بات پر خود اختلاف ہے کہ صرف زبان سے تقیہ ہے یا عمل سے بھی ہے، یہاں تک کہ کفر کرے شراب پئے، نماز روزہ حج ترک کر دے تو اہلتشیع پر آپ طعن کیسے کر سکتے ہیں؟

ہم آپکو موقع دے رہے ہیں کہ اپنا دعویٰ درست کر لیں، نبی امام کو آپ نے استثناء کیا تو اس کے بھی ابویعلی حنبلی خلاف ہیں کہتے ہیں کہ امام کے لئے جائز ہے۔ آپ اب تاویل پر اتر آئے کہ امام کا مفہوم آپ کے یہاں الگ ہے جبکہ آپ نے کچھ تعین نہیں کیا تھا۔

فتح القدير للشوكاني — الشوكاني (١٢٥٠ هـ)

والسنة، وذهب الحسن البصري، والأوزاعي، والشافعي، وسحنون إلى أن هذه الرخصة المذكورة في هذه الآية إنما جاءت في القول، وأما في الفعل فلا رخصة مثل أن يكره على السجود لغير الله. ويدفعه ظاهر الآية، فإنها عامة فيمن أكره من غير فرق بين القول والفعل، ولا دليل لهؤلاء القاصرين للآية على القول، وخصوص السبب لا اعتبار به مع عموم اللفظ كما تقرر في علم الأصول، وجملة ﴿وقلبه مطمئن بالإيمان﴾ في محل نصب على الحال من المستثنى، أي: إلا من كفر بإكراه والحال أن قلبه مطمئن بالإيمان لم تتغير عقيدته وليس بعد هذا الوعيد العظيم وهو الجمع للمرتدين بين غضب الله وعظيم عذابه.

والإشارة بقوله: ذلك إلى الكفر بعد الإيمان، أو إلى الوعيد بالغضب والعذاب، والباء في ﴿بأنهم استحبوا الحياة الدنيا﴾ للسببية، أي: ذلك بسبب تأثيرهم للحياة الدنيا ﴿على الآخرة وأن الله لا يهدي القوم الكافرين﴾ معطوف على أنهم استحبوا أي ذلك بأنهم استحبوا وأن الله لا

https://tafsir.app/fath-alqadeer/16/111

﴿مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ﴾

حسن بصری، اوزاعی، شافعی اور سحنون نے یہ خیال کیا ہے کہ تقیہ کا جائز ہونا صرف زبانی حد تک ہے اور رفتار اور عمل میں تقیہ جائز نہیں ہے مثل کسی کو غیر اللہ کو سجدہ کرنے پر مجبور کرئے تو ان کے نزدیک یہ تقیہ جائز نہیں ہے، لیکن آیت کا ظاہر ان کے ادعا کے خلاف ہے کیونکہ آیت کا ظاہر عمومیت کو بتاتا ہے اور یہ گفتار اور رفتار دونوں میں مجبور ہونے والے شخص کو شامل ہے۔

علامہ شوکانی نے بھی سنی ہوتے ہوئے آپ کی مخالفت کر دی اور کہا صرف عمل سے تقیہ جائز ہے یہ آیت کے ظہور کے خلاف ہے کیونکہ آیت عموم ہے یہ کیسا اہلسنت کا عقیدہ آپ تقیہ کے خلاف بیان کر رہے ہیں جس میں اہلسنت علماء ہی آپ کے خلاف ہیں۔

الجھا ہے پانوں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

جعفر صادق:

سوال: جب تقیہ اور جھوٹ ایک ہی چیز ہے تو دو الگ اصطلاح کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: عام حالات میں حقیقت کے خلافت بولنے کو *جھوٹ* کہتے ہیں، مجبوری میں جان بچانے کی غرض سے بولنے پر اسے *تقیہ* کہتے ہیں۔

سوال: لغت میں تقلید، شریعت، نماز، صوم، حج کا معنی بھی کچھ اور ہے۔ آپ لغت کے پابند ہیں یا شریعت کی اصطلاح کے؟

جواب: ہر لفظ کے دو معنی ہوتے ہیں۔ ایک لغوی اور دوسرا اصطلاحی (شرعی)۔ قرآن و سنت میں کونسا لفظ لغوی معنی میں اور کونسا اصطلاحی معنی میں استعمال ہوا ہے یہ اصل نکتہ ہے۔

☜ ہم یہاں اصطلاحی معنی پر ہی گفتگو کر رہے ہیں۔ تقیہ لفظ کے لغوی معنی ڈرنا اور پرہیز کرنا وغیرہ ہے۔

اعتراض: آپ کو علم ہی نہیں کہ رخصت کسے کہتے ہیں اور حکم کسے کہتے ہیں۔

جواب: رخصت وہ جس پر عمل کرنا نہ کرنا ہماری صوابدید پر ہے۔ حکم وہ ہے جس پر بغیر چوں چرا اس کے سر تسلیم خم کرنا ہے۔

جوابی سوال: اب آپ بتائیں کہ *رخصت اور حکم میں کیا فرق ہے؟*

اعتراض: صیغہ امر ہے اس لئے یہاں حکم ہوا ہے۔

جواب: شاید آپ نبی کریم کی اس اجازت کی بات کر رہے ہیں جس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دوبارہ جان بچانے کے لئے تقیہ کی اجازت دی گئی ہے، ذرا وہ *حکم بمعہ صیغہ امر* سب کے سامنے رکھیں۔ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

سوال: نبی ص کسی چیز کا حکم دے تو وہ حکم شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب: آپ پہلے اس حکم کو ثابت کریں۔ تاکہ سب کے سامنے واضح ہو جائے کہ نبی کریم نے دوبارہ *اسی صورتحال کی شرط لگائی تھی* یا مطلقاً حکم دے دیا تھا۔

اعتراض: اگر تقیہ کرنے سے جان دینا بہتر عمل ہے تو رسول ص نے دوبارہ کیوں اس چیز کا حکم جناب عمار کو دیا جو باعث ندامت و شرمندگی ہے؟

جواب: پہلی بات قرآن و سنت میں تقیہ کرنے کا حکم نہیں بلکہ رخصت دی گئی ہے۔ دوسری بات امت کو یہ بتلانا بھی مقصود تھا کہ ایسی مشکل صورتحال میں مجبور بے بس اپنی جان بچانا چاہے تو اس طرح بچا سکتا ہے، اس کی پکڑ نہیں کی جائے گی۔ حضرت عمار کا روتے ہوئے نبی کے پاس آنا اور نبی کا دلاسہ دینا اسی وجہ سے تھا کہ حضرت عمار مجبوری میں کہی گئی باتوں پر سخت نادم و شرمندہ تھے۔

اعتراض: آپ اپنا عقیدہ اپنی کتب سے ثابت نہیں کر سکتے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

چلیں میں اپنے عقیدے کو اہل سنت کتب سے دکھا دیتا ہوں تا کہ آپ کا یہ رونا تو بند ہو جائے کہ میرا دعوی میرے عقیدے کے مطابق ثابت ہے کہ نہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ میں نے جو عقیدہ بیان کیا ہے وہ علامہ مفتی محمد عاشق الہی مدنی کی مشہور تفسیر *انوار البیان* سے لیا گیا ہے۔

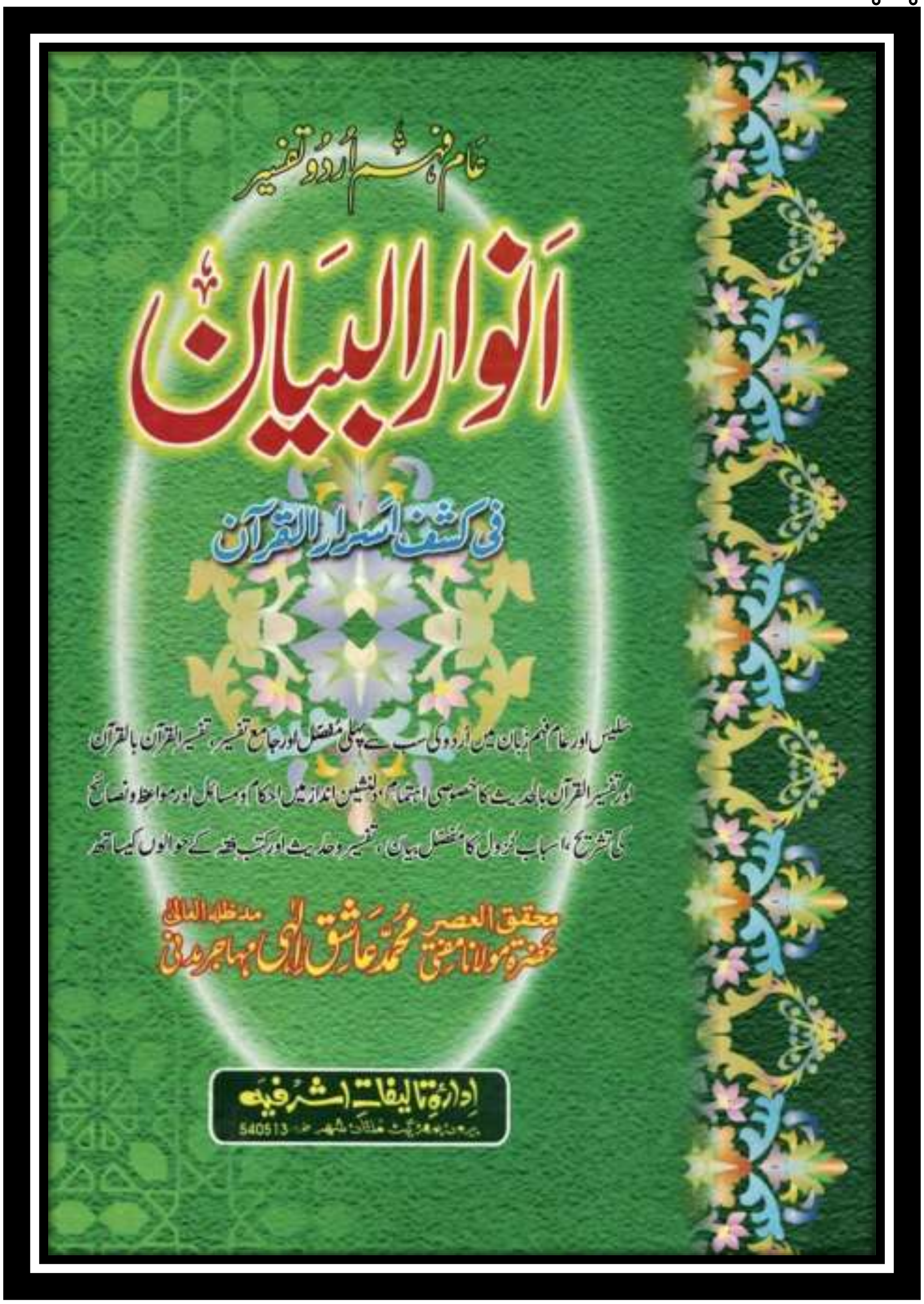

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

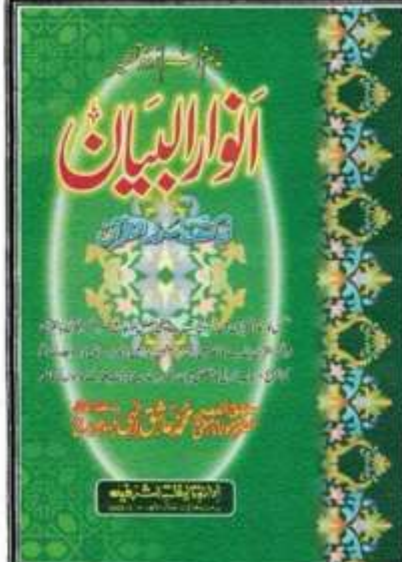

اور مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوں ان سے کسی قسم کا تعاون نہ کیا جا
ناجائز کا خیال رکھا جائے۔ حربی کافروں کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنا
میں ملازم ہونا یہ بھی جائز ہے۔ البتہ دلی دوستی اور محبت کسی کافر کے
کافروں سے جو قلبی دوستی رکھنے کو منع فرمایا ہے یہ کوئی اشکال کی با
مسلمانوں سے قلبی دوستی نہیں رکھتے جب تک کفر اور کافر سے قلبی نفرت

کافروں نے ممالک میں یک جہتی کے نام سے تحریک
میں کچا کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی جماعت میں مدغم کرنے کی کو
کامیاب ہوتی ہے جنہیں کفر اور کافر سے نفرت نہیں ہے بعض مسلمان
موالات کرنے کو منع فرمایا ہے اس میں جھینپنے کی کوئی بات نہیں کافر اس پر
دل سے چاہتے ہو اور ہمارے دین کو اچھا سمجھتے ہو؟ کیا ہمارا وجود تمہیں گو
ہم تمہیں دل سے نہیں چاہتے لہٰذا ان سے کہیں کہ جو تمہارا حال ہے وہی ہ

روافض کا تقیہ اور اس کی تردید:

روافض کے دین میں تقیہ کی بہت اہمیت ہے یہ ان کے دین کا بہت بڑا رکن ہے لا ایمان لمن لا تقیة له ان کا مشہور عقیدہ ہے اور اس پر ان کا عمل بھی ہے انہوں نے اپنے تقیہ کے لئے آیت کے الفاظ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً سے استدلال کیا ہے اول یہ سمجھ لیں کہ روافض کو تقیہ کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ بات یہ ہے کہ یہودیوں نے جب روافض کو سیدنا محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے دین کے علاوہ دوسرا دین بنا کر دیا تو اس میں یہ بھی تھا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت غصب کر لی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل تھے، اس پر مسلمانوں کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا کہ اگر وہ خلیفہ بلافصل تھے تو انہوں نے حق کا اعلان کیوں نہیں کیا اور ۲۶ سال تک ان حضرات کے مشوروں میں کیوں شریک رہے؟ اور جہادوں میں ان کے ساتھ کیوں شرکت کی اور ان کے پیچھے جمعہ اور عیدین کیوں پڑھتے رہے۔ اور روزانہ جماعتوں میں کیوں حاضر رہے؟ اس پر روافض کو ان کے استادوں یعنی یہودیوں نے یہ نکتہ سمجھا دیا کہ حضرت علیؓ نے تقیہ کر لیا تھا، یہ تقیہ کا ایسا ہتھیار دشمنوں نے ان کے ہاتھ میں دیا کہ اس کو انہوں نے اپنے دین کا بہت بڑا استون بنا لیا۔ ہر بات میں تقیہ کے ذریعہ گرفت میں آنے سے بچ جاتے ہیں۔ اور اپنے عقیدہ کے خلاف قصداً و ارادۃً بہت سی باتیں کہہ جاتے ہیں اور اس کو بہت بڑی نیکی سمجھتے ہیں۔ کہاں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا جری اور بہادر ببانگ دہل حق کا اعلان کرنے والے اور کہاں روافض کا تقیہ جو عقیدہ کے خلاف کہہ دینے اور مخاطب کو دھوکہ دینے پر مبنی ہے، حضرت علی مرتضیٰؓ کو خلفاء ثلاثہ سے دبنے کی کوئی ضرورت نہ تھی وہ حق گو، حق بین، حق شناس صحابی (رضی اللہ عنہ) تھے۔ باطل سے دبنا اور حق کے خلاف زبان نہ کھولنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ بزعم روافض حضرت علیؓ خلیفہ بلافصل بھی تھے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ سے دب بھی گئے خاتم النبیین ﷺ کا خلیفہ مخلوق سے دب جائے یہ بات اہل ایمان کی سمجھ میں آنے والی نہیں۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

اب دوسرا رخ لیجئے وہ یہ کہ حضرت حسینؓ جب روافض کی دعوت پر کوفہ پہنچے اور وہاں دیکھا کہ ان کے جھوٹے حامی ان سے الگ ہو گئے اور ان کے ساتھ اپنے ہی خاص لوگ مختصر سی تعداد میں رہ گئے تو انہوں نے اظہار حق کے لئے جان دینا اور اپنے اہل بیت کو قتل کروانا مناسب جانا، اگر تقیہ کوئی دین کا کام تھا تو ان کو بطور تقیہ یزید اور ابن زیاد کی بات مان لینا چاہیے تھا، معلوم ہوا کہ روافض کا تقیہ ان کے ائمہ سے بھی ثابت نہیں ہے یہ ایک تراشیدہ عقیدہ ہے اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں قرآن سے اس کا کوئی ثبوت نہیں اور جن کو شیعہ اپنا امام مانتے ہیں ان سے بھی ثابت نہیں اور جو روایات روافض نے تقیہ کے بارے میں اماموں کی طرف منسوب کی ہیں وہ سب جعلی ہیں، شیعہ مؤلفین نے تراشی ہیں، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ نے (بقول روافض) تقیہ خوف کی وجہ سے کیا ہو یا بلا خوف، یہ خلیفہ برحق کی شان کے خلاف ہے۔ اندر کچھ ہو اور باہر کچھ یہ امام کی شان کے خلاف ہے۔ روافض کے نزدیک خلیفہ اول کا جو حال ہے وہی بعد کے اماموں کا بھی حال ہے ان کے نزدیک وہ سب تقیہ کرنے والے تھے (العیاذ باللہ) روافض کا جو تقیہ ہے اس کا قرآن کریم سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً میں یہ بتایا ہے کہ کوئی مسلمان کافروں میں پھنس جائے، مثلاً محبوس ہو یا محبوسوں کی طرح سے ہو (جیسے اندھے اپاہج لنگڑے لولے اور بیمار) اور کافر کفر کا کلمہ کہلوانے پر کسی ایسی تکلیف دینے کی دھمکی دیں جو ناقابل برداشت ہو اور وہ جو دھمکی دے رہے ہیں اس پر وہ قادر بھی ہوں تو زبان سے کلمہ کفر کے کہنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ سورہ نحل کی آیت اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ میں اجازت دی ہے۔ لیکن فضیلت اسی میں ہے کہ جان دیدے اور تکلیف اٹھالے اور کفر کا کلمہ زبان پر نہ لائے اور روافض کو قرآن مجید سے استدلال کرنے کا حق کیا ہے وہ تو اسے محرف مانتے ہیں اور صحیفہ عثمانی مانتے ہیں، جو قرآن ہمارے پاس ہے جس کو ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب مانتے ہیں اور جس کے بارے میں محفوظ غیر محرف ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اس سے منکرین قرآن کو استدلال کرنے کا کیا حق ہے۔ ممکن ہے کوئی رافضی یوں کہے کہ ہم تمہیں الزام دینے کے لئے تمہارے قرآن سے استدلال کرتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اپنی جہالت سے اپنے خود تراشیدہ عقیدہ کے لئے آیت کا مطلب جو تم نے تجویز کیا ہے ہم پر حجت نہیں، پھر تمہیں تو پھر بھی تقیہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے اس کی دلیل کے لئے کم از کم حضرت علیؓ کا ایک ارشاد ہی ثابت کردیجئے جو صحیح سند سے ہو۔ روافض کا بنایا ہوا نہ ہو۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی

آپ فرما دیجئے اگر تم چھپاؤ گے جو تمہارے سینوں میں ہے یا اسے ظاہر کرو گے تو اللہ اس کو جان لے گا، اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ

زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس دن ہر نفس اپنے نیک عمل کو حاضر پائے گا

وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ

اور ان کاموں کو بھی پالے گا جو برے تھے اس کی خواہش ہوگی کہ کاش اس کے اور اس دن کے درمیان بہت دور کی مسافت ہوتی، اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

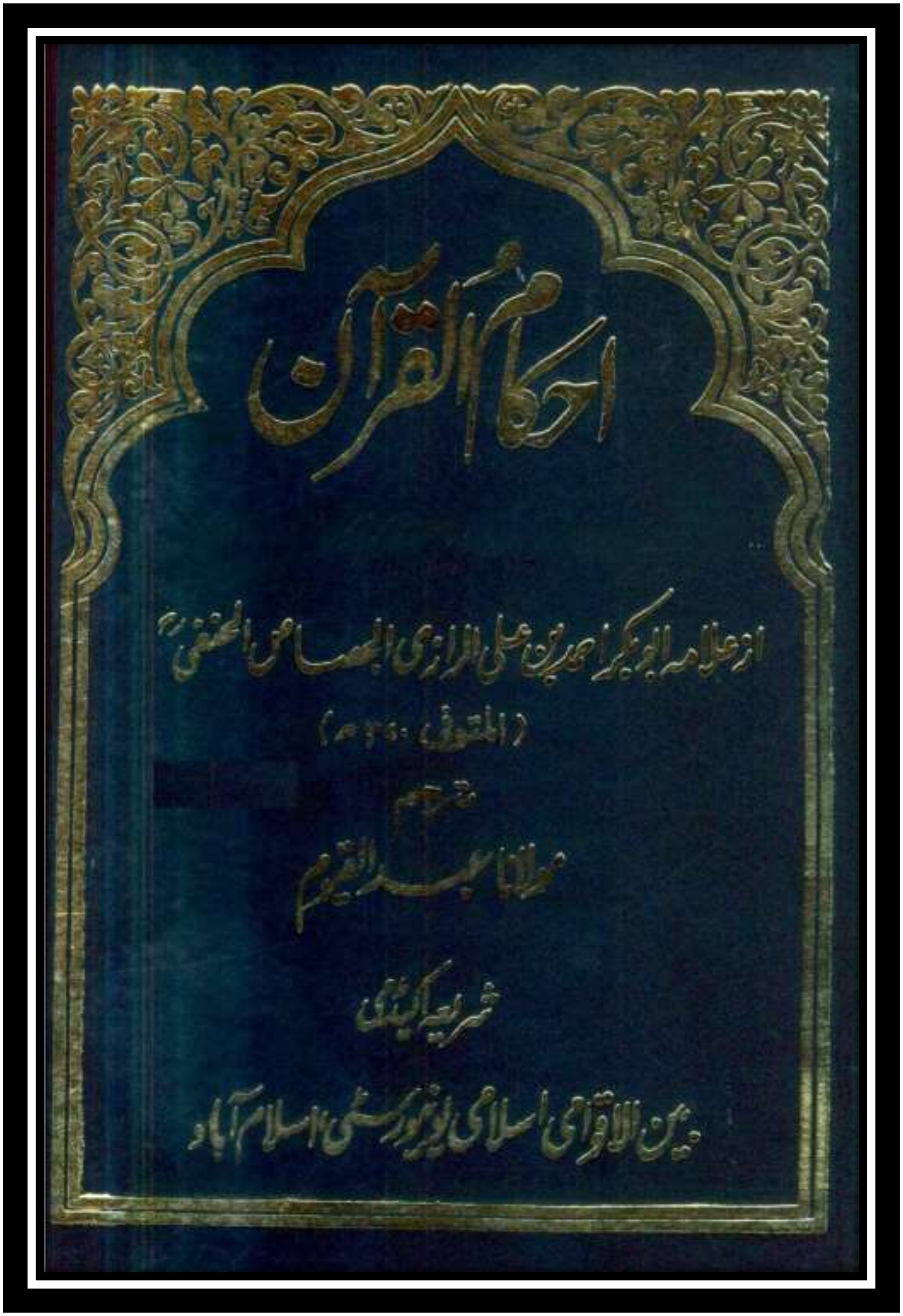

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

۲۱

بِالْاِیْمَانِ، جو شخص اللہ پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے بجز اس صورت کے کہ اس پر زبردستی کی جائے۔ درآنحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو (تو وہ مستثنیٰ ہے)

ایسے مواقع پر جان بچانے کی رخصت ہے واجب و افضل نہیں،

ایسے مواقع پر بچاؤ کی خاطر اظہارِ کفر وغیرہ کی اجازت دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے۔ یہ واجب نہیں ہے بلکہ اس کا ترک افضل ہے۔ ہمارے اصحاب کا قول ہے کہ جس شخص پر کافر ہو جانے کے لیے زبردستی کی جائے لیکن وہ ایمان پر ڈٹا رہے اور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تو اس کا درجہ اظہار کفر کرنے والے سے بڑھ کر ہوگا۔ مشرکین نے حضرت خبیب بن عدی کو پکڑ لیا تھا لیکن آپ نے تقیہ کا راستہ اختیار نہیں کیا تھا یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے نزدیک آپ کا درجہ حضرت عمار بن یاسر سے بڑھ کر تھا جنہوں نے یہ راستہ اختیار کرتے ہوئے اظہارِ کفر کر لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اظہارِ کفر کی صورت میں ان کے دل کی کیفیت کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ میرا دل ایمان پر مطمئن تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ "اگر یہ صورت دوبارہ پیش آجائے تو تم پھر یہی طرزِ عمل اختیار کر لینا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دراصل رخصت عطا کرنے کی بنا پر تھا۔

عزیمت رخصت سے افضل ہے

روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب نے دو صحابیوں کو پکڑ لیا۔ ایک سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی گواہی دیتے ہو۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر پوچھا کہ تم میری رسالت کی گواہی دیتے ہو۔ انہوں نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ مسیلمہ نے انہیں جانے دیا، دوسرے صاحب کو بلا کر ان سے بھی سوالات کیے۔ تو انہوں نے مسیلمہ کی رسالت کی گواہی دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ "میں بہرا ہوں" مسیلمہ نے اپنا سوال تین دفعہ دہرایا۔ انہوں نے تینوں دفعہ یہی جواب دیا، اس پر اس نے انہیں شہید کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا (اما ھذا المقتول فمضیٰ علی صدقه ويقينه واخذ بفضيلة فهنيئًا له واما الأخر فقبل رخصة الله فلا تبعة عليه، یہ کشتۂ راہِ خدا اپنے صدق اور یقین پر ڈٹا رہا اور فضیلت کا سزاوار ٹھہرا، یہ مرتبہ اسے مبارک ہو۔ دوسرے شخص نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ رخصت کو قبول کر لیا اس لیے اس پر بھی گرفت نہیں) اس روایت میں یہ دلیل موجود ہے کہ تقیہ کا راستہ رخصت ہے اور تقیہ کا اظہار نہ کرنا افضل ہے۔ اسی طرح ہمارے اصحاب کا قول ہے کہ ہر ایسا عمل

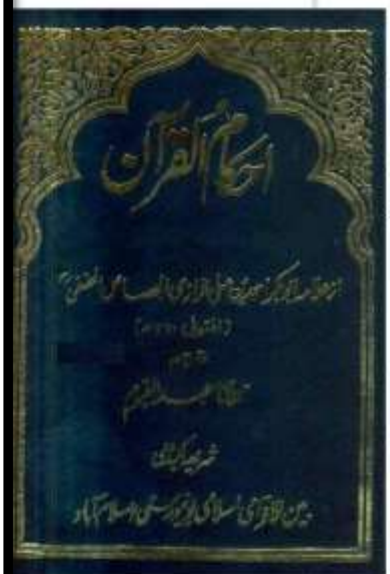

سب سے پہلے یہ کلیئر کرلیں کہ دین اسلام میں مجبور کو دی گئی رخصت کا نام *تقیہ* ہے، اور اس کا *شیعہ تقیہ* سے ذرا برابر تعلق نہیں ہے۔ کہاں مجبور کو دی گئی رخصت اور کہاں شیعہ کی طرف سے *افضل عبادت، اصل دین و ایمان اور تقیہ کو صبر و نیکی قرار دینا*!

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

دوسری بات دین کے مسائل میں علماء کرام کی مختلف آراء کا ہونا کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ اہل تشیع کے ہاں تو امام معصوم کی صحیح روایات ہی ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ میں رکھنا شروع کر دوں گا تو گفتگو موضوع سے ہٹ جائے گی۔ آپ بخوبی جانتے ہیں۔

میں اوپر بیان کئے گئے عقیدہ اہل سنت اور دعوی پر قائم ہوں اور اہل سنت و اہل تشیع کتب سے مضبوط دلائل بھی رکھتا ہوں۔ الحمد للہ۔

☜ علامہ ابو یعلی کے نزدیک امام کی حیثیت وہ ہر گز نہیں جو اہل تشیع کے ہاں ہے۔ اگر یہ تاویل ہے تو اسے غلط ثابت کر دیں۔ تقیہ خاص کے لئے جائز ہی نہیں۔ گفتگو جاری رہی تو میں اس نکتے کے متعلق بھی دلائل رکھوں گا۔ ان شاء اللہ۔

چار علماء اہل سنت کا مؤقف ☜ تقیہ صرف زبان سے۔

اور صرف ایک علامہ شوکانی کا مؤقف ☜ تقیہ زبان و عمل سے۔

آپ نے خود یہ لکھ کر ظاہر کر دیا ہے کہ اکثریت رائے کس طرف ہے۔ اس کے باوجود میں یہ عرض کر دوں کہ تمام علمائے اہل سنت کی رائے اس *تقیہ* کے متعلق ہے جو اوپر مختلف جوابات میں بیان کر تا آرہا ہوں۔ *شیعہ عقیدہ* کیا ہے، اس کی ایک جھلک یہ ہے۔

☟☟☟☟

أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ التَّقِيَّةُ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَ التَّقِيَّةُ حِرْزُ الْمُؤْمِنِ وَ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَقَعُ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِنَا فَيَدِينُ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ فَيَكُونُ لَهُ عِزّاً فِي الدُّنْيَا وَ نُوراً فِي الْآخِرَةِ وَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَقَعُ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِنَا فَيُذِيعُهُ فَيَكُونُ لَهُ ذُلًّا فِي الدُّنْيَا وَ يَنْزِعُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ ذَلِكَ النُّورَ مِنْهُ.

ترجمہ: راوی کہتا ہے میں نے حضرت ابو عبد اللہ (ع) سے سنا کہ تقیہ مومن کی سپر ہے اور تقیہ مومن کے لئے حرز ہے جس کے لئے تقیہ نہیں اس کے لئے ایمان نہیں جو ہماری حدیث کو سنے اور اس کی اشاعت نہ کرے تو اس کے لئے دنیا میں ذلت ہو گی اور اللہ اس کے دل سے نور نکال لے گا۔

(الکافی باب تقیہ حدیث 23)

☜ حدیث کی سند صحیح ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

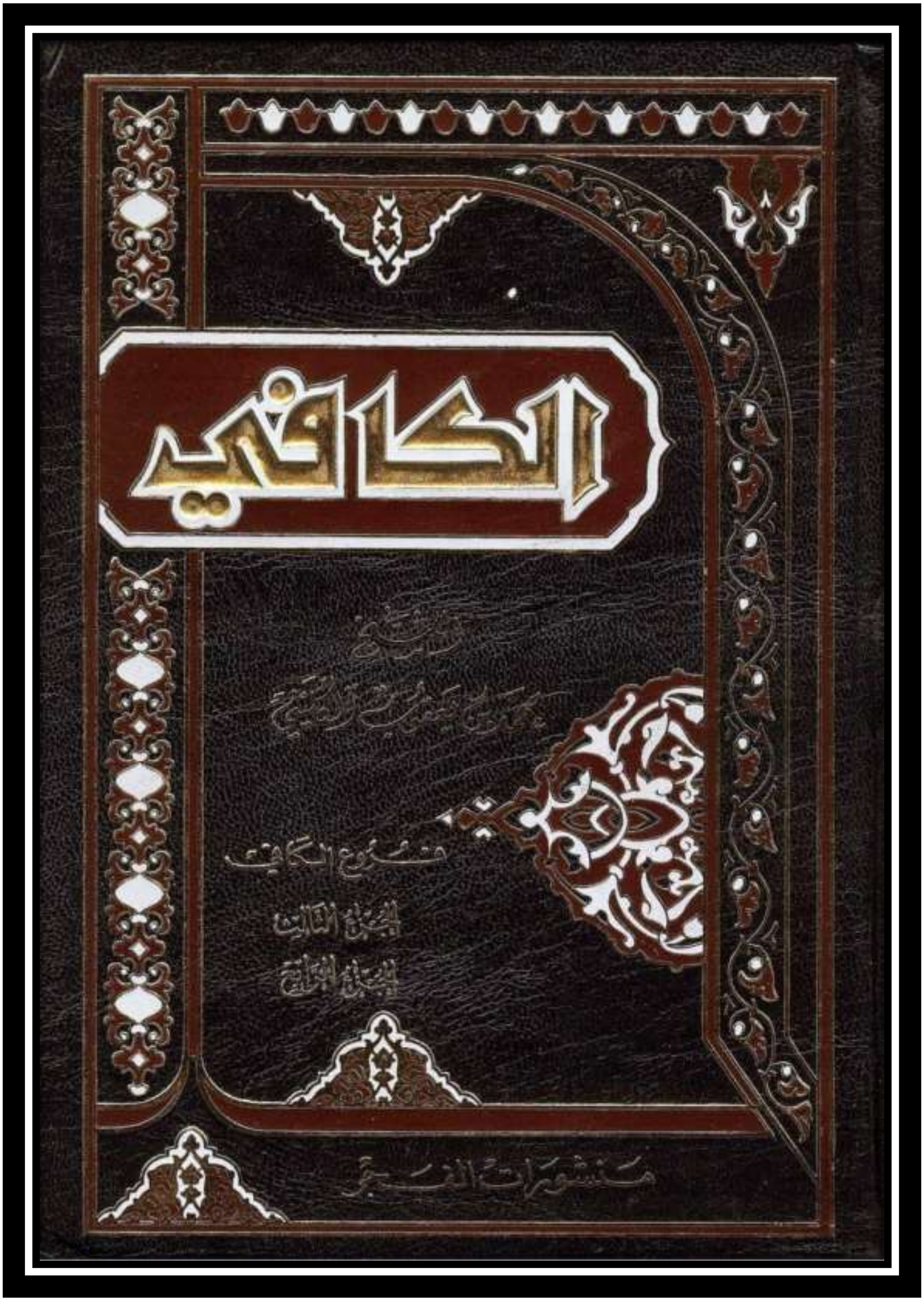

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

٢٢ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: احْذَرُوا عَوَاقِبَ الْعَثَرَاتِ.

٢٣ - أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: التَّقِيَّةُ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ، والتَّقِيَّةُ حِرْزُ الْمُؤْمِنِ، ولَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ، إِنَّ الْعَبْدَ لَيَقَعُ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِنَا فَيَدِينُ اللهَ عَزَّ وجَلَّ بِهِ فِيمَا بَيْنَهُ وبَيْنَهُ فَيَكُونُ لَهُ عِزّاً فِي الدُّنْيَا ونُوراً فِي الْآخِرَةِ، وإِنَّ الْعَبْدَ لَيَقَعُ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِنَا فَيُذِيعُهُ فَيَكُونُ لَهُ ذُلّاً فِي الدُّنْيَا ويَنْزِعُ اللهُ عَزَّ وجَلَّ: ذَلِكَ النُّورَ مِنْهُ.

٩٨ - باب الْكِتْمَانِ

١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام قَالَ: وَدِدْتُ واللهِ أَنِّي افْتَدَيْتُ خَصْلَتَيْنِ فِي الشِّيعَةِ لَنَا بِبَعْضِ لَحْمِ سَاعِدِي: النَّزَقَ وقِلَّةَ الْكِتْمَانِ.

٢ - عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ زَيْدٍ الشَّحَّامِ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: أُمِرَ النَّاسُ بِخَصْلَتَيْنِ فَضَيَّعُوهُمَا فَصَارُوا مِنْهُمَا عَلَى غَيْرِ شَيْءٍ: الصَّبْرِ والْكِتْمَانِ.

٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: يَا سُلَيْمَانُ إِنَّكُمْ عَلَى دِينٍ مَنْ كَتَمَهُ أَعَزَّهُ اللهُ ومَنْ أَذَاعَهُ أَذَلَّهُ اللهُ.

٤ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ جَمَاعَةً فَقُلْنَا: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ إِنَّا نُرِيدُ الْعِرَاقَ فَأَوْصِنَا، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: لِيَقْوَ شَدِيدُكُمْ ضَعِيفَكُمْ ولْيَعُدْ غَنِيُّكُمْ عَلَى فَقِيرِكُمْ، ولَا تَبُثُّوا سِرَّنَا ولَا تُذِيعُوا أَمْرَنَا، وإِذَا جَاءَكُمْ عَنَّا حَدِيثٌ فَوَجَدْتُمْ عَلَيْهِ شَاهِداً أَوْ شَاهِدَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ فَخُذُوا بِهِ وإِلَّا فَقِفُوا عِنْدَهُ، ثُمَّ رُدُّوهُ إِلَيْنَا حَتَّى يَسْتَبِينَ لَكُمْ، واعْلَمُوا أَنَّ الْمُنْتَظِرَ لِهَذَا الْأَمْرِ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ، ومَنْ أَدْرَكَ قَائِمَنَا فَخَرَجَ مَعَهُ فَقَتَلَ عَدُوَّنَا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ عِشْرِينَ شَهِيداً ومَنْ قُتِلَ مَعَ قَائِمِنَا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسَةٍ وعِشْرِينَ شَهِيداً.

٥ - عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّهُ لَيْسَ مِنِ احْتِمَالِ أَمْرِنَا التَّصْدِيقُ لَهُ والْقَبُولُ فَقَطْ، مِنِ احْتِمَالِ أَمْرِنَا سَتْرُهُ وصِيَانَتُهُ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ، فَأَقْرِئْهُمُ السَّلَامَ وقُلْ لَهُمْ: رَحِمَ اللهُ عَبْداً اجْتَرَّ مَوَدَّةَ النَّاسِ إِلَى نَفْسِهِ، حَدِّثُوهُمْ بِمَا يَعْرِفُونَ، واسْتُرُوا عَنْهُمْ مَا يُنْكِرُونَ، ثُمَّ قَالَ: واللهِ مَا النَّاصِبُ لَنَا حَرْباً بِأَشَدَّ عَلَيْنَا مَئُونَةً مِنَ النَّاطِقِ عَلَيْنَا بِمَا نَكْرَهُهُ، فَإِذَا عَرَفْتُمْ مِنْ عَبْدٍ إِذَاعَةً فَامْشُوا إِلَيْهِ ورُدُّوهُ عَنْهَا، فَإِنْ قَبِلَ مِنْكُمْ وإِلَّا فَتَحَمَّلُوا عَلَيْهِ بِمَنْ يَثْقُلُ عَلَيْهِ ويَسْمَعُ مِنْهُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ يَطْلُبُ الْحَاجَةَ فَيَلْطُفُ فِيهَا حَتَّى تُقْضَى لَهُ، فَالْطُفُوا فِي حَاجَتِي كَمَا تَلْطُفُونَ فِي

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

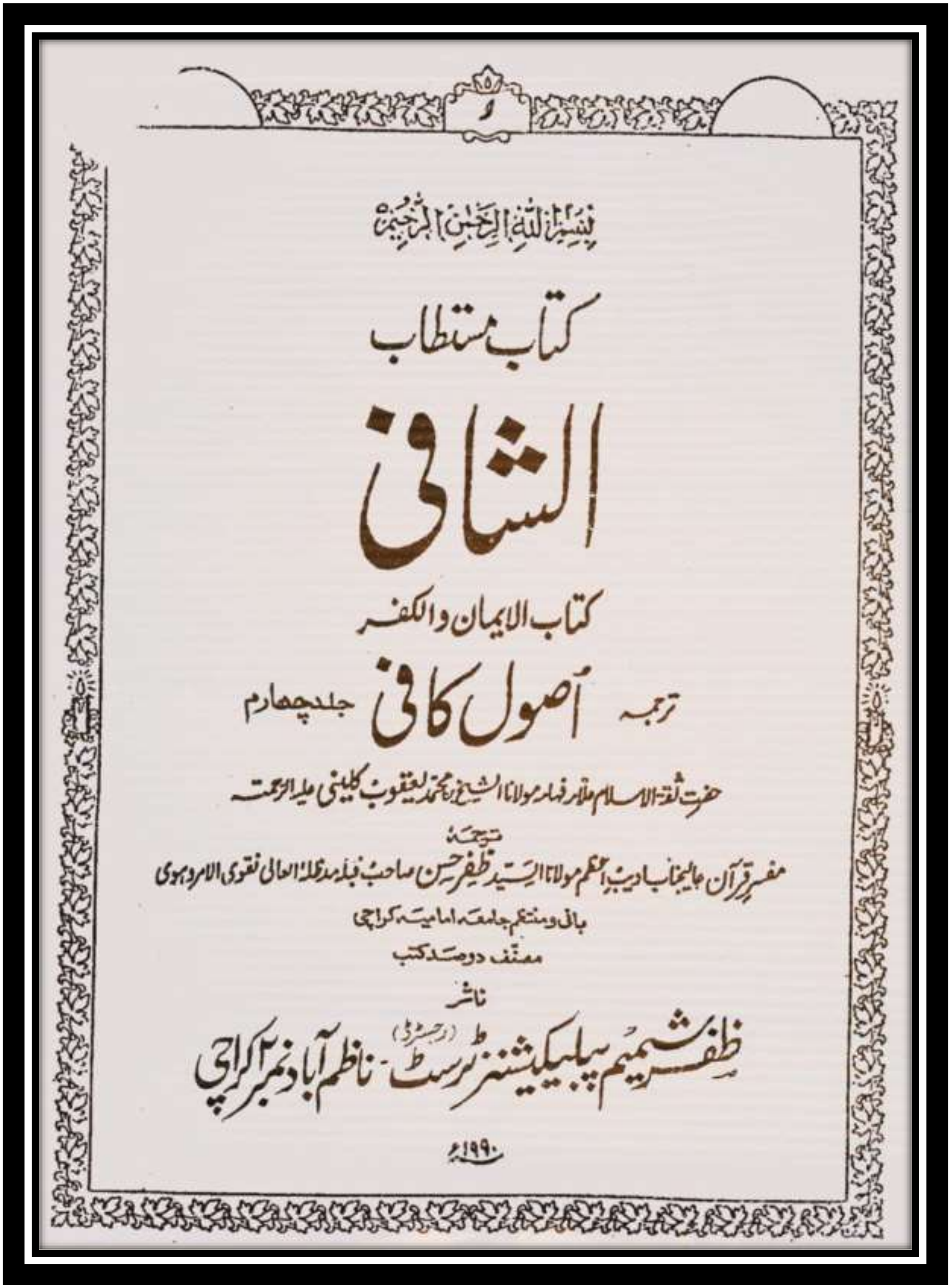

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الایمان والکفر

ترجمہ اصول کافی جلد چہارم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی ومہتمم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دوصد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

۱۹۹۰ء

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

ابنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: خَالِطُوهُمْ بِالْبَرَّانِيَّةِ وَخَالِفُوهُمْ بِالْجَوَّانِيَّةِ إِذَا كَانَتِ الْإِمْرَةُ صِبْيَانِيَّةً.

۲۰۔ فرمایا حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے مخالفین سے بظاہر میل ملت رکھو اور باطن میں مخالفت رکھو جبکہ حکومت بازیچہ اطفال ہو۔

۲۱ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ زَكَرِيَّا الْمُؤْمِنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَسَدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ أُخِذَا فَقِيلَ لَهُمَا: ابْرَءَا مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَبَرِئَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا وَأَبَى الْآخَرُ فَخُلِّيَ سَبِيلُ الَّذِي بَرِئَ وَقُتِلَ الْآخَرُ؟ فَقَالَ: أَمَّا الَّذِي بَرِئَ فَرَجُلٌ فَقِيهٌ فِي دِينِهِ وَأَمَّا الَّذِي لَمْ يَبْرَأْ فَرَجُلٌ تَعَجَّلَ إِلَى الْجَنَّةِ.

۲۱۔ راوی کہتا ہے میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ کوفہ کے دو شیعہ بنی امیہ کے ہاتھوں گرفتار ہوئے ان سے کہا گیا تم امیرالمومنین پر تبرا کرو، ان میں سے ایک نے کیا دوسرے نے انکار کر دیا۔ جس نے تبرا کیا تھا اسے چھوڑ دیا دوسرے کو قتل کر دیا گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جس نے تبرا کیا وہ علم دین کا عالم تھا اور جس نے تبرا نہ کیا اس نے جنت کی طرف جانے میں جلدی کی۔

۲۲ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: احْذَرُوا عَوَاقِبَ الْعَثَرَاتِ.

۲۲۔ لغزشوں کے انجام سے ڈرو۔

۲۳ ـ أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: التَّقِيَّةُ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَالتَّقِيَّةُ حِرْزُ الْمُؤْمِنِ، وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ، إِنَّ الْعَبْدَ لَيَقَعُ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِنَا فَيَدِينُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، فَيَكُونُ لَهُ عِزّاً فِي الدُّنْيَا وَنُوراً فِي الْآخِرَةِ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَقَعُ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِنَا فَيُذِيعُهُ فَيَكُونُ لَهُ ذُلّاً فِي الدُّنْيَا وَيَنْزِعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَلِكَ النُّورَ مِنْهُ.

۲۳۔ راوی کہتا ہے میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ تقیہ مومن کی سپر ہے اور تقیہ مومن کے لئے

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

عزت ہے جس کے لئے تقیہ نہیں اس کے لئے ایمان نہیں جو ہماری حدیث کو سنے اور اس کی اشاعت نہ کرے تو اس کے لئے دنیا میں ذلت ہوگی اور اللہ اس کے دل سے نور نکال لے گا۔

دوسوچھبیسواں باب

راز کو چھپانا

(بابُ الكِتْمانِ) ۲۲۶

١ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ ، عَنْ مالِكِ بْنِ عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليهما السلام قالَ : وَدِدْتُ وَاللهِ أَنِّي افْتَدَيْتُ خَصْلَتَيْنِ فِي الشِّيعَةِ لَنا بِبَعْضِ لَحْمِ ساعِدي: النَّزَقَ وَقِلَّةَ الْكِتْمانِ .

۱۔ فرمایا حضرت علی بن الحسین نے واللہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اپنے شیعوں سے ان دو خصلتوں کے دور کرنے میں اپنی کلائی کا گوشت فدیہ دے دوں ایک تند مزاجی دوسرے بات کا کم چھپانا۔

٢ ـ عَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنانٍ ، عَنْ عَمّارِ بْنِ مَرْوانَ ، عَنْ أَبِي أُسامَةَ زَيْدٍ الشَّحّامِ قالَ : قالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام : أُمِرَ النّاسُ بِخَصْلَتَيْنِ فَضَيَّعُوهُما فَصارُوا مِنْهُما عَلَى غَيْرِ شَيْءٍ: الصَّبْرِ وَالْكِتْمانِ .

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اے سلیمان تم اس دین پر ہو کہ جس نے چھپایا۔ خدا نے اسے عزت دی اور جس نے ظاہر کیا اللہ نے اسے ذلیل کیا۔

٣ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْراهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَمّارٍ ، عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ خالِدٍ قالَ : قالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام : يا سُلَيْمانُ إِنَّكُمْ عَلَى دِينٍ مَنْ كَتَمَهُ أَعَزَّهُ اللهُ وَمَنْ أَذاعَهُ أَذَلَّهُ اللهُ .

۳۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے لوگوں کو دو خصلتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ لوگوں نے ان دونوں کو ضائع کر دیا اور کچھ نہ پایا۔ ایک ان میں صبر ہے دوسرے راز کا چھپانا۔

٤ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ ، عَنْ رَجُلٍ ، عَنْ

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

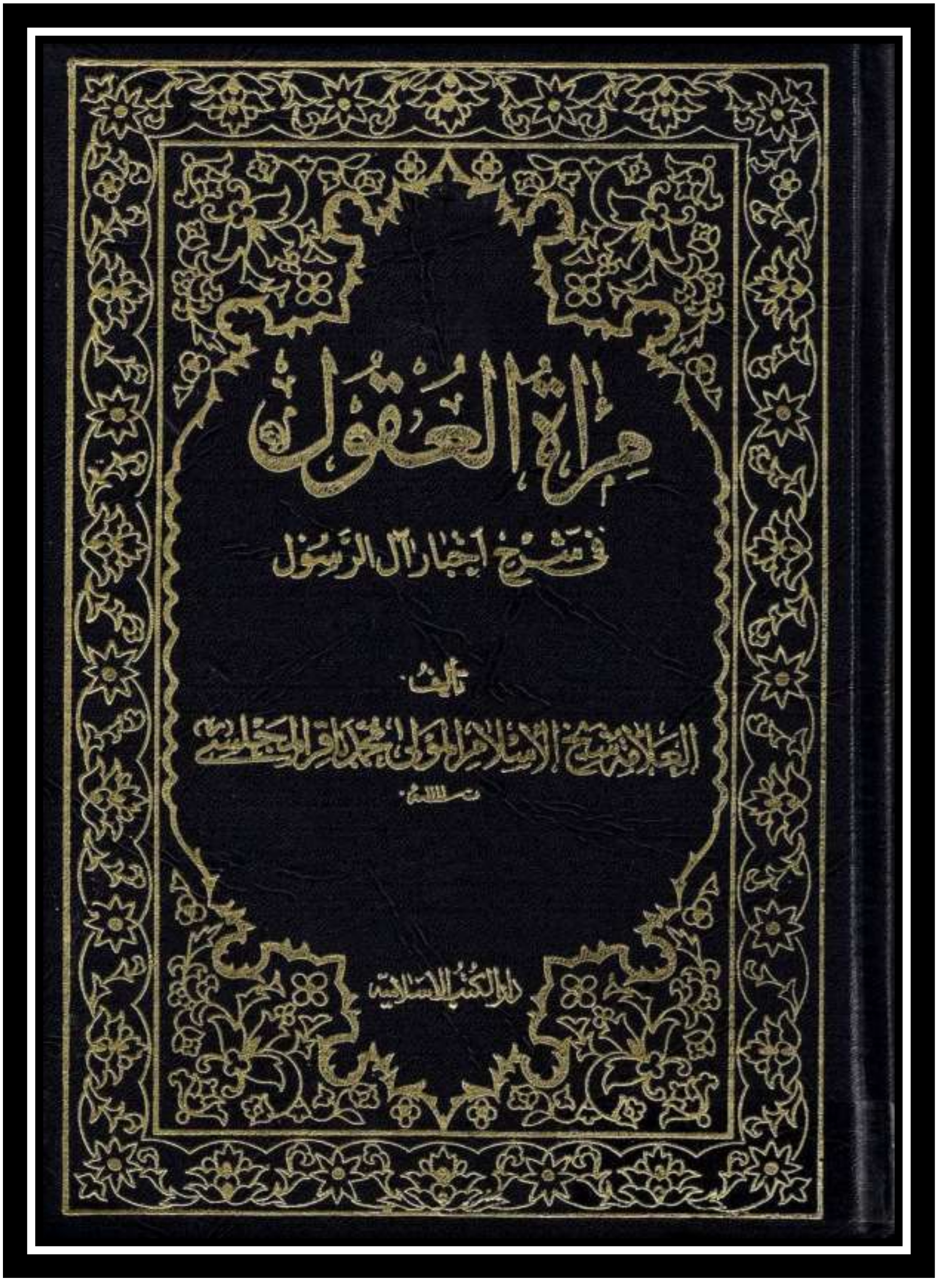

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

ابن أسد ، عن عبدالله بن عطاء قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام رجلان من أهل الكوفة أخذا فقيل لهما : إبرئا من أمير المؤمنين فبرىء واحد منهما وأبى الآخر فخلّي سبيل الّذي برىء وقتل الآخر؟ فقال : أمّا الّذي برىء فرجل فقيه في دينه، وأمّا الّذي لم يبرء فرجل تعجّل إلى الجنّة .

۲۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن صالح قال: قال أبوعبدالله عليه السلام : احذروا عواقب العثرات .

۲۳ ـ أبوعليّ الاشعري ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن عليّ ابن النعمان ، عن ابن مسكان ، عن عبدالله بن أبي يعفور قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : التقيّة ترس المؤمن والتقيّة حرز المؤمن ، ولا إيمان لمن لا تقيّة له ، إنّ العبد ليقع إليه الحديث من حديثنا فيدين الله عزّ وجلّ به فيما بينه وبينه ، فيكون له عزّاً

ويدلّ على أنّ تارك التقية جهلاً مأجورٌ ولاينافي جواز الترك كمامرّ .

الحديث الثاني والعشرون : حسن كالصحيح .

« إحذروا عواقب العثرات » أى في ترك التقيّة كمافهمه الكليني (ره) ظاهراً أوالأعمّ فيشمل تركها ، فيحتمل أن يكون ذكره هنا لذلك وعلى الوجهين فالمعنى : أنّ كلّ ماتقولونه فانظروا أوّلاً في عاقبته ومآله عاجلاً وآجلاً ثمّ قولوه أوافعلوه فإنّ العثرة قلّما تفارق القول والفعل ولاسيّما إذا كثرا ، أوالمراد أنّه كلّما عثرتم عثرةً في قول أوفعل فاشتغلوا بإصلاحها وتداركها كيلايؤدّى بي العاقبة إلى فساد لايقبل الإصلاح .

الحديث الثالث والعشرون : صحيح .

«لمن لاتقيّة له» اى مع العلم بوجوبها أوفيما يجب فيه التقيّة حتماً «فيدين الله عزّ وجلّ به» أى يعبدالله بقبوله والعمل به « فيما بينه » أى بين الله «وبينه فيكون» أى

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

ج ۹ كتاب الايمان والكفر -١٨٦-

الدنيا ونوراً في الآخرة وإنّ العبد ليقع إليه الحديث من حديثنا فيذيعه فيكون له ذلاً في الدنيا وينزع الله عزّ وجلّ ذلك النور منه .

باب الكتمان

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن مالك بن عطيّة ، عن أبي حمزة ، عن عليّ بن الحسين عليهما السلام قال : وددتُ والله أنّي افتديت خصلتين في الشيعة لنا ببعض لحم ساعدي : النزق وقلّة الكتمان .

الحديث أو التديّن به «له» أي لهذا العبد «عزّاً» في الدنيا بسبب التقيّة «ونوراً في الآخرة» بسبب عبادته الصحيحة «من حديثنا» أي المختصّ بنا المخالف لأحاديث العامّة «فيكون له ذلاً» اى بسبب ترك التقيّة وينزع الله لبطلان عبادته التي لم يتّق فيها .

باب الكتمان

الحديث الاول : صحيح .

«لوددت» بكسر الدال وفتحها : أي أحببت ويقال: فداه يفديه فدآء وإفتدى به وفاداه أعطى شيئاً فأنقذه ، وكان المعنى وددت أي أهلك وأذهب تينك الخصلتين عن الشيعة ، ولو إنجرّ الأمر إلى أن يلزمني أن أعطي فداء عنها بعض لحم ساعدي، أو يقال : لمّا كان إفتداء الأسر إعطاء شيء لأخذ الأسير ممّن أسره استعير هنا لإعطاء الشيعة لحم الساعد لأخذ الخصلتين منهم ، أو يكون على القلب ، والمعنى: إنقاذ الشيعه من تينك الخصلتين .

«والنزق» بالفتح : الطيش والخفّة عند الغضب ، والمراد بالكتمان : إخفاء أحاديث الائمّة وأسرارهم عن المخالفين عند خوف الضرر عليهم وعلى شيعتهم ، أو الأعمّ منه ومن كتمان أسرارهم وغوامض أخبارهم عمّن لا يحتمله عقله .

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

اس حدیث پر غور فرمائیں۔ دو باتیں بیان ہوئی ہیں اور دونوں ہی آپس میں متصادم ہیں۔

1: تقیہ مؤمن کی سپر (ڈھال) ہے یعنی مشکلات سے بچاتا ہے، تقیہ کے بغیر ایمان نہیں ہے۔

2: ہماری حدیث سن کر اشاعت نہ کرنے والا یعنی چھپانے والا (تقیہ کرنے والا) ذلیل و خوار ہو گا۔

اب شیعہ کیا کرے تقیہ کر کے ایمان بچائے یا تقیہ نہ کر کے (یعنی امام کی احادیث کی اشاعت کر کے) ذلیل و خوار ہو جائے۔

*** ایک ہی حدیث میں تقیہ کی تعریف اور مذمت! * اللہ کی پناہ**

علی ناصر (شیعہ مناظر): یہاں تاویلات نہیں چلنے والی، تقیہ صرف زبان سے اس پر اجماع نہیں رہا، ایک شوکانی ہی صحیح مگر وہ بھی تو اہلسنت کا بڑا عالم ہے اور اس کا بیان آپ کے دعوے کے خلاف ہے اس لئے آپ کا اعتراض شیعوں پر نہیں بنتا جس کی تائید خود علماء اہلسنت کر رہے ہوں۔

1: شوکانی

2: ابو یعلی حنبلی

3: شیخ الاسلام ابن تیمیہ

4: تقیہ اور جھوٹ کو آپ نے ایک ہی چیز کہی ہے اس لئے فہرست مزید بڑی ہو جائے گی۔ اس لئے رعایت کر رہا ہوں آپ پر۔

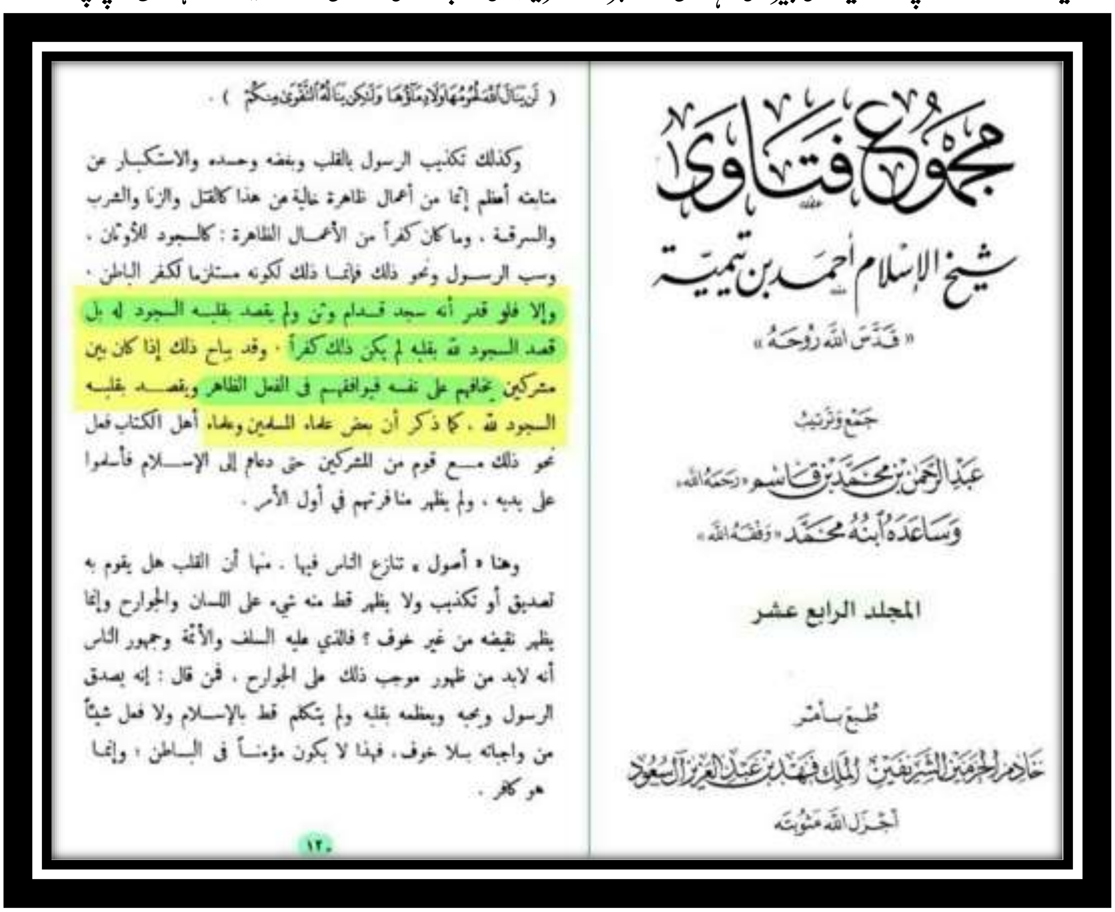

مجموع فتاوى
شيخ الإسلام أحمد بن تيمية
« قدس الله روحه »
جمع وترتيب
عبد الرحمن بن محمد بن قاسم «رحمه الله»
وساعده ابنه محمد «وفقه الله»
المجلد الرابع عشر
طبع بأمر
خادم الحرمين الشريفين الملك فهد بن عبد العزيز آل سعود
أجزل الله مثوبته

(لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم) .

وكذلك تكذيب الرسول بالقلب وبغضه وحسده والاستكبار عن متابعته أعظم إثما من أعمال ظاهرة خالية من هذا كالقتل والزنا والشرب والسرقة . وما كان كفراً من الأعمال الظاهرة : كالسجود للأوثان . وسب الرسول ونحو ذلك فإنما ذلك لكونه مستلزما لكفر الباطن . وإلا فلو قدر أنه سجد قدام وثن ولم يقصد بقلبه السجود له بل قصد السجود لله بقلبه لم يكن ذلك كفراً . وقد يباح ذلك إذا كان بين مشركين يخافهم على نفسه فيوافقهم في الفعل الظاهر ويقصد بقلبه السجود لله . كما ذكر أن بعض علماء المسلمين وعلماء أهل الكتاب فعل نحو ذلك مع قوم من المشركين حتى دعاهم إلى الإسلام فأسلموا على يديه . ولم يظهر منافرتهم في أول الأمر .

وهنا « أصول » تنازع الناس فيها . منها أن القلب هل يقوم به تصديق أو تكذيب ولا يظهر قط منه شيء على اللسان والجوارح وإنما يظهر نقيضه من غير خوف ؟ فالذي عليه السلف والأئمة وجمهور الناس أنه لابد من ظهور موجب ذلك على الجوارح . فمن قال : إنه يصدق الرسول ويحبه ويعظمه بقلبه ولم يتكلم قط بالإسلام ولا فعل شيئاً من واجباته بلا خوف . فهذا لا يكون مؤمناً في الباطن ، وإنما هو كافر .

١٢٠

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

اگر کوئی بت کو سجدہ کرے اور دل سے یہ قصد کرے کہ اس کے لئے سجدہ نہیں ہے بلکہ یہ سجدہ اللہ کے لیے کر رہا ہے تو وہ کافر نہیں بلکہ مباح ہے اس کے لئے اگر مشرکین وہ مشرکین کے درمیان ہو اور اسکو جان کا خوف ہو تو وہ ظاہری فعل کی موافقت کرے دل میں نیت کرے اللہ کا سجدہ کر رہا ہے۔ تقیہ فعل سے بھی ہے لہذا آپ کا دعویٰ ناقص ہے اور ناقص دعوے پر کیا بحث ہو ۔ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس میں اہلسنت علماء بھی شیعوں کے ساتھ ہیں صرف شیعوں پر کیسے استدلال کرینگے آپ۔ پہلے دعویٰ درست کرلیں اپنا پھر اصل بحث پر آئیں۔

بخش حسین حیدری شیعہ: دونوں دوستان یہ بات ذہن نشین رکھیں دعویٰ نہیں تھا بلکہ عقیدہ پر بات کرنی ہے۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): عام حالات میں خلاف واقع کو جھوٹ کہتے ہیں اور حالت مجبوری خلاف واقع کو تقیہ کہتے ہیں۔ یعنی دونوں کی حقیقت الگ الگ ہے۔ آپ نے نام لیا جو جھوٹ ہے وہ تقیہ نہیں اور جو تقیہ ہے وہ جھوٹ نہیں۔

سوال 1: جب اہلسنت کے یہاں جھوٹ کی رخصت ہے اور واجب سمجھ کر جھوٹ بولا جاتا ہے تو تقیہ پر اعتراض کیوں؟

سوال 2: رسول خدا نے اس طرح جناب عمار سے کہا کہ اگر وہ ایسا پھر کریں تو تم دوبارہ ایسا ہی کرنا۔ جب افضل عمل یہ ہے کہ تقیہ نا کر کے جان دے دی جائے اور تقیہ ندامت و شرمندگی ہے تو اس کو دوبارہ کرنے کو کیوں کہہ رہے ہیں رسول اکرم ص؟

جعفر صادق:　* الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے *!

میری کسی ایک تاویل کی نشاندھی کر دیں اور میرے پیش کئے گئے عقیدے اور دعوی کو پھر توجہ سے پڑھ لیں۔ دونوں میں *تقیہ صرف زبان سے ہو گا* کہیں بیان نہیں ہوا، میں تو اس رخصت پر عمل نہ کرنے والوں میں سے ہوں اور زبانی اور فعلی دونوں قسم کے تقیہ کے خلاف ہوں اور حق پر ڈٹ کر جان قربان کرنا بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔ اس کے باوجود علمائے اہل سنت کا اس نکتہ پر اختلاف کوئی اہم معاملہ نہیں ہے۔ دوبارہ واضح کر رہا ہوں کہ یہ اس تقیہ کے متعلق ذکر ہو رہا ہے جو قرآن و سنت کے مطابق سخت مجبوری میں دی گئی ایک رخصت ہے۔ *اہل تشیع کے تقیہ* کا اس سے کوئی تعلق نہیں جو اصول کافی کی ایک روایت کے مطابق *ہر ضرورت میں کرنا چاہئے اور بغیر مجبوری کے کر سکتے ہیں۔

* میں دو روایات اور شیعہ کتاب فلسفہ تقیہ سے اس کی تائید بھی دکھا دیتا ہوں۔

1: عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: التَّقِيَّةُ فِي كُلِّ ضَرُورَةٍ وَ صَاحِبُهَا أَعْلَمُ بِهَا حِينَ تَنْزِلُ بِهِ.

فرمایا امام محمد باقر (ع) نے تقیہ ہر ضرورت میں ہے (فتوی قضا اعمال جوارح وغیرہ) اور صاحب زیادہ جاننے والا ہے اس کی ضرورت ہے۔

(الکافی باب تقیہ حدیث 13)

حدیث کی سند صحیح ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

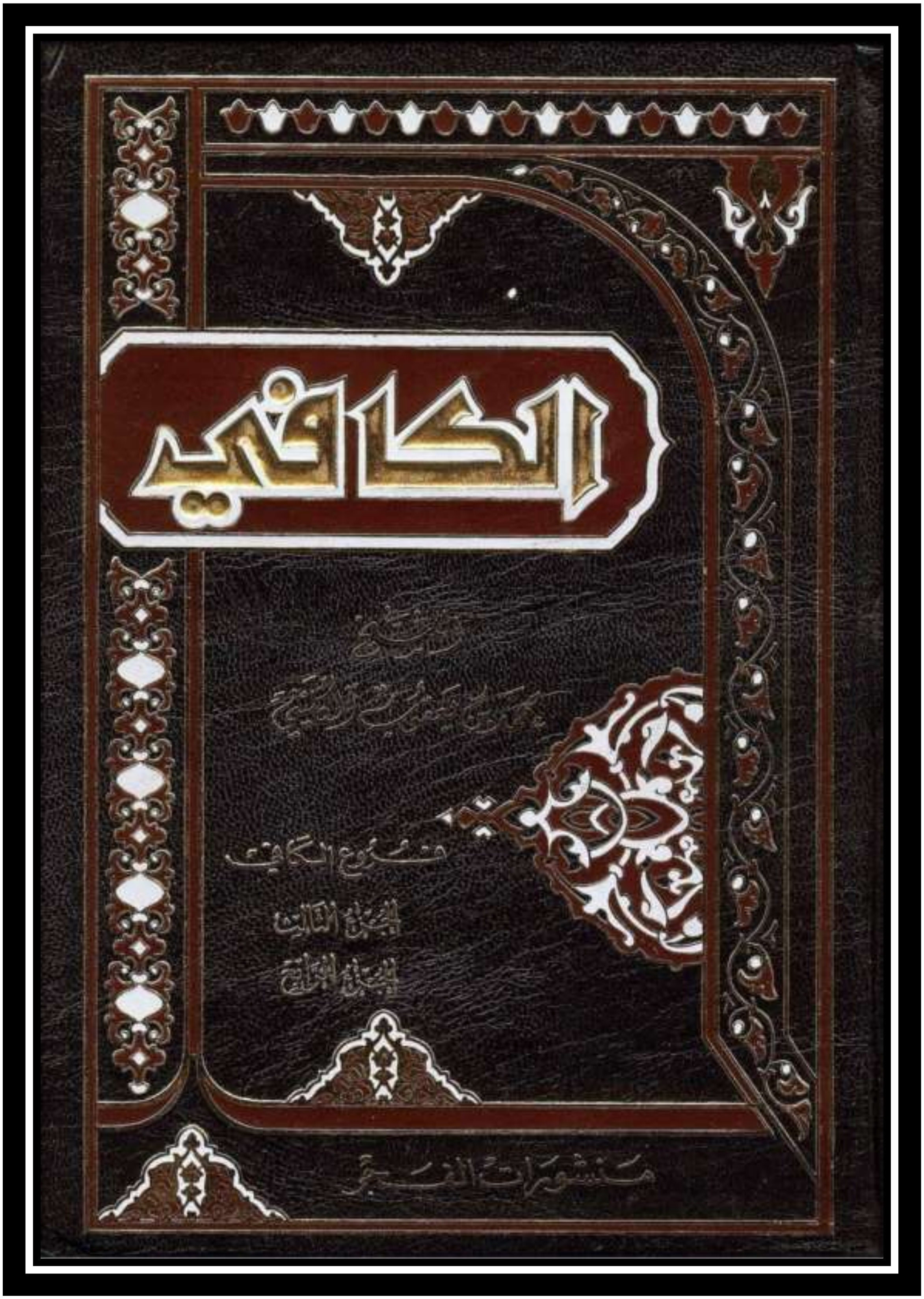

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

انقطعتم إليه زيناً ولا تكونوا عليه شيناً، صلّوا في عشائرهم، وعودوا مرضاهم، واشهدوا جنائزهم، ولا يسبقونكم إلى شيء من الخير فأنتم أولى به منهم والله ما عُبد الله بشيء أحبّ إليه من الخبء، قلت: وما الخبء؟ قال: التقيّة.

١٢ - عنه، عن أحمد بن محمّد، عن معمّر بن خلّاد قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن القيام للولاة، فقال: قال أبو جعفر عليه السلام: التقيّة من ديني ودين آبائي ولا إيمان لمن لا تقيّة له.

١٣ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن ربعيّ، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: التقيّة في كلّ ضرورة وصاحبها أعلم بها حين تنزل به.

١٤ - عليّ، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن جميل بن صالح، عن محمّد بن مروان، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان أبي عليه السلام يقول: وأيّ شيء أقرّ لعيني من التقيّة، إنّ التقيّة جنّة المؤمن.

١٥ - عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل، عن محمّد بن مروان قال: قال لي أبو عبد الله عليه السلام: ما منع ميثم رحمه الله من التقيّة، فوالله لقد علم أنّ هذه الآية نزلت في عمّار وأصحابه: ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ [النحل: ١٠٦].

١٦ - أبو عليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبد الجبّار، عن صفوان، عن شعيب الحدّاد، عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إنّما جعلت التقيّة ليحقن بها الدّم فإذا بلغ الدّم فليس تقيّة.

١٧ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن ابن بكير، عن محمّد بن مسلم، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كلّما تقارب هذا الأمر كان أشدّ للتقيّة.

١٨ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ابن أذينة، عن إسماعيل الجعفيّ ومعمّر بن يحيى بن سام ومحمّد بن مسلم وزرارة قالوا: سمعنا أبا جعفر عليه السلام يقول: التقيّة في كلّ شيء يضطرّ إليه ابن آدم فقد أحلّه الله له.

١٩ - عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن ابن مسكان، عن حريز، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال التقيّة ترس الله بينه وبين خلقه.

٢٠ - الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن محمّد بن جمهور، عن أحمد بن حمزة، عن الحسين بن المختار، عن أبي بصير قال: قال أبو جعفر عليه السلام: خالطوهم بالبرّانيّة وخالفوهم بالجوّانيّة إذا كانت الإمرة صبيانيّة.

٢١ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن زكريّا المؤمن، عن عبد الله بن أسد، عن عبد الله بن عطاء قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: رجلان من أهل الكوفة أخذا فقيل لهما: ابرأا من أمير المؤمنين فبرئ واحد منهما وأبى الآخر، فخلّي سبيل الّذي برئ وقتل الآخر؟ فقال: أمّا الّذي برئ فرجل فقيه في دينه، وأمّا الّذي لم يبرأ فرجل تعجّل إلى الجنّة.

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

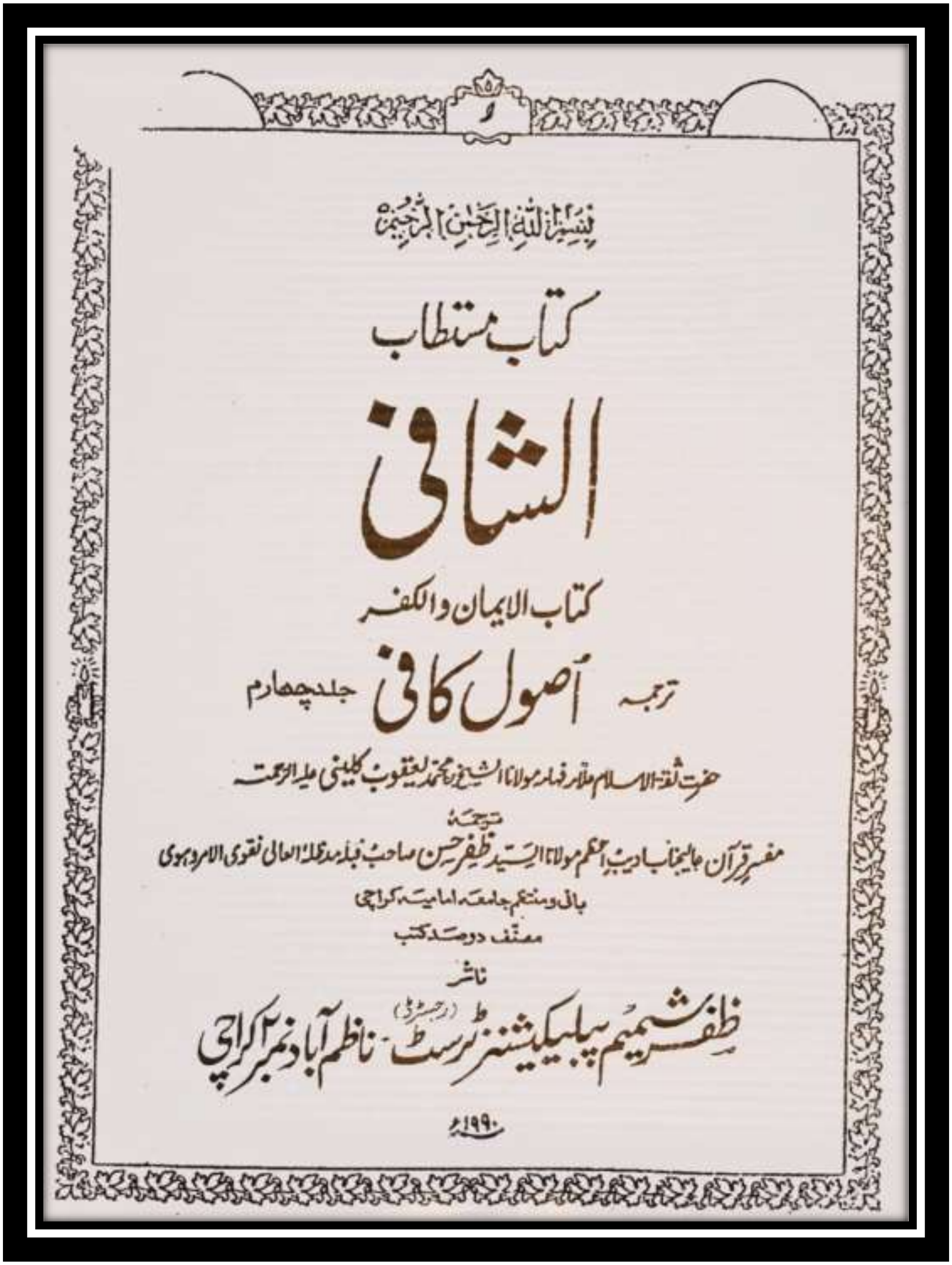
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الایمان والکفر

ترجمہ اصول کافی جلد چہارم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دوصد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) - ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

۱۹۹۰ء

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

قبول کر لیا اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اگر وہ بارہ کلمہٴ کفر کہنے پر مجبور کریں تو کہہ دینا۔

١١ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ هِشَامٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِيَّاكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا عَمَلاً يُعَيِّرُونَا بِهِ، فَإِنَّ وَلَدَ السَّوْءِ يُعَيَّرُ وَالِدُهُ بِعَمَلِهِ كُونُوا لِمَنِ انْقَطَعْتُمْ إِلَيْهِ زَيْناً وَلاَ تَكُونُوا عَلَيْهِ شَيْناً صَلُّوا فِي عَشَائِرِهِمْ وَعُودُوا مَرْضَاهُمْ وَاشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَلاَ يَسْبِقُونَكُمْ إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْخَيْرِ فَأَنْتُمْ أَوْلَى بِهِ مِنْهُمْ وَاللهِ مَا عُبِدَ اللهُ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْخَبْءِ قُلْتُ: وَمَا الْخَبْءُ؟ قَالَ: التَّقِيَّةُ.

١١۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا۔ تم ایسے عمل سے بچو جس پر لوگ ہمیں عیب لگائیں۔ بُرا بیٹا اپنے عمل بد سے اپنے باپ کو عیب لگاتا ہے۔ تم ایسے بنو کہ جو آپ کے لیے باعثِ زینت ہو نہ کہ باعثِ شرم ہو۔ قبیلہ والوں سے اگرچہ وہ مذہباً مخالف ہوں ان کے مریضوں کی عیادت کرو ان کے جنازوں میں موجود رہو اور کسی امر نیک میں ان کو سبقت نہ کرنے دو کیونکہ تم اس کے لیے ان سے زیادہ بہتر ہو۔ خدا کی قسم خدا کو سب سے زیادہ محبوب عبادت وہ ہے جو پوشیدہ ہو یعنی بصورتِ تقیہ۔

١٢۔ عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلاَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام عَنِ الْقِيَامِ لِلْوُلاَةِ، فَقَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: التَّقِيَّةُ مِنْ دِينِي وَدِينِ آبَائِي وَلاَ إِيمَانَ لِمَنْ لاَ تَقِيَّةَ لَهُ.

١٢۔ فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے جس کے لیے تقیہ نہیں اس کے لیے دین نہیں۔

١٣ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: التَّقِيَّةُ فِي كُلِّ ضَرُورَةٍ وَصَاحِبُهَا أَعْلَمُ بِهَا حِينَ تَنْزِلُ بِهِ.

١٣۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے تقیہ ہر ضرورت میں ہے (فتویٰ قضا اعمالِ جوارح وغیرہ) اور صاحب زیادہ جاننے والا ہے اس ضرورت کا۔

١٤ ـ عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: [كَانَ] أَبِي عليه السلام يَقُولُ: وَأَيُّ شَيْءٍ أَقَرُّ لِعَيْنِي مِنَ التَّقِيَّةِ: إِنَّ التَّقِيَّةَ جُنَّةُ الْمُؤْمِنِ.

١٤۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے میرے پدر بزرگوار فرماتے تھے میری آنکھ کو تقیہ سے زیادہ ٹھنڈک پہنچانے والی کوئی چیز نہیں، بے شک تقیہ مومن کے لیے سپر ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

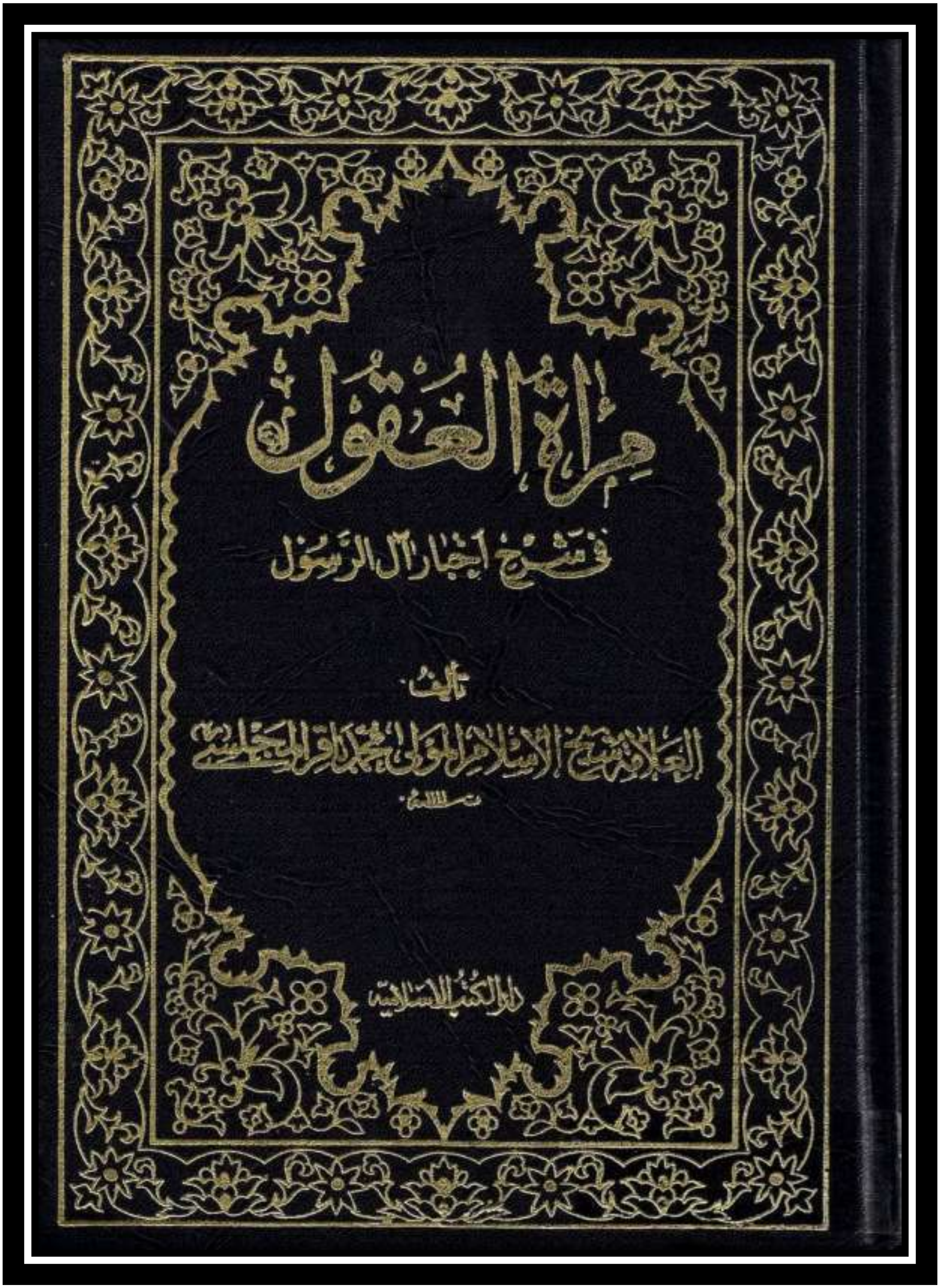

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

القيام للولاة ، فقال : قال أبو جعفر عليه السلام : التقيّة من ديني ودين آبائي ولا إيمان لمن لا تقيّة له .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : التقيّة في كلّ ضرورة وصاحبها أعلم بها حين تنزل به .

١٤ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن محمّد بن مروان عن أبي عبدالله عليه السلام قال : [كان] أبي عليه السلام يقول : وأيّ شيء أقرّ لعيني من التقيّة ، إنّ التقيّة جنّة المؤمن .

١٥ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن محمّد بن مروان قال : قال

« عن القيام للولاة » أي القيام عندهم أو لتعظيمهم عند حضورهم أو مرورهم ويفهم منه عدم جواز القيام لهم عند عدم التقيّة وعلى جوازه للمؤمنين بطريق اولى وفيه نظر ، وقيل : المراد القيام بأمورهم والائتمار بأمرهم ولا يخفى بعده .

الحديث الثالث عشر : حسن كالصحيح .

ويدلّ على وجوب التقيّة في كلّ ما يضطرّ إليه الانسان إلّا ما خرج بدليل وعلى أنّ الضرورة منوطة بعلم المكلّف وظنّه وهو أعلم بنفسه كما قال تعالى : « الانسان على نفسه بصيرة »(١) والله يعلم من نفسه أنّه مداهنة أو تقيّة .

الحديث الرابع عشر : مجهول ، «جنّة للمؤمن» أي من ضرر المخالفين.

الحديث الخامس عشر : كالسابق .

«ما منع ميثم» كأنّه كان ميثماً فصحّف ويمكن أن يقرء منع على بناء المجهول، أي لم يكن ميثم ممنوعاً من التقيّة في هذا الأمر فلم لم يتّق؟ فيكون الكلام مسوقاً للاشفاق لا الذمّ والاعتراض كما هو الظاهر على تقدير النصب ، ويحتمل أن يكون على الرفع مدحاً بأنّه مع جواز التقيّة تركه لشدّة حبّه لأمير المؤمنين عليه السلام ويحتمل أن يكون المعنى : لم يمنع من التقيّة ولم يتركها لكن لم تنفعه وإنّما تركها

(١) سورة القيامة : ١٤ .

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

2: 11 محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن هشام الكندي قال:
سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول: إياكم أن تعملوا عملا يعير ونابه، فإن ولد السوء يعير والده بعمله، وكونوا لمن انقطعتم إليه زينا ولا تكونوا عليه شينا صلوا في عشائرهم.(2)
وعود وامرضاهم واشهدوا جنائزهم ولا يسبقونكم إلى شئ من الخير فأنتم أولى به منهم والله ما عبدالله بشئ أحب إليه من الخبء
قلت: وما الخبء (3)؟ قال: التقية.

ترجمہ:ہشام بن حکم امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ امام نے فرمایا:ایسے امور مت انجام دو جن کی بناپر ہماری سرزنش کی جائے، کیونکہ ناخلف اولاد ایسے کام انجام دیتی ہے جس کی بناپر ان کے باپ کی ملامت کی جاتی ہے،لہٰذا تمھارا جس سے واسطہ ہے اس کے لئے زینت کا سبب بنو اور ان کے لئے عیب جوئی اور برائی کا باعث مت بنو،ان کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو،ان کے بیماروں کی عیادت کرو،ان کی تشییع جنازہ میں جاؤ، دیکھو کسی بھی نیک کام میں وہ لوگ تم سے بازی نہ لے جائیں،پھر آپ نے فرمایا:
"والله ما عبد الله بشیٔ احب الیه من الخباء"
خدا کی قسم اس کی عبادت،خباء سے محبوب ترین اور کسی شیٔ کے ذریعہ نہیں ہوئی،ہشام نے دریافت کیا خباء کیا ہے؟امام نے فرمایا:خباء سے مراد تقیہ ہے۔

(اصول کافی جلد2صفحہ134)

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

١١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ هِشَامِ الْكِنْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِيَّاكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا عَمَلًا يُعَيِّرُونَا بِهِ، فَإِنَّ وَلَدَ السَّوْءِ يُعَيَّرُ وَالِدُهُ بِعَمَلِهِ، كُونُوا لِمَنِ انْقَطَعْتُمْ إِلَيْهِ زَيْناً ولَا تَكُونُوا عَلَيْهِ شَيْناً، صَلُّوا فِي عَشَائِرِهِمْ، وعُودُوا مَرْضَاهُمْ، واشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ، ولَا يَسْبِقُونَكُمْ إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْخَيْرِ فَأَنْتُمْ أَوْلَى بِهِ مِنْهُمْ واللهِ مَا عُبِدَ اللهُ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْخَبْءِ، قُلْتُ: ومَا الْخَبْءُ؟ قَالَ: التَّقِيَّةُ.

١٢ - عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام عَنِ الْقِيَامِ لِلْوُلَاةِ، فَقَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: التَّقِيَّةُ مِنْ دِينِي ودِينِ آبَائِي ولَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ.

١٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: التَّقِيَّةُ فِي كُلِّ ضَرُورَةٍ وصَاحِبُهَا أَعْلَمُ بِهَا حِينَ تَنْزِلُ بِهِ.

١٤ - عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: كَانَ أَبِي عليه السلام يَقُولُ: وأَيُّ شَيْءٍ أَقَرُّ لِعَيْنِي مِنَ التَّقِيَّةِ، إِنَّ التَّقِيَّةَ جُنَّةُ الْمُؤْمِنِ.

١٥ - عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: مَا مُنِعَ مِيثَمٌ رَحِمَهُ اللهُ مِنَ التَّقِيَّةِ، فَوَاللهِ لَقَدْ عَلِمَ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي عَمَّارٍ وأَصْحَابِهِ: ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ [النحل: ١٠٦].

١٦ - أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ شُعَيْبٍ الْحَدَّادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَتِ التَّقِيَّةُ لِيُحْقَنَ بِهَا الدَّمُ فَإِذَا بَلَغَ الدَّمَ فَلَيْسَ تَقِيَّةٌ.

١٧ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: كُلَّمَا تَقَارَبَ هَذَا الْأَمْرُ كَانَ أَشَدَّ لِلتَّقِيَّةِ.

١٨ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ الْجُعْفِيِّ ومُعَمَّرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَامٍ ومُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وزُرَارَةَ قَالُوا: سَمِعْنَا أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: التَّقِيَّةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُضْطَرُّ إِلَيْهِ ابْنُ آدَمَ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللهُ لَهُ.

١٩ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ التَّقِيَّةُ تُرْسُ اللهِ بَيْنَهُ وبَيْنَ خَلْقِهِ.

٢٠ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: خَالِطُوهُمْ بِالْبَرَّانِيَّةِ وخَالِفُوهُمْ بِالْجَوَّانِيَّةِ إِذَا كَانَتِ الْإِمْرَةُ صِبْيَانِيَّةً.

٢١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ زَكَرِيَّا الْمُؤْمِنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَسَدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ أُخِذَا فَقِيلَ لَهُمَا: ابْرَأَا مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَبَرِئَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا وأَبَى الْآخَرُ، فَخُلِّيَ سَبِيلُ الَّذِي بَرِئَ وقُتِلَ الْآخَرُ؟ فَقَالَ: أَمَّا الَّذِي بَرِئَ

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

قبول کرلیا اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اگر وہ دوبارہ کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کریں تو کہہ دینا۔

١١ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ هِشَامٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ : إِيَّاكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا عَمَلاً يُعَيِّرُونَا بِهِ ، فَإِنَّ وَلَدَ السَّوْءِ يُعَيَّرُ وَالِدُهُ بِعَمَلِهِ كُونُوا لِمَنِ انْقَطَعْتُمْ إِلَيْهِ زَيْناً وَلَا تَكُونُوا عَلَيْهِ شَيْناً صَلُّوا فِي عَشَائِرِهِمْ وَعُودُوا مَرْضَاهُمْ وَاشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَلَا يَسْبِقُونَكُمْ إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْخَيْرِ فَأَنْتُمْ أَوْلَى بِهِ مِنْهُمْ وَاللهِ مَا عُبِدَ اللهُ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْخَبْءِ قُلْتُ : وَمَا الْخَبْءُ ؟ قَالَ : التَّقِيَّةُ .

۱۱۔میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا۔ تم ایسے عمل سے بچو جس پر لوگ ہمیں عیب لگائیں۔ برا بیٹا اپنے عمل بد سے اپنے باپ کو عیب لگاتا ہے۔ تم ایسے بنو کہ جو آپ کے لئے باعثِ زینت ہو نہ کہ باعثِ شرم ہو۔ قبیلہ والوں سے اگرچہ وہ مذہباً مخالف ہوں ان کے مریضوں کی عیادت کرو ان کے جنازوں میں موجود رہو اور کسی امر نیک میں ان کو سبقت نہ کرنے دو کیونکہ تم اس کے لئے ان سے زیادہ بہتر ہو۔ خدا کی قسم خدا کو سب سے زیادہ محبوب عبادت وہ ہے جو پوشیدہ ہو یعنی بصورتِ تقیہ۔

١٢ـ عَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام عَنِ الْقِيَامِ لِلْوُلَاةِ ، فَقَالَ : قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : التَّقِيَّةُ مِنْ دِينِي وَدِينِ آبَائِي وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ .

۱۲۔ فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے جس کے لئے تقیہ نہیں اس کے لئے دین نہیں۔

١٣ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ حَمَّادٍ ، عَنْ رِبْعِيٍّ ، عَنْ زُرَارَةَ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ : التَّقِيَّةُ فِي كُلِّ ضَرُورَةٍ وَصَاحِبُهَا أَعْلَمُ بِهَا حِينَ تَنْزِلُ بِهِ .

۱۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے تقیہ ہر ضرورت میں ہے (فتویٰ قضا اعمالِ جوارح وغیرہ) اور صاحب زیادہ جاننے والا ہے اس ضرورت کا۔

١٤ ـ عَلِيٌّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ : [كَانَ] أَبِي عليه السلام يَقُولُ : وَأَيُّ شَيْءٍ أَقَرُّ لِعَيْنِي مِنَ التَّقِيَّةِ : إِنَّ التَّقِيَّةَ جُنَّةُ الْمُؤْمِنِ .

۱۴۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے میرے پدر بزرگوار فرماتے تھے میری آنکھ کو تقیہ سے زیادہ ٹھنڈک پہنچانے والی کوئی چیز نہیں، بے شک تقیہ مومن کے لئے سپر ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

وأمرك أن تعود إن عادوا .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن هشام الكندي قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إيّاكم أن تعملوا عملاً يعيّرونا به ، فانّ ولد السوء يعيّر والده بعمله ، كونوا لمن انقطعتم إليه زيناً ولا تكونوا عليه شيناً صلّوا في عشائرهم وعودوا مرضاهم واشهدوا جنائزهم ولا يسبقونكم إلى شيء من الخير فأنتم أولى به منهم والله ما عبدالله بشيء أحبّ إليه من الخبء قلت : وما الخبء ؟ قال : التقيّة.

١٢ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن معمر بن خلاّد قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن

.وروى أنّه يأخذ المال بالإكراه فإن تمكّن من ردّه فعل ولا خلاف أنّ قتل النفس المحرّمة لا يستباح بالإكراه أبداً .

قوله عليه السلام : وأمرك ، يمكن أن يكون على صيغة الماضي الغائب بإرجاع المستتر إلى الله وبصيغة المضارع المتكلّم .

الحديث الحادى عشر : صحيح .

قوله عليه السلام : فإنّ ولد السوء ، بفتح السين من إضافة الموصوف إلى الصفة وهذا على التنظير أوهو مبنيّ على ما مرّ مراداً من أنّ الإمام بمنزلة الوالد للرعيّة والوالدن في بطن القرآن النبيّ و الإمام عليهما السلام وقد إشتهر ايضاً أنّ المعلّم والد روحاني والشين العيب « صلّوا في عشايرهم » يمكن أن يقرء صلّوا بالتشديد من الصلاة ، وبالتخفيف من الصلة اى صلوا المخالفين مع عشايرهم ، أى كما يصلهم عن عشايرهم ، وقيل : أى إذا كانوا عشاير كم والضمائر للمخالفين بقرينة المقام وفي بعض النسخ عشاير كم .

« ولا يسبقونكم » خبر في معنى الأمر والخباء الإخفاء والستر ، تقول خبأت الشى خبئاً من باب منع إذا أخفيته وسترته ، والمراد به هنا التقيّة لأنّ فيها إخفاء الحق وستره .

الحديث الثاني عشر : كالسابق .

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

چھپوایا ہے اور جس عبارت کو آپ نے منتخب کیا ہے وہ چند علماء کرام کی رائے ہے۔ قرآن و سنت میں بیان کی گئی رخصت پر اختلاف رائے ہونا کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ اس سے * اہل تشیع کا تقیہ * ہرگز ثابت نہیں ہو جاتا۔ میں آپ کو دس سے اوپر علمائے کرام کے اقوال پیش کر کے اپنا مؤقف ثابت کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ نیچے کے پیرا گراف کو بھی پڑھیں۔

(لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ) .

وكذلك تكذيب الرسول بالقلب وبغضه وحسده والاستكبار عن متابعته أعظم إثماً من أعمال ظاهرة خالية من هذا كالقتل والزنا والشرب والسرقة . وما كان كفراً من الأعمال الظاهرة : كالسجود للأوثان ، وسب الرسول ونحو ذلك فإنما ذلك لكونه مستلزماً لكفر الباطن ، وإلا فلو قدر أنه سجد قدام وثن ولم يقصد بقلبه السجود له بل قصد السجود لله بقلبه لم يكن ذلك كفراً . وقد يباح ذلك إذا كان بين مشركين يخافهم على نفسه فيوافقهم في الفعل الظاهر ويقصد بقلبه السجود لله ، كما ذكر أن بعض علماء المسلمين وعلماء أهل الكتاب فعل نحو ذلك مع قوم من المشركين حتى دعاهم إلى الإسلام فأسلموا على يديه ، ولم يظهر منافرتهم في أول الأمر .

وهنا « أصول » تنازع الناس فيها . منها أن القلب هل يقوم به تصديق أو تكذيب ولا يظهر قط منه شيء على اللسان والجوارح وإنما يظهر نقيضه من غير خوف ؟ فالذي عليه السلف والأئمة وجمهور الناس أنه لابد من ظهور موجب ذلك على الجوارح . فمن قال : إنه يصدق الرسول ويحبه ويعظمه بقلبه ولم يتكلم قط بالإسلام ولا فعل شيئاً من واجباته بلا خوف ، فهذا لا يكون مؤمناً في الباطن ، وإنما هو كافر .

١٢٠

اس پیرا گراف کے آخری جملوں کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اسلاف، ائمہ اور جمہور کے نزدیک مؤمن کو زبان و دل سے ایمان کا اظہار کرنا چاہیئے۔ صرف دل میں ایمان رکھنا بھی کافی نہیں جب تک بلا خوف و خطر اس کا اظہار قول و فعل سے نہ کیا جائے، سب سے اہم بات یہ ہے کہ بغیر خوف کے ایمان کو چھپانا کسی بھی صورت جائز نہیں ہے بلکہ ایسا شخص کافر ہے۔

جبکہ * اہل تشیع کے ہاں تقیہ کے لئے مجبوری شرط ہی نہیں ہے بلکہ ہر ضرورت میں کر سکتے ہیں۔ *

امام ابن تیمیہ نے تو اپنی شہرہ آفاق کتاب * منہاج السنہ جلد دوم * میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ * شیعہ کا تقیہ صریح جھوٹ اور منافقت ہے اور اس کا قرآن و سنت میں دی گئی رخصت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ *

☟☟☟☟☟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

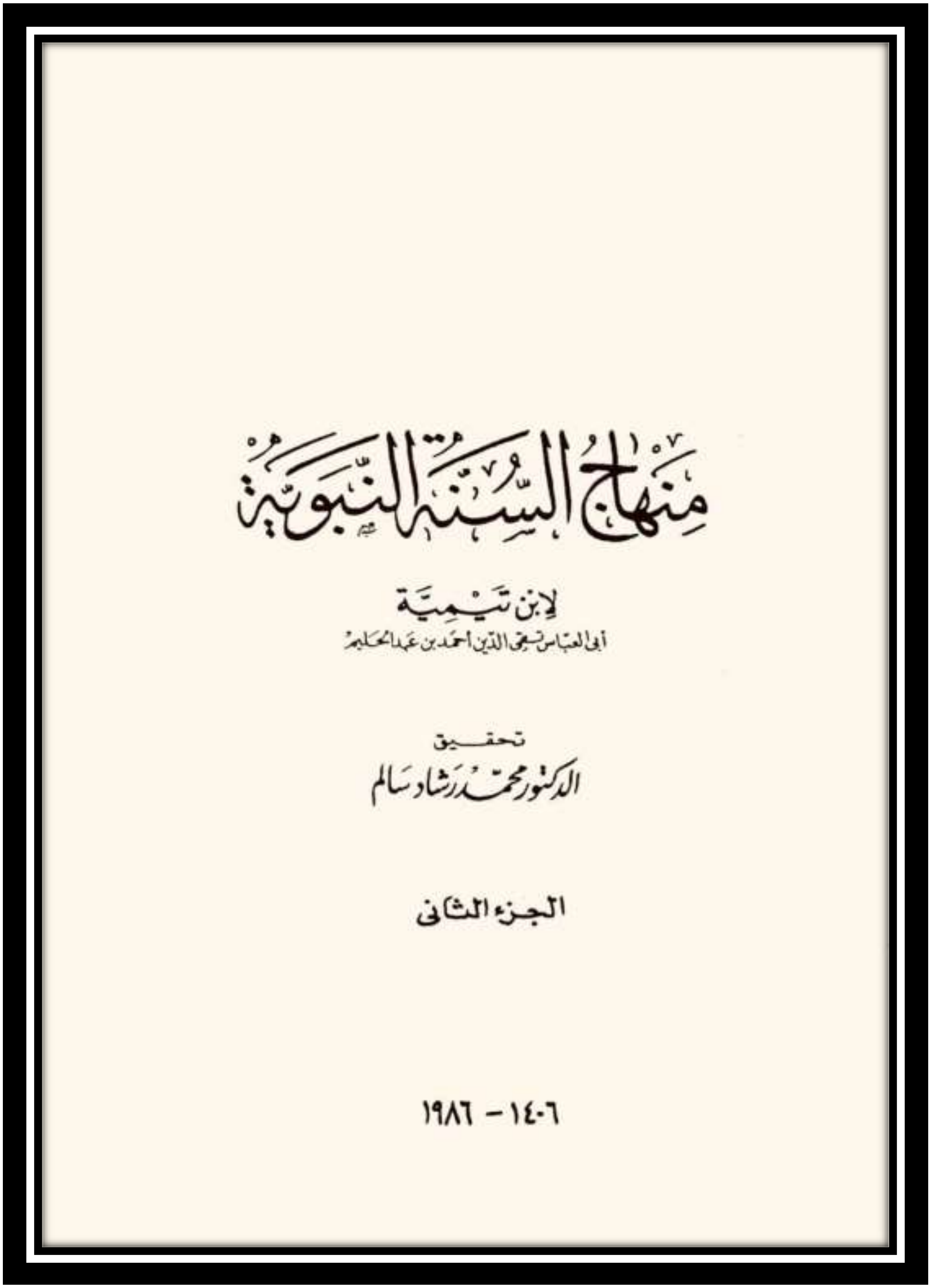

منهاج السنة النبوية

لابن تيمية

أبي العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم

تحقيق

الدكتور محمد رشاد سالم

الجزء الثاني

١٤٠٦ - ١٩٨٦

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

السابقين الأوّلين من المهاجرين والأنصار ـ الخلفاء الراشدين[(١)] وغيرهم ـ كانوا أعز الناس، وهذا كله مما يبين أن المنافقين كانوا ذليلين فى المؤمنين، فلا يجوز أن يكون الأعزّاء من الصحابة منهم، ولكن هذا الوصف مطابق للمتصفين به من الرافضة وغيرهم.

والنفاق والزندقة فى الرافضة أكثر منه فى سائر الطوائف، بل لابد لكل منهم من شعبة نفاق، فإن أساس النفاق الذى بُنى عليه الكذب، وأن يقول الرجل بلسانه ما ليس فى قلبه، كما أخبر الله تعالى عن المنافقين أنهم يقولون بألسنتهم ما ليس فى قلوبهم.

ظ ٥٥ والرافضة تجعل هذا من أصول / دينها وتسميه التقية، وتحكى هذا عن أئمة أهل البيت الذين برّأهم الله عن ذلك، حتى يحكوا[(٢)] عن جعفر الصادق أنه قال: التقية دينى ودين آبائى[(٣)].

وقد نزّه الله المؤمنين من أهل البيت وغيرهم عن ذلك، بل كانوا من أعظم الناس صدقا وتحقيقا للإيمان، وكان دينهم التقوى لا التقية[(٤)].

وقول الله تعالى: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاء مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَن يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِى شَىْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾

---

(١) ن، م: والخلفاء الراشدين.

(٢) أ، ب: حتى يحكوا ذلك؛ ن: حتى يحكى.

(٣) فى كتاب «الأصول من الكافى» لأبى جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق الكلينى ٢/٢١٩، الطبعة الثانية، ط. طهران، ١٣٨١ عن معمر بن خلّاد قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن القيام للولاة، فقال: أبو جعفر عليه السلام: التقية من ديني ودين آبائى، ولا إيمان لمن لا تقية له.

(٤) ن، م: التقوى والتقية، وهو تحريف.

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

[سورة آل عمران: ٢٨] إنما هو الأمر بالاتقاء من الكفار[١] لا الأمر[٢] بالنفاق والكذب.

والله تعالى قد أباح لمن أُكره على كلمة الكفر أن يتكلم بها إذا كان قلبه مطمئنا بالإيمان، لكن لم يُكرَه أحد من أهل البيت على شيء [من ذلك][٣]، حتى أن أبا بكر [رضى الله عنه][٤] لم يُكْرِه أحداً لا منهم ولا من غيرهم على مبايعته[٥]، فضلا أن يكرههم على مدحه والثناء عليه، بل كان عليّ وغيره من أهل البيت يظهرون ذكر[٦] فضائل الصحابة والثناء عليهم والترحم عليهم والدعاء لهم، ولم يكن أحد يكرههم على شيء منه باتفاق الناس.

وقد كان فى/ زمن بنى أمية وبنى العباس خلق عظيم[٧] دون عليّ ١/ ١٦٠
وغيره[٨] فى الإيمان والتقوى يكرهون منهم أشياء ولا يمدحونهم ولا يثنون عليهم ولا يقرّبونهم، ومع هذا لم يكن هؤلاء يخافونهم ولم يكن أولئك يكرهونهم، مع أن الخلفاء [الراشدين][٩] كانوا باتفاق الخلق

(١) يقول الطبري فى تفسيره (ط. المعارف) ٣١٦/٦: «فالتقية التى ذكرها الله فى هذه الآية إنما هى تقية من الكفار لا من غيرهم».
(٢) ن، م: أمر.
(٣) من ذلك: ساقط من (ن)، (م).
(٤) رضى الله عنه: زيادة فى (أ)، (ب).
(٥) أ، ب: متابعته.
(٦) ن، م: من ذكر.
(٧) م: خلق كثير عظيم.
(٨) ن، م: وغيرهم
(٩) الراشدين: ساقطة من (ن)، (م).

أبعـد عن قهر الناس وعقوبتهم على طاعتهم من هؤلاء، فإذا لم يكن النــاس مع هؤلاء مكــرهين على أن يقــولـوا بألسنتهم خلاف ما فى قلوبهم[١]، فكيف يكـونـون مكرهين مع الخلفاء على ذلك، بل على الكـذب وشهـادة الزور وإظهار الكفر ـ كما تقوله الرافضة ـ من غير أن يكرههم أحد على ذلك؟

فعُلم أن ما تتظاهر به الرافضة هو من باب الكذب والنفاق وأن يقولوا بألسنتهم ما ليس فى قلوبهم، لا من باب ما يُكرَه المؤمن عليه من التكلم بالكفر.

وهؤلاء أسـرى المسلمين فى بلاد الكفـار غالبهم يظهرون دينهم، والخوارج مع تظاهرهم بتكفير الجمهور وتكفير عثمان وعليّ ومن والاهما يتـظاهـرون بدينهم، وإذا سكنـوا بين الجمـاعـة سكنوا على الموافقة والمخالفة[٢]. والذى يسكن فى مدائن الرافضة فلا يظهر الرفض، وغايته إذا ضعف أن يسكت عن ذكر مذهبه، لا يحتاج أن يتظاهر بسب الخلفاء والصحابة إلا أن يكونوا قليلا.

فكيف يظن بعليّ [رضى الله عنه][٣] وغيره من أهل البيت أنهم كانوا أضعف دينـا وقلوبـا[٤] من الأسرى فى بلاد الكفر، ومن عوام [أهل][٥]

(١) أ: خلاف ما ليس فى قلوبهم؛ م: بألسنتهم ما ليس فى قلوبهم.
(٢) ن: وإذا سكنوا بين الجماعة سكتوا عن الموافقة والمخالفة؛ م: وإذا سكتوا بين الجماعة سكتوا عن الموافقة؛ أ: وإذا سكنوا بين الجماعة سكتوا عن الموافقة.
(٣) رضى الله عنه: زيادة فى (أ)، (ب).
(٤) وقلوبا: ساقطة من (أ)، (ب).
(٥) أهل: ساقطة من (ن)، (م)، (أ).

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

منهاج السنة النبوية

''روافض میں نفاق اور زندیقیت باقی تمام (باطل) فرقوں سے زیادہ ہے۔ بلکہ ہر رافضی میں نفاق کا ایک شعبہ ضرور پایا جاتا ہے۔ کیونکہ نفاق کی اساس و بنیاد جھوٹ ہے اور زبان سے ایسی بات کرنا ہے، جو دل میں نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ زبان سے ایسی بات کرتے ہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہوتی۔ روافض اسے اپنے دین کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور اس کا نام ''تقیہ'' رکھتے ہیں۔...... اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اور دوسرے مومنوں کو اس سے بچائے رکھا، بلکہ وہ تو سب سے زیادہ سچے اور حقیقی ایمان والے لوگ تھے۔ ان کے دین کی بنیاد تقویٰ پر تھی، نہ کہ تقیہ پر۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ (آل عمران: ٢٨) ''مومنوں کو چاہیے کہ وہ اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بنائیں۔ جس نے ایسا کیا، تو اسے اللہ تعالیٰ کی حمایت نہیں، الا یہ کہ کفار سے بچاؤ مقصود ہو۔'' میں کفار سے بچاؤ کا حکم دیا گیا، نہ کہ نفاق اور جھوٹ کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے کلمہ کفر بولنا مباح کیا ہے، جس کو کفریہ کلمہ بولنے پر مجبور کر دیا جائے، جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ لیکن اہل بیت کے کسی فرد کو مجبور نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اہل بیت یا کسی اور کو اپنی بیعت پر مجبور نہیں کیا، چہ جائیکہ انہیں اپنے مدح وثنا پر مجبور کیا ہو۔ بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت صحابہ کرام کے فضائل کا اظہار کرتے تھے، ان کی تعریف وستائش کرتے تھے اور ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے تھے۔ کسی صحابی نے انہیں کسی کام پر مجبور نہیں کیا، اس پر سب کا اتفاق ہے۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں ایسے بہت سے افراد موجود تھے، جو ایمان وتقویٰ میں سیدنا علی بن ابی طالب اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے کم تر تھے۔ وہ ان حکمرانوں کے کئی اقدامات کو ناپسند کرتے تھے، وہ ان کی مدح وثنا نہیں کرتے تھے، نہ انہیں اپنے قریب کرتے تھے۔ اس کے باوجود یہ لوگ ان سے خوف نہیں کھاتے تھے اور نہ وہ حکمران انہیں مجبور کرتے تھے۔ جبکہ سب کا اتفاق ہے کہ خلفائے راشدین کے متعلق یہ کہنا بہت بعید ہے کہ وہ لوگوں کو مجبور کرتے ہوں اور اطاعت (نہ کرنے پر) سزا دیتے ہوں۔ جب (اُموی اور عباسی) حکمرانوں کے دور میں لوگوں کو مجبور نہیں کیا گیا کہ وہ ایسی بات کہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہے۔ تو خلفائے راشدین کے دور کے لوگوں کے متعلق یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں ایسی باتیں، بلکہ جھوٹ کہنے، جھوٹی گواہی دینے اور کفر کا اظہار کرنے پر مجبور کر دیا گیا، جیسا کہ روافض کہتے ہیں، حالانکہ انہیں کسی نے مجبور نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ جس (تقیہ) کی بنیاد پر روافض (جھوٹا) اظہار کرتے ہیں، اس کی بنیاد جھوٹ، نفاق اور زبان سے ایسی بات کہنا ہے، جو دل میں نہ ہو۔ یہ مومن کو کلمہ کفر پر مجبور کرنے کی قبیل سے نہیں ہے۔''

(منهاج السنة النبوية: 2/46-48)

جی بالکل، تقیہ اور جھوٹ، دونوں کی حقیقت الگ ہے اور دونوں ہی حرام ہیں۔ صرف * قرآن و سنت والے تقیہ * میں بحالت مجبوری جائز ہے لیکن افضل یہی ہے کہ ثابت قدم رہے۔

بیشک جو جھوٹ ہے وہ تقیہ نہیں کیونکہ عام حالات میں بولا جاتا ہے اور جو * قرآن و سنت والا تقیہ * ہے وہ * جھوٹ بحالت مجبوری * ہے اور اسے بولنے کی رخصت ہے، لازم نہیں ہے۔

سوال:* جب اہلسنت کے یہاں جھوٹ کی رخصت ہے اور واجب سمجھ کر جھوٹ بولا جاتا ہے تو تقیہ پر اعتراض کیوں؟

جواب: دلیل دیکر اپنی اس بات کو سچ ثابت کریں۔ مجھے پتہ ہے آپ موضوع بدلنے کی کوششوں میں ہیں لیکن میں آپ کو بدلنے نہیں دوں گا۔

سوال:* رسول خدا نے اس طرح جناب عمار سے کہا کہ اگر وہ ایسا پھر کریں تو تم دوبارہ ایسا ہی کرنا. جب افضل عمل یہ ہے کہ تقیہ نا کر کے جان دے دی جائے اور تقیہ ندامت و شرمندگی ہے تو اس کو دوبارہ کرنے کو کیوں کہ رہے ہیں رسول اکرم ص؟

جواب: اگرچہ اوپر مختلف الفاظ میں اس اعتراض کا جواب دے دیا گیا ہے اس کے باوجود میں ایک اور طریقے سے سمجھاتا ہوں۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے ہاں جو ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ (سورت البقرہ 173)

آپ ذرا وضاحت کریں کہ

سوال 1: اس آیت میں مردار اور سور گوشت وغیرہ کو حرام قرار دینے کے باوجود ناچار کو کھانے کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟

سوال 2: اس آیت میں مردار اور سور کھانے کا حکم ہے یا رخصت؟

سوال 3: اگر حرام نہ کھائے اور مر جائے تو کیا اس شخص پر حکم عدولی کا الزام عائد ہو گا؟

سوال 4: افضل کون ہو گا جس نے حرام کھا کر جان بچائی یا جو بھوکا مر گیا لیکن حرام کو ہاتھ تک نہ لگایا؟

◆ میں بار بار آپ کی تصحیح کر رہا ہوں کہ * نبی کریم نے حضرت عمار کو رخصت دی تھی، حکم نہیں دیا تھا۔ * لیکن آپ ایک سادہ بات بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔

☜ حکم اور رخصت میں فرق سمجھنا نہیں چاہ رہے یا میں غلط ہوں؟

آپ کے اوپر میرے کئی سوالات قرض ہیں۔ اہل تشیع عقیدے پر تو آپ کے لئے بات کرنا ممکن نہیں ہے، سب نے دیکھ لیا ہے کہ پہلے ہی ہاتھ اٹھا چکے ہیں، آپ طئے شدہ تمام شرائط بھی توڑ چکے ہیں، ایڈمن@ بخش حسین حیدری شیعہ کی بات بھی آپ تسلیم نہیں کر رہے۔
حد تو یہ ہے کہ آپ کے دلائل کارد کیا جائے تو مزید اس پر گفتگو کرنے کے بجائے کوئی اور اعتراض ڈھونڈ کے لاتے ہیں!
کم از کم میری باتوں کو ہی کلیئر کرنے کی کوشش کریں۔ خود ہی کہا تھا کہ آپ مجھے جواب دینے کے لئے آئے ہیں لیکن قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ اہل سنت پر اعتراض کرنے کے علاوہ آپ کے پاس کچھ نہیں ہے اور میں ہی ہر بار آپ کو جواب دیتا آرہا ہوں۔
اس سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کرکے آپ کی شان میں گستاخی نہیں کروں گا۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): آپ نے کہا اس نقطہ پر اہلسنت کا اختلاف کوئی اہم معاملہ نہیں۔ کیا اس سے دو تقیہ خود اہلسنت میں ہونا لازم نہیں آتا؟ جب شیعہ کے یہاں تقیہ اور ہے اہلسنت والا تقیہ اور ہے اختلاف کی وجہ سے تو اہلسنت میں کتنے تقیہ ہیں؟؟

💡 اب آپ تقیہ سے ہٹ کر اقسام تقیہ پر آ گئے ہیں، پہلے منافقت پر منہ کی کھائی پھر جھوٹ پر اب اقسام پر آ گئے۔ جب آپ کے ہاں تقیہ پر اختلاف کوئی مسئلہ نہیں رکھتا تو تشیع میں علماء اس کی اقسام پر اختلاف کریں تو کونسی بڑی ہے۔ تقیہ مدارات کو بھی تقیہ میں شامل کیا گیا ہے بعض نے، بعض نے نہیں کیا، معاشرے میں ایک دوسرے سے مل کر رہنا یہ خود ایک مستحب عمل ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، باقی یہ تقیہ کی اقسام میں ہے کہ نہیں اس پر اختلاف ہے۔
اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہر حالت میں کفار سے دوستی نہ کرنا مومنین پر لازم ہے؛ لیکن کفار کی طرف سے اگر ضرر کا خوف تو ایسی صورت میں جب تک خوف باقی ہو اس وقت تک تقیہ کی حالت میں باقی رہ سکتا ہے۔

کیونکہ شرعی قانون یہ ہے؛ نقصان اور ضرر کو اپنے سے دور کرنا مصلحت کو حاصل کرنے پر مقدم ہے اور جب ضرر اور نقصان کو اپنے سے دور کرنے کے لئے دشمن سے دوستی جائز ہے تو کفار کے ساتھ دوستی کے ذریعے مسلمانوں کی منفعت کو حاصل کرنا بھی یقیناً ضروری ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

لہذا اسلامی ممالک غیر اسلامی ممالک سے مسلمانوں کے فائدے کی خاطر تعلق پیدا کر سکتے ہیں اور اور ایک دوسرے سے معاھدے کر سکتے ہیں۔ اب یہ فائدہ ممکن ہے نفع حاصل کرنے کی صورت میں ہو یا ضرر کو اپنے سے دور کرنے کی صورت میں۔

لیکن اگر غیر اسلامی ممالک سے تعلق قائم کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کا نقصان ہو تو اسلامی ممالک کو غیر اسلامی ممالک سے رابطہ قائم کا حق نہیں ہے اور کفار کے ساتھ اس قسم کی دوستی مسلمانوں کے کمزور ہونے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اگر اس سے مسلمانوں کے مفاد وابستہ ہو تو دوستی جائز ہے۔ (تفسیر المراغی)

نوٹ: نفع حاصل کرنے کی صورت کوئی اشد ضرورت نہیں نا بہت بڑی مجبوری ہو، یہاں پر مدارات کر سکتا ہے اور اس کو تقیہ کی بحث میں ذکر کیا گیا ہے یعنی تقیہ مداراتی۔

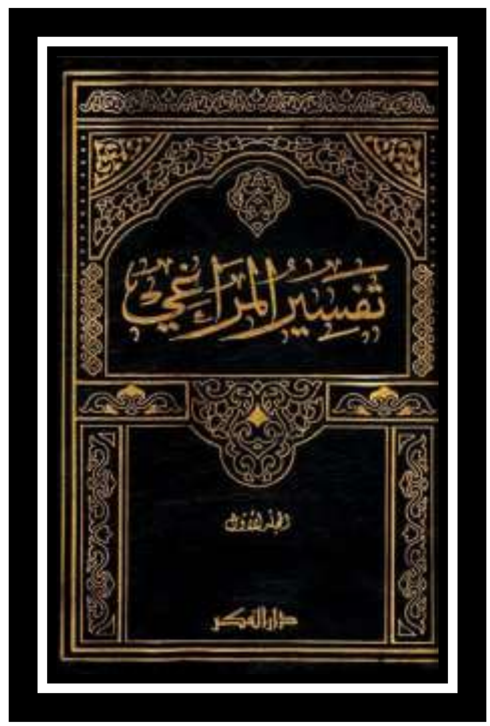

تفسیر النمیری للزحیلی

https://al-maktaba.org/book/22915/961#p1

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

4- مداراة الناس بإظهار المحبة والولاء والموافقة: إن كانت فيما لا يؤدي إلى ضرر الغير، كما أنها لا تخالف أصول الدين، فهي جائزة. وإن كانت تؤدي إلى ضرر الغير كالقتل والسرقة وشهادة الزور، فلا تجوز. قال الحسن البصري: التقية جائزة للإنسان إلى يوم القيامة، ولا تقية في القتل.

5- ينبغي دوام الحذر من عقاب الله وغضبه، حتى يكون الإنسان على طهر من المعاصي، ويحرص على

تفسیر المنیری للزحیلی:

لوگوں سے مدارات کرنا ان سے اظہار محبت کرنا دوستی کرنا اور موافقت کرنا: اگر اس سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچے، اور دین کے اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو، تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو جیسے قتل، چوری وغیرہ
حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: تقیہ قیامت تک جائز ہے اور قتل میں کوئی تقیہ نہیں ہے۔

یہاں بھی تقیہ کی بحث میں مدارات کا ذکر کیا گیا ہے گویا خود اہلسنت کے یہاں بھی تقیہ مداراتی, تقیہ کی ایک قسم ہے۔

آئندہ اسکین کسی دوسری پوائنٹ پر نا پھینکنا جب تک تقیہ کو جھوٹ منافقت اور ثابت نہ کرنا ورنہ تمہیں اٹھا کر گروپ سے باہر پھینک دونگا دو وقت میں اتنا لمبا جواب لکھا ہے اتنا وقت نہیں ہے۔

گفتگو کم کریں اور نقطہ بحث کو پھیلائیں نہیں ورنہ طریقہ بدل دونگا گفتگو کا۔ آپ کی طرح میں نے تنخواہ پر کسی کو نہیں رکھا ہے جو جواب لکھ کر دے اور میں یہاں پیسٹ کر دوں۔

اسکے بعد آپ نے کہا نبی ص کو انکو حکم نہیں دیا کہ دوبارہ ایسا ہی کرنا بلکہ رخصت دی، جبکہ آپ کے کہنے پر میں نے اسکین لگا دیا ہے نبی ص نے (فعد) کہا، اگر وہ دوبارہ ایسا کریں تو یہی کرنا۔

آپ زبردستی جہالت پر ڈٹے ہوئے ہیں (عد) فعل امر۔

اور فعل امر اگر نبی ص سے صادر ہو تو اسکی آپکی فقہ میں کیا حیثیت ہے 3 دن سے سوال پوچھ رہا ہیں۔

ابن كثير — ابن كثير (٧٧٤ هـ)

أنزل الله هذه الآية، وهكذا قال الشعبي، وأبو مالك

قال ابن جرير: حدثنا ابن عبد الأعلى، حدثنا محمد عن معمر، عن عبد الكريم الجزري، عن أبي عبيدة محمد بن عمار بن ياسر قال: أخذ المشركون عمار بن ياسر فعذبوه حتى قاربهم في بعض ما أرادوا، فشكا ذلك إلى النبي ﷺ، فقال النبي ﷺ: "كيف تجد قلبك؟" قال: مطمئنا بالإيمان قال النبي ﷺ: "إن عادوا فعد".

ورواه البيهقي بأبسط من ذلك، وفيه أنه سب النبي ﷺ وذكر آلهتهم بخير، وأنه قال: يا رسول الله، ما تركت حتى سببتك وذكرت آلهتهم بخير! قال: "كيف تجد قلبك؟" قال: مطمئنا بالإيمان. فقال: "إن عادوا فعد". وفي ذلك أنزل الله: ﴿إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان﴾.

ولهذا اتفق العلماء على أنه يجوز أن يوالي المكره على الكفر إبقاء لمهجته، ويجوز له أن يستقتل، كما كان بلال

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

https://alankaa.com/conjugator/%D8%B9%D8%A7%D9%88%D8%AF%D9%87

ابھی اسے تقیہ کو جھوٹ اور منافقت ثابت کرنا تھا جو ابھی تک کر نہیں پایا۔

سُبُلُ السَّلَامِ شرح بُلُوغِ المَرَامِ
للحافظ ابن حجر العسقلاني المتوفى سنة (٨٥٢هـ) رحمه الله
تصنيف الإمام العلامة محمد بن إسماعيل الصنعاني المتوفى سنة (١١٨٢هـ) رحمه الله
تعليق العلامة المحدث الشيخ محمد ناصر الدين الألباني المتوفى سنة (١٤٢٠هـ) رحمه الله
الجزء الأول
مكتبة المعارف للنشر والتوزيع لصاحبها سعد بن عبدالرحمن الراشد الرياض
الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦م

٢ ـ كتاب الصلاة　　٧ ـ باب صفة الصلاة　　٢٩٩ ـ حديث أبي مسعود

بعضها ، وندب بعضها ؛ فلا دليل له على ذلك .

وأما استدلال المهدي في «البحر» على أن الصلاة على الآل سنة بالقياس على الأذان ، فإنهم لم يذكروا معه ﷺ فيه ؛ فكلام باطل ؛ فإنه كما قيل : لا قياس مع النص ، لأنه لا يذكر الآل في تشهد الأذان لا ندباً ، ولا وجوباً ، ولأنه ليس في الأذان دعاء له ﷺ ؛ بل شهادة بأنه رسول الله ، والآل لم يأت تعبد بالشهادة بأنهم آله .

ومن هنا تعلم أن حذف لفظ الآل من الصلاة ، كما يقع في كتب الحديث ، ليس على ما ينبغي ، وكنت سئلت عنه قديماً ، فأجبت أنه قد صح عند أهل الحديث ـ بلا ريب ـ كيفية الصلاة على النبي ﷺ ، وهم رواتها ، وكأنهم حذفوها خطأ ؛ تقية ؛ لما كان في الدولة الأموية من يكره ذكرهم ، ثم استمر عليه عمل الناس متابعة من الآخر للأول ؛ فلا وجه له ! وبسطت هذا الجواب في «حواشي شرح العمدة» بسطاً شافياً .

وأما من هم الآل ، ففي ذلك أقوال : الأصح : أنهم من حرمت عليهم الزكاة ؛ فإنه بذلك فسرهم زيد بن أرقم ، والصحابي أعرف بمراده ﷺ ، فتفسيره قرينة على تعيين المراد من اللفظ المشترك ، وقد فسرهم : بآل علي ، وآل جعفر ، وآل عقيل ، وآل العباس .

فإن قيل : يحتمل أن يراد بقوله : إذا نحن صلينا عليك في صلاتنا ، أي : إذا نحن دعونا لك في دعائنا ؛ فلا يدل على إيجاب الصلاة عليه في الصلاة ، قلت : الجواب من وجهين :

٥٥٤

اگر تقیہ جھوٹ منافقت اور سور کا گوشت کھانا ہے تو سارے علماء اہلسنت اور اہلسنت کی اکثریت بنی امیہ کے دور سے آج تک جھوٹی منافق اور سور کا گوشت کھانے والی ہے۔ بنی امیہ کے خوف سے ،لماء اور عوام اہلسنت نے درود سے لفظ آل کو ہٹا دیا کیونکہ بنی امیہ اس لفظ سے کراہیت کرتے تھے۔ یہاں ہم یہ جان گئے ہیں کہ درود سے لفظ آل کو حذف کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے اہلسنت میں ویسا رائج نہیں اور یہ سوال ہم سے پوچھا جا چکا ہے جسکا جواب یہ ہے صحیح طریقہ درود کا وہی ہے جو حدیث میں وارد ہوا ہے اسکو تقیتاََ حذف کیا گیا ہے بنی امیہ کے خوف سے کیونکہ وہ آل محمد کے ذکر سے کراہیت کرتے تھے پھر اسکے بعد ایک دوسرے کی اتباع کرنے لگا اور یہ درود رائج ہو گیا جو کہ بنا آل کے تھے۔

بنی امیہ کے خوف سے علماء اہلسنت تعلیم رسول ص کو ترک کر دیا۔

علماء اہلسنت سے بہتر تو یہ ممتاز قریشی ہے جو حق پر جان دینے والا ہے, مگر افسوس انکے علماء نے رسول ص کی دی ہوئی تعلیمات نبی امیہ کے خوف سے ترک کر دی۔ جب انکے رہبر رسول ص (جو سراپا حق ہیں) کو جنگ میں چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے تو انکے علماء حق بات پر ڈٹ کر کیا جان دینگے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

اس زمانہ میں اضطرار تھا ان لوگوں نے تقیہ کیا مگر بنی امیہ کے مر مرا جانے کے بعد اور آج تک کس کا خوف ہے اہلسنت کو جو ہر نماز میں اور تحریر میں جھوٹ نفاق کیا جارہا اور سور کا گوشت مزے لے لے کر اہلسنت کھا رہے ہیں۔
بخاری کے نسخہ میں آج بھی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے

جعفر صادق: کونسے دو تقیہ اہلسنت کے ہاں ہیں؟

تقیہ پر اہل سنت کا عقیدہ جمہور کی رائے کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔ پہلے آپ نے مطالبہ کیا تھا کہ اسے ثابت کیا جائے تو من و عن وہی الفاظ اور موقف اہل سنت کتب سے دکھادیا ہے۔ میں تو آپ کو یہ بھی دکھا سکتا ہوں کہ کچھ علمائے اہل سنت کے نزدیک قرآن میں مجبور کو دی گئی اس قسم کی رخصت شروع اسلام تک تھی اور جب اسلام دنیا کے مذاہب میں ابھر کر سامنے آیا اور طاقت و حکومت نصیب ہوئی تو اب وہ رخصت بھی جائز نہیں ہے۔ اس طرح کچھ علماء کے نزدیک تقیہ صرف زبان سے نہیں بلکہ عمل سے کر کے بھی جان بچائی جاسکتی ہے اس کی بھی رخصت ہے۔ اس قسم کے اختلافات دین کے کئی مسائل میں ہر مسلک کے علماء کرام میں ہوتے ہیں۔ اہل تشیع کے ہاں تو خود ائمہ معصومین کے فرمان بھی ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ یہ اختلافات اپنی جگہ لیکن جو سُنی و شیعہ کے ہاں بنیادی اختلافات ہیں انہیں در گذر نہیں کیا جاسکتا، قرآن و سنت میں دی گئی رخصت کو اہل تشیع نے دین و ایمان بنالیا ہے، جو تقیہ شیعہ کے ہاں رائج ہے، وہ دین و ایمان کا حصہ ہے اور تقیہ ترک کرنا نماز کو ترک کرنے کے برابر ہے! تقیہ نیکی ہے اور نہ کرنا برائی ہے۔ تقیہ ہر ضرورت میں جائز ہے اور محبوب عبادت ہے وغیرہ وغیرہ

اہل تشیع کے ہاں تقیہ کی کتنی اقسام ہیں، مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم یہاں سُنی و شیعہ کے مابین بنیادی اختلافات پر گفتگو کر رہے ہیں۔ اوپر بار بار سات اہم نکات لکھنے کا یہی مقصد ہے۔ آپ ان کا اقرار یا انکار کرنے سے کتراتے رہیں، میں اپنے ہر ٹرن میں ان نکات پر دلائل دینا شروع کر چکا ہوں۔ اپنے لہجے کی گرمی اور مغرورانہ انداز اپنے پاس رکھیں کسی مجلس میں کام آئیں گے۔

آج میں شیعہ عالم سید خوئی سے ثابت کرتا ہوں کہ تقیہ صریح جھوٹ ہے اور تقیہ کرتے وقت جھوٹ بولنا جائز ہے۔

قال الخوئي : " وإذا عرفت ذلك فقد اتضح لك الحال في الأقوال الصادرة عن الأئمة (عليهم السلام) في مقام التقية ، فإنا لو حملناها على الكذب السائغ لحفظ أنفسهم وأصحابهم لم يكن بذلك بأس ، مع أنه يمكن حملها على التورية أيضا كما سيأتي " اهـ .[3]

فقد جعل الخوئي التقية تساوي الكذب المباح.

http://shiaonlinelibrary.com/الكتب/533_مصباح-الفقاهة-السيد-الخوئي-ج-١/الصفحة_0?pageno=632#top

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

وعلى ذلك فمن أنكره كان منكرا لإحدى ضروريات الدين ولحقه حكم منكر الضروري من الكفر، ووجوب القتل وبينونة الزوجة وقسمة الأموال.

وإذا عرفت ذلك فقد اتضح لك الحال في الأقوال الصادرة عن الأئمة (عليهم السلام) في مقام التقية، فإنا لو حملناها على الكذب السائغ لحفظ أنفسهم وأصحابهم لم يكن بذلك بأس، مع أنه يمكن حملها على التورية أيضا كما سيأتي.

وبذلك يتجلى لك افتضاح الناصبي المتعصب أمام المشككين حيث لهج بما لم يلهج به البشر، وقال في خاتمة محصل الأفكار حاكيا عن الزنديق سليمان بن جرير: إن أئمة الرافضة وضعوا القول بالتقية لئلا يظفر معها أحد عليهم، فإنهم كلما أرادوا شيئا تكلموا به، فإذا قيل لهم: هذا خطأ أو ظهر لهم بطلانه قالوا: إنما قلناه تقية.

على أن التفوه بذلك افتراء على الأئمة الطاهرين الذين أذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا، قال الله تعالى: إنما يفتري الكذب الذين لا يؤمنون بآيات الله وأولئك هم الكاذبون (١).

قوله: الأقوال الصادرة عن أئمتنا في مقام التقية.

أقول: حاصل مراده أن ما صدر عن الأئمة (عليهم السلام) تقية في بيان الأحكام وإن جاز حمله على الكذب الجائز حفظا لأنفسهم وأصحابهم عن الهلاك، ولكن المناسب لكلامهم والأليق بشأنهم حمله على إرادة خلاف ظاهره من دون نصب قرينة على المراد الجدي، كأن يراد من

---

١ - النحل: ١٠٧.

(٦٣٢)

الكتاب: مصباح الفقاهة
المؤلف: السيد الخوئي
الجزء: ١
الوفاة: ١٤١١
المجموعة: فقه الشيعة من القرن الثامن
تحقيق:
الطبعة: الأولى المحققة
سنة الطبع:
المطبعة: العلمية - قم
الناشر: مكتبة الداوري - قم
ردمك: ٩٦٤-٩٠٩٠-٠١
ملاحظات: تقرير أبحاث سماحة آية الله العظمى السيد أبو القاسم الموسوي الخوئي (وفاة ١٤١١)

شیعہ عالم سید الخوئیؒ کے نزدیک تقیہ ایک جائز جھوٹ ہے۔
مصباح الفقاهة۔ السید الخوئیؒ۔ ج 1۔ الصفحہ 632

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

اوپر امام ابن تیمیہ سے تقیہ کا منافقت ہونا دکھا چکا ہوں آج شیعہ کتاب سے بھی تقیہ کو منافقت ثابت کرتا ہوں۔

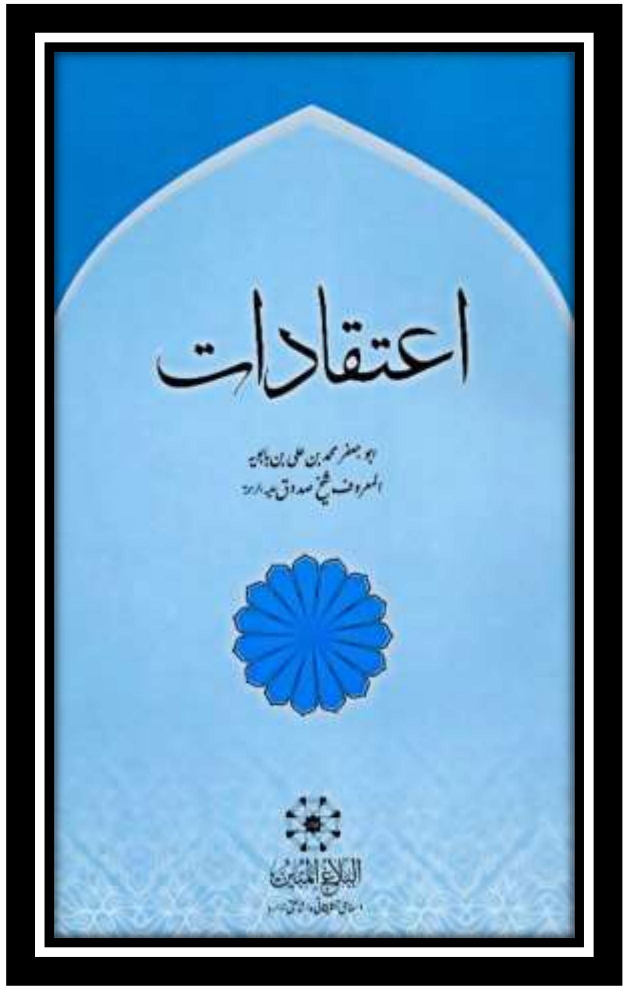

کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تو یقیناً تمہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہاری جلاوطنی پر ایک دوسرے کی مدد کی ہے کہ ان سے دوستی کریں اور جو ان لوگوں سے دوستی کریں گے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

انی لاسمع الرجل فی المسجد و هو یشتمنی فاستتر منه بالساریة کی لا یرانی۔

میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں کہ ایک شخص مجھے گالیاں دے رہا ہوتا ہے مگر میں اس خیال سے کہ وہ مجھے دیکھ نہ لے، ستون کے پیچھے چھپ جاتا ہوں۔

نیز آپؑ فرماتے ہیں:

خالطوا الناس بالبرانیة و خالفوهم بالجوانیة، ما دامت الامرة صبیانیة۔

جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے مخالفین سے ظاہر میں رواداری کرو اور ان سے میل ملاپ رکھو، مگر اندرونی طور پر ان کے مخالف رہو۔

فرمایا:

ان الریاء مع المومن شرک و مع المنافق فی داره عبادة۔

مومن سے ریاکاری کرنا شرک کے مترادف اور منافق سے اس کے گھر میں ریاکاری کرنا بمنزلہ عبادت ہے۔

نیز فرمایا:

من صلی معه فی الصف الاول فکانما صلی مع رسول الله صلی الله علیه و آله فی الصف الاول۔

جو شخص مخالفین کے ساتھ ان کی پہلی صف میں نماز پڑھے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے جناب رسول خداؐ کے ساتھ صف اول میں نماز

۱۱۳

اخلاص اور ریا

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطوں کا پایا جانا بے حد ضروری ہے۔

1: وہ عمل خالص اللہ کی ذات کے لئے کیا گیا ہو۔

2: وہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو۔

اللہ رب العزت نے ان دونوں شرطوں کو مختلف آیات میں بیان فرمایا ہے، تاہم درج ذیل آیت کریمہ میں دونوں شرطیں یکجا بیان فرمائی ہیں، ارشاد ہے:

فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاء رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا -(سورہ الکھف:110)

"پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اسے چاہیے کہ وہ اچھے اعمال کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ ٹھرائے۔"

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

اخلاص کا مطلب ہے کوئی کام خالص للہ کیلیئے کرنا جبکہ ریاکاری کا مطلب ہے للہ کو چھوڑ کر دوسروں کو دکھانے کے لئے کوئی کام کیا جائے تاکہ وہ تعریف کریں، عزت افزائی کریں یا ان سے کوئی اور دنیاوی فائدہ حاصل ہو۔

اس قبیح عادت کے لئے "ریاء" (دکھلاوے) کی تعبیر قرآن پاک میں جابجا استعمال ہوئی ہے۔

تقیہ منافقت ظاہری دوستی لیکن اندرونی مخالفت۔

تقیہ ایک ریاکاری ریاکاری (دکھلاوہ) یعنی ایساکام جو دل سے نہ کیا جائے اور اس سے کوئی فائیدہ حاصل ہو۔

شیخ صدوق نے امام جعفر صادق سے تقیہ کے متعلق واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ

▼ جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے مخالفین (اہل سنت) سے ظاہر میں رواداری کرو اور ان سے میل میلاپ رکھو مگر اندرونی طور پر ان کے مخالف رہو۔ یعنی منافقت

▼ منافق (شیعہ کے نزدیک اہل سنت) سے اس کے گھر میں ریاکاری کرنا بمنزلہ عبادت ہے۔ ریاکاری (دکھلاوہ) یعنی ایساکام جس سے کوئی فائیدہ ہو اور جو دل سے نہ کیا جائے۔ یعنی جھوٹ بول کر دھوکہ دینا۔

یہ پوراجواب میرے مؤقف کی تائید کر رہا ہے۔ تقیہ مجبور و بے بس کو دی گئی رخصت ہی ہے۔ آپ خود بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ جب تک خوف ہو یعنی بغیر مجبوری تقیہ کرنا حرام ہے۔ یہ مجبوری بھی ذاتی نوعیت کی ہونی چاہئے جہاں مفاد عامہ کا معاملہ ہو اور اکثریت متاثر ہونے کا اندیشہ ہو وہاں تقیہ ہر گز جائز نہیں ہوتا۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

پورا اسکین میرے بیان کئے گئے مؤقف اور دعوی کی تائید میں ہے۔ میں نے نمبر ڈال دئے ہیں۔ وضاحت یہاں کر رہا ہوں۔

تفسير المراغي (الجزء الثالث) ـ سورة آل عمران ٢٨ ـ ٣٠ ٣٢٩

يضر مصلحة الدين فليس من ولاية الله في شيء، أي فليس يمطيع له ولا ناصر لدينه، وصلة الإيمان بينه وبين ربه تكون منقطعة، ويكون من الكافرين كما جاء في الآية الأخرى: ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ [المائدة: ٥١].

﴿إلا أن تتقوا منهم تقاة﴾ أي إن ترك موالاة المؤمنين للكافرين حتم لازم في كل حال إلا في حال الخوف من شيء تتقونه منهم، فلكم حينئذ أن تتقوهم بقدر ما يتقي ذلك الشيء، إذ القاعدة الشرعية «أن درء المفاسد مقدم على جلب المصالح».

وإذا جازت موالاتهم لاتقاء الضرر فأولى أن تجوز لمنفعة المسلمين، وإذاً فلا مانع من أن تحالف دولة إسلامية دولة غير مسلمة لفائدة تعود إلى الأولى إما بدفع ضرر أو جلب منفعة، وليس لها أن توليها في شيء يضر بالمسلمين، ولا تختص هذه الموالاة بحال الضعف، بل هي جائزة في كل وقت.

وقد استنبط العلماء من هذه الآية جواز التقية بأن يقول الإنسان أو يفعل ما يخالف الحق لأجل توقي ضرر من الأعداء يعود إلى النفس أو العرض أو المال. 1

فمن نطق بكلمة الكفر مكرها وقاية لنفسه من الهلاك، وقلبه مطمئن بالإيمان لا يكون كافراً بل يعذر كما فعل عمار بن ياسر حين أكرهته قريش على الكفر فوافقها مكرهاً وقلبه مليء بالإيمان وفيه نزلت الآية: ﴿مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النحل: ١٠٦]. 2

وكما عذر الصحابي الذي قال له مسيلمة: أتشهد أني رسول الله؟ قال: نعم فتركه وقتل رفيقه الذي سأله هذا السؤال فقال: إني أصم (ثلاثا) فقدمه وقتله، فبلغ ذلك رسول الله ﷺ فقال: «أما هذا المقتول فمضى على يقينه وصدقه فهنيئاً له، وأما الآخر فقبل رخصة الله فلا تبعة عليه». 3

وهي من الرخص لأجل الضرورات العارضة، لا من أصول الدين المتبعة دائماً، ومن ثم وجب على المسلم الهجرة من المكان الذي يخاف فيه من إظهار دينه ويضطر فيه إلى التقية، ومن كمال الإيمان ألا يخاف في الله لومة لائم كما قال تعالى: ﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران: ١٧٥] وقال: ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ﴾ [المائدة: ٤٤]. 4

وكان النبي ﷺ وأصحابه يتحملون الأذى في سبيل دعوة الدين ويصبرون عليه. 5

ويدخل في التقية مداراة الكفرة والظلمة والفسقة وإلانة الكلام لهم والتبسم في وجوههم وبذل المال لهم لكف أذاهم وصيانة العرض منهم، ولا يعد هذا من الموالاة المنهي عنها بل هو مشروع، فقد أخرج الطبراني قوله ﷺ: «ما وقى به المؤمن عرضه فهو صدقة» وعن عائشة قالت: استأذن رجل على رسول الله ﷺ وأنا عنده فقال رسول الله ﷺ: «بئس ابن العشيرة أو أخو العشيرة» ثم أذن له فألان له القول، فلما خرج قلت: يا رسول الله قلت ما قلت ثم ألنت له القول، فقال: «يا عائشة، إن من شر الناس من يتركه الناس اتقاء فحشه» رواه البخاري.

وروى قوله ﷺ: «إنا لنكشر (نبتسم) في وجوه قوم وإن قلوبنا لتلعنهم» (تبغضهم).

﴿ويحذركم الله نفسه﴾ أي عقاب نفسه، وفائدة ذكر ﴿نفسه﴾ الإيماء إلى أن الوعيد صادر منه تعالى وهو القادر على إنفاذه ولا يعجزه شيء عنه.

1: علمائے کرام کے نزدیک اپنی جان کے خوف سے حق کے خلاف کہنا یا کرنا جائز ہے۔
2: حضرت عمار بن یاسر کا واقعہ اور تقیہ کی رخصت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔
3: مسیلمہ کذاب نے ایک صحابی کو تقیہ نہ کرنے پر شہید کر دیا اور دوسرے کو تقیہ کرنے پر چھوڑ دیا۔ نبی کریم نے تقیہ نہ کرنے والے کو مبارک باد دی اور تقیہ کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ اس نے رخصت پر عمل کیا ہے۔
4: جہاں دین ظاہر کرنا مشکل ہو وہاں سے ھجرت کرنا چاہئے، کیونکہ تقیہ ایک عارضی رخصت ہے۔ اصل ایمان ہی یہی ہے کہ دین اسلام پر کھل کر عمل کیا جائے۔
5: نبی کریم کے صحابہ کرام کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ دعوت دین پر نقصانات اٹھاتے تھے اور صبر کرتے تھے۔

غیر ضروری جواب۔ حسن سلوک کرنا تو دین کی اصل تعلیمات ہیں، جبکہ اس سے دین کے اصولوں کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا۔ حضرت حسن بصری اور کئی علمائے اہل سنت تقیہ (مجبور کو دی گئی رخصت) کو تا قیامت جائز سمجھتے ہیں۔ اس جواب سے بھی کوئی اختلاف نہیں ہے مختلف علماء کی الگ الگ آراء ہیں۔

الاقتصاد فی الاعتقاد
SATURDAY
تفسير المنيري للزحيلي
https://al-maktaba.org/book/22915/961#p1

تفسیر المنیری للزحیلی :
لوگوں سے مدارات کرنا ان سے اظہار محبت کرنا دوستی کرنا اور موافقت کرنا : اگر اس سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچے اور دین کے اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو جیسے قتل، چوری وغیرہ
۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: تقیہ قیامت تک جائز ہے اور قتل میں کوئی تقیہ نہیں ہے۔

یہاں بھی تقیہ کی بحث میں مدارات کا ذکر کیا گیا ہے، گویا خود اہلسنت کے یہاں بھی تقیہ مداراتی، تقیہ کی ایک قسم ہے

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

☜ جن نکات پر سُنی وشیعہ کے ہاں اختلاف ہے اس پر جواب کیوں نہیں دیا جارہا؟

اعتراض: تقیہ کو جھوٹ ثابت کرو۔

الحمدللہ یہ رونا بھی ختم کر دیا ہے۔ میں اوپر تقیہ کو سُنی وشیعہ کتب سے جھوٹ اور منافقت ثابت کر چکا ہوں۔ کوشش کریں کہ علمی انداز سے رد کریں بصورت دیگر مجھے گروپ سے اٹھا کر باہر پھینک کر اعلان فرمادیں کہ حق ثابت ہو گیا۔ جب گفتگو کرنا نہیں آتی اور مخالفت برداشت بھی نہیں ہوتی تو گروپ بناتے کیوں ہو؟ الحمدللہ یہ رونا بھی ختم کر دیا ہے۔ میں اوپر تقیہ کو سُنی وشیعہ کتب سے جھوٹ اور منافقت ثابت کر چکا ہوں۔ کوشش کریں کہ علمی انداز سے رد کریں بصورت دیگر مجھے گروپ سے اٹھا کر باہر پھینک کر اعلان فرمادیں کہ حق ثابت ہو گیا۔ جب گفتگو کرنا نہیں آتی اور مخالفت برداشت بھی نہیں ہوتی تو آپ لوگ گروپ بناتے کیوں ہو؟

رہی بات لمبے جوابات کی تو اللہ کے بندے اعتراضات ہمیشہ مختصر ہوتے ہیں، ان کے جوابات ان سے لمبے ہی ہوں گے۔ نکتہ بہ نکتہ گفتگو کی جاتی تو اس طرح نہ ہوتا۔

اور عزت مآب علی ناصر صاحب۔۔ نبی کا پورا جملہ لکھ کر ترجمہ کریں۔ پہلے بھی یہی عرض کر چکا ہوں۔

قال النبي : "إن عادوا فعد" (ان ☜ اگر، اگر، اگر)

کیا نبی نے صرف فعد کہہ کہ حکم دیا تھا؟

اسی ابن کثیر کے ترجمہ سے ترجمہ دکھا دیتا ہوں۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

آپ جو فرمائش کریں گے میں پوری کرتا جاؤں گا۔ ان شاء اللہ۔

اس جواب میں غیر متعلقہ باتوں کو حذف کرتا ہوں۔

☜ تقیہ نہ صرف صریح جھوٹ اور منافقت ہے بلکہ میں آپ کو شیعہ کتب سے بھی دکھاتا ہوں کہ شیعہ علماء نے تقیہ کو مردار، سور، خنزیر کی طرح ہی کی ایک رخصت قرار دیا ہے۔

☟ ☟ ☟ ☟ ☟

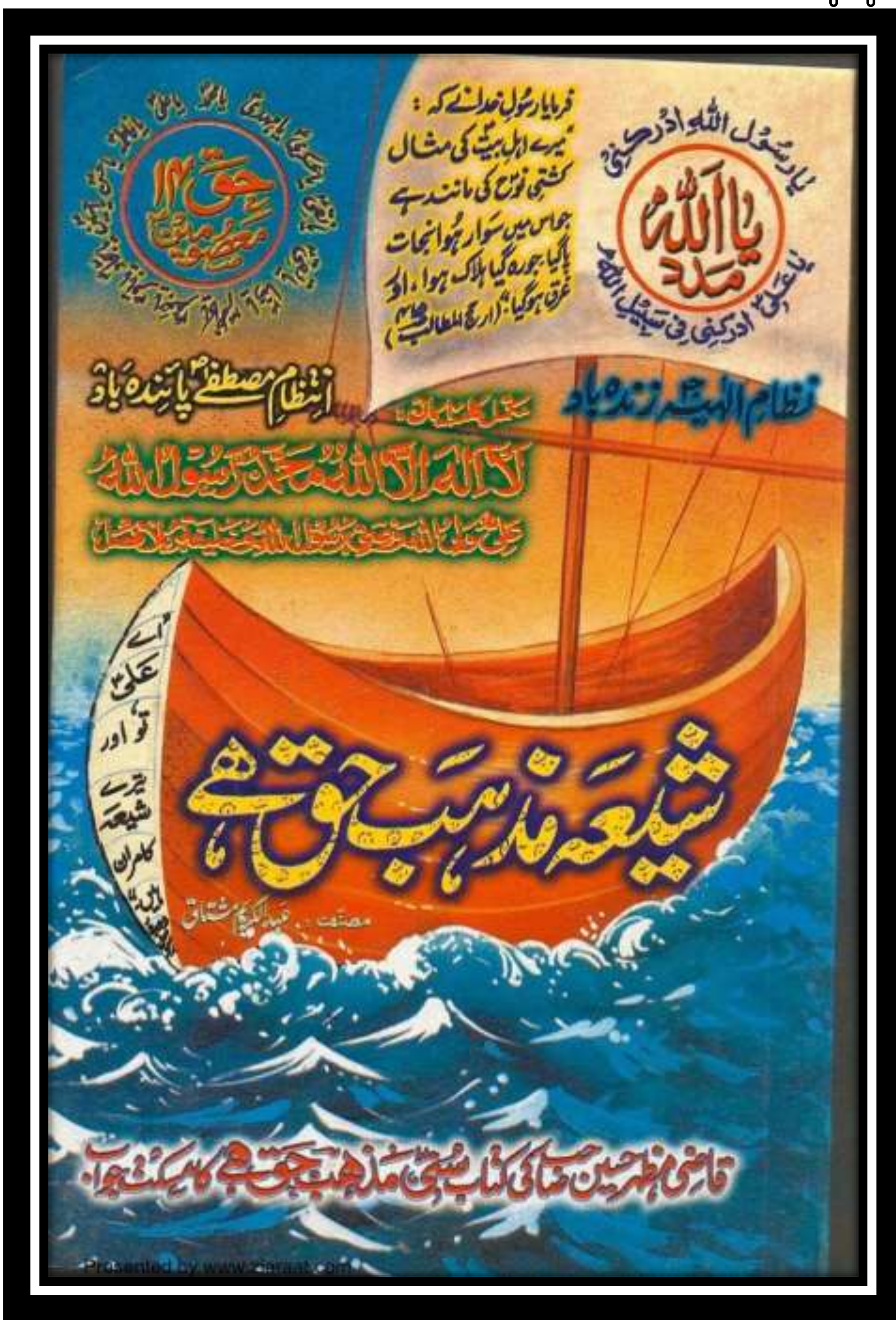

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی اس کے پاس کوئی کرامت ہے کہ جس کے کرشمہ سے لوگوں کو اپنی حق بات منوا سکے تو اس مقام پر اس کا مسلمان ہونا اگر اس کے لئے جانی خطرہ یا مضرت رساں ہے تو اپنے حالات میں اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کر کے اپنی جان بچا کر بچ نکلتا ہے تو کوئی عقلمند اس کی یہ حرکت مذموم نہ سمجھے گا بلکہ اگر وہ ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے تو اسے غلطی و بے وقوف سمجھا جائے گا کیونکہ اس کی زندگی کے بچ جانے سے ملت کو فائدہ تھا، وہ ممکن ہے کئی افراد کو اپنے علم و ہنر سے فیض یاب کرتا جبکہ موت سے بچنے کی تدبیر نہ کرنے سے قوم کو نقصان ہوتا۔ بے شک اگر اس کی موت برموقع واقع ہوتی تو موثر ہوتی۔ مثلاً میدان جنگ۔ یا مذہب کا انحصار قربانی پر منحصر ہے تو اس کی موت شہادت ہے۔

خداوند کریم نے مسلمان کی جان کو بہت قیمتی شے قرار دیا ہے اس نے اس جان کی حفاظت کے لئے سور تک کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے جبکہ فاقہ سے اس کی جان معرض ہلاکت میں ہو اور خنزیر کے گوشت کے سوا کوئی غذا جان بچانے کے لئے میسر نہ ہو۔ جیسا کہ قرآن میں ہے کہ اتنا کھالو جس سے تمہاری جان بچ جائے۔ معلوم ہوا کہ حفاظت جان کے لئے حرام کھانا اور شراب پینا بزدر قرآن روا ہے۔ تو پھر مذہب کو چھپا لینا کیونکر حرام ہو سکتا ہے۔

انبیاء کا تقیہ

اسلام دین فطرت ہے اور سائنس اس کی فطرت کے تابع ہے اس کے تمام احکامات مبنی بر دانش و مصلحت ہیں۔ جان انسانی کا اللہ تعالیٰ نے اس طرح خیال

علی ناصر (شیعہ مناظر): برداشت میں اور پورا گروپ کر رہا ہے آپکو۔، اسکے آگے نئے اسکین نا بھیجئے گا۔ ابھی جتنے حوالے ہیں آپ کے بہت مختصر اس پر گفتگو کرتے ہیں قارئین کو پڑھنے میں دشواری نہ ہو۔

(قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ) قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

آل عمران Aal-Imran (31)

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

(قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ)قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

آل عمران Aal-Imran (32)

کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

(قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ)قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

آل عمران Aal-Imran (32)

کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

کوئی آپ جیسا ہی ہے جس نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے واضح کر دیا ہے کہ (عد) فعل امر ہے اسی کے وزن پر ہے قل۔ ۔
ممتاز قریشی صاحب آپ سب کو سمجھائیں گے کیگے کہ (قل) کا ترجمہ "کہو" ہے لیکن (عد) کا ترجمہ "دوبارہ کرو" نہیں بلکہ "دوبارہ" کر لینا کیوں ہے۔

جعفر صادق: اب آپ بند گلی میں پہنچ چکے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ گفتگو شروع سے آج تک آپ کی مرضی کے مطابق ہی چل رہی ہے، اپنا عقیدہ آپ لکھ نہیں سکے، جواب دعوی پیش کرنے کی ہمت نہ ہوئی، اوپر سے ذاتی حملے، غصہ، موضوع سے ہٹ کر دوسرے اعتراضات کی طرف گفتگو موڑنے کی کوششیں سب کچھ تو آپ نے کر لیا۔ پھر بھی کہہ رہے ہیں مجھے برداشت کیا جارہا ہے!! کوئی خوف خدا نہیں ہے۔
شرائط آپ نے توڑیں، اعتراض کے اوپر اعتراض آپ نے کئے ہیں، میرے جوابات میں پوچھے گئے سوالات اور مختلف اہم نکات کے جوابات آپ نے نہیں دئے اور اوپر سے شکایات بھی مجھ سے !
کل ہی کی بات ہے آپ نے کہا تقیہ کو جھوٹ اور منافقت ثابت کرو، میں نے دلائل دئے تو آپ نے ان پر مزید گفتگو کئے بغیر دوسرا اعتراض شروع کر دیا۔ اگر تقیہ جھوٹ نہیں ہے تو آپ دلیل دیکر ثابت کیوں نہیں کرتے کہ تقیہ باز سچ بولتا ہے۔ کوئی جاہل بیوقوف ہی ہوگا جو ایسا سمجھے گا کہ بندہ تقیہ بھی کرے اور سچ بھی بولے لیکن آپ ؟۔۔ شاید حق تسلیم کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ بیشک ھدایت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔
اب آپ کیا چاہتے ہیں، میں کس طرح گفتگو کروں!؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

مجھ سے گفتگو کرتے وقت دلشاد صاحب کی بھی ایسی حالت ہو چکی ہے اب اس فہرست میں آپ بھی شامل ہو چکے ہیں۔ اس سے پہلے وحید کاظمی اور گل حسن نجفی تو پیچ گفتگو میں ہی حیلے بہانوں سے گفتگو ختم کر چکے ہیں۔ اگر گفتگو جاری رکھنا آپ کے لئے ممکن نہیں ہے تو بتادیں، کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ مجھے صرف چند دلائل دینے ہیں اور خاص کے لئے تقیہ جائز نہ ہونا ثابت کرنا ہے۔

آپ نے تو اب مجھے دلائل دینے سے بھی روک دیا ہے۔ ایڈمنز کو بھی سانپ سونگھ گیا ہے۔ بحر حال قارئین تک تقیہ کے متعلق کئی حقائق پہنچ چکے ہیں۔ آپ نے میرے دلائل کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور یہ آپ کے بس کی بات بھی نہیں ہے، الحمد للہ جو کہا ہے وہ اہل سنت و اہل تشیع کتب سے ثابت بھی کیا ہے۔

آپ میرے جوابات اور پوچھے گئے نکات پر غور کیوں نہیں کرتے؟ میں نے مکمل فرمان نبی لکھ کر عرض کیا تھا کہ اس جملے کا ترجمہ کر دیں تو اسے اہمیت کیوں نہیں دی، قارئین کو بتادوں کہ ان تمام الفاظ کے ترجمہ کرنے سے علی ناصر صاحب کا یہ اعتراض ختم ہو جاتا ہے کہ نبی کریم نے حضرت عمار کو تقیہ کرنے کی رخصت دی تھی یا حکم دیا تھا کہ جب دل چاہے تقیہ کرتے رہو۔ یہی دین و ایمان ہے، یہی نیکی ہے، یہی صبر ہے۔ تقیہ نہیں تو ایمان نہیں! وغیرہ وغیرہ

☜ کیا کسی جملے میں موجود ایک لفظ سے پورے جملے کا معنی و مفہوم نکل سکتا ہے؟

آپ نے " قل " اور "عد " کا ترجمہ سب کو سمجھانے کا کہا ہے۔ آپ کو تو شرائط یاد نہیں ہیں لیکن مجھے بخوبی یاد ہے کہ ہمارے درمیان یہ بھی طئے ہوا تھا کہ کسی بھی نکتہ پر ذاتی رائے قبول نہیں کی جائے گی۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ اہل تشیع کے اتنے بڑے مجتہد اور مفسر ہیں! جس کے نزدیک گذشتہ سب مجتہدین و مفسرین کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

بحر حال میں پانچ اہل تشیع کے علماء اور پانچ اہل سنت کے علماء سے صرف "عد " نہیں بلکہ اس مکمل فرمان نبوی کا ترجمہ و مفہوم دکھا دیتا ہوں کیونکہ * نبی نے صرف "عد" کا لفظ نہیں فرمایا، بلکہ "إن عادوا فعد" کہہ کر حضرت عمار کو اجازت دی تھی۔

☜ سُنی و شیعہ تمام علماء نے ایک ہی معنی و مفہوم ان الفاظ سے نکالا ہے۔

آپ چاہیں تو اپنی روش برقرار رکھتے ہوئے ان تمام سُنی و شیعہ مجتہدین اور مفسرین کے ترجمے اور مفہوم کا انکار کر سکتے ہیں، کیونکہ آپ کی رائے آپ کے شیعوں کے لئے حرف آخر ہے۔ (شاید)

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

سب سے پہلے اہل تشیع کے پانچ علماء و مجتہدین و مفسرین نے فرمان نبی کے اس جملے کا وہی ترجمہ اور مفہوم بیان کیا ہے جو میں بتاتا آرہاہوں۔

:1 مولانا سید ظفر حسن (مترجم اصول کافی)

:2 آیت اللہ شیخ محمد حسین نجفی (مترجم وسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ)

:3 مولانا سید صفدر حسین نجفی (مترجم تفسیر نمونہ)

:4 مولانا سید تلمیذ حسین رضوی (مترجم تفسیر صافی)

:5 محسن علی نجفی (مترجم تفسیر بلاغ القرآن)

الشافی ١٤٣ کتاب الایمان والکفر

لقيني أمس في موضع كذا وكذا فقال: عليك السلام يا أبا عبد الله.

۹۔ راوی کہتا ہے میں راستہ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے ملا ... بڑھ گیا۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپ پر فدا ہوں میں آپ ... منہ پھیر لیا تھا تاکہ آپ کو کوئی اذیت نہ پہنچے۔ حضرت نے فرمایا۔ اللہ تم پر رحم کرے ... کہ مخالفوں کا مجمع تھا اس نے کہا۔ علیک السلام یا ابا عبداللہ اس نے اچھا نہ کیا۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے السلام پر علیک کو مقدم کیا اور بجائے ...

توضیح: ان دونوں باتوں سے مخصوص تعظیم کا اظہار کیا۔ مخالفوں کی موجودگی میں ... بلکہ تقیہ سے کام لینا چاہیے تھا۔

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم، عن هارون بن مسلم، عن مسعدة بن صدقة قال: قيل لأبي عبد الله ﷺ: إنّ الناس يروون أنّ عليّاً ﷺ قال على منبر الكوفة: أيّها الناس إنّكم ستُدعون إلى سبّي فسبّوني، ثمّ تُدعون إلى البراءة منّي فلا تبرّؤوا منّي، فقال: ما أكثر ما يكذب الناس على عليّ ﷺ، ثمّ قال: إنّما قال: إنّكم ستُدعون إلى سبّي فسبّوني، ثمّ ستُدعون إلى البراءة منّي وإنّي لعلى دين محمّد، ولم يقل: لا تبرّؤوا منّي، فقال له السائل: أرأيت إن اختار القتل دون البراءة؟ فقال: والله ما ذلك عليه وما له إلّا ما مضى عليه عمّار بن ياسر حيث أكرهه أهل مكّة وقلبه مطمئنّ بالإيمان، فأنزل الله عزّ وجلّ فيه «إلّا من أُكره وقلبه مطمئنّ بالإيمان» فقال له النبيّ ﷺ عندها: يا عمّار إن عادوا فعُد فقد أنزل الله عزّ وجلّ عذرك وأمرك أن تعود إن عادوا.

۱۰۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا گیا کہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے منبر کوفہ پر کہا۔ لوگو! عنقریب تم سے کہا جائے گا کہ مجھے گالی دو۔ تو تم مجھے گالی دے دینا اور اگر مجھ سے برأت ظاہر کرنے کو کہیں تو نہ کرنا۔ حضرت نے فرمایا لوگوں نے حضرت علی پر کیسا جھوٹ بولا ہے پھر فرمایا۔ حضرت نے تو یہ فرمایا تھا کہ تم سے مجھے گالی دینے کو کہا جائے تو تم مجھے گالی دے دینا اور اگر مجھ سے برأت کو کہا جائے۔ تو میں دین محمد پر ہوں یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھ سے اظہار برأت نہ کرنا۔ وسائل دین محمد پر ہونے سے یہ برأت نہ کرنی چاہیئے لہٰذا اس نے کہا، پوچھا گیا برأت کے مقابلہ میں قتل ہونے کو ترجیح دی جائے۔ حضرت نے فرمایا یہ تکلیف اس پر نہیں اور نہ اس کے لئے جائز ہے بلکہ اس کو وہی کرنا چاہیئے جو عمار بن یاسر نے کیا۔ جبکہ اہل مکہ نے انھیں مجبور کیا (کلمۂ کفر کہنے پر) حالانکہ ان کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن تھا خدا نے یہ آیت نازل کی۔ مگر وہ جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اس موقع پر رسول اللہ نے عمار سے فرمایا اگر وہ لوگ پھر ایسا کرنے کو کہیں تو کہہ دینا۔ خدا نے تمہارا عذر

الشافی جلد ۲ ١٤٤ کتاب الایمان والکفر

قبول کر لیا اور تمھیں حکم دیا ہے کہ اگر دوبارہ کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کریں تو کہہ دینا۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

أرأيت أن أختار القتل دون البراءة ، فقال : والله ما ذلك عليه ، وما له إلّا ما مضى عليه عمّار بن ياسر حيث أكرهه أهل مكّة وقلبه مطمئن بالإيمان ، فأنزل الله عزّ وجلّ فيه : ﴿ إلّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإيمانِ ﴾(٢) فقال له النبي (صلّى الله عليه وآله) عندها : يا عمار إن عادوا فعد ، فقد أنزل الله عذرك ، وأمرك أن تعود إن عادوا .

ورواه الحميري في (قرب الإسناد) عن هارون بن مسلم مثله(٣) .

[٢١٤٢٤] ٣ ـ وعنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن محمّد بن مروان قال : قال لي أبو عبدالله (عليه السلام) : ما منع ميثم رحمه الله من التقية ؟ فوالله لقد علم إنّ هذه الآية نزلت في عمار وأصحابه : ﴿ إلّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإيمانِ ﴾(١) .

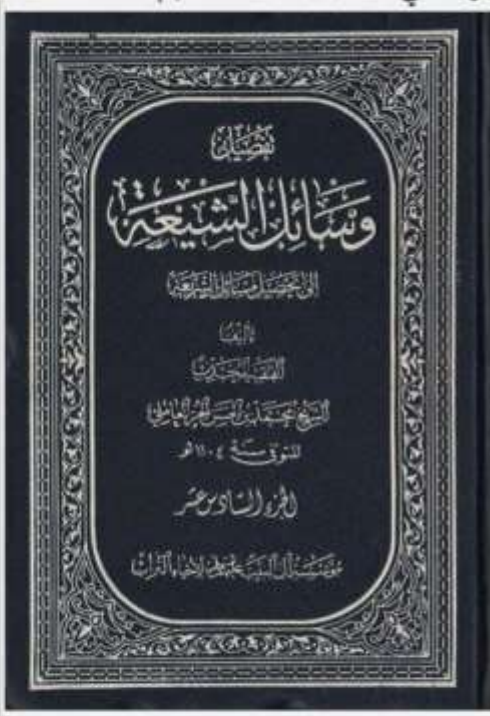

[٢١٤٢٥] ٤ ـ وعن محمّد بن يحيى ،
عن زكريا المؤمن ، عن عبدالله بن أسد ،
جعفر (عليه السلام) : رجلان من أهل ال
أمير المؤمنين (عليه السلام) فبرىء واحد
الذي برىء وقتل الآخر ، فقال : أمّا الذي
الذي لم يبرأ فرجل تعجل إلى الجنّة .

[٢١٤٢٦] ٥ ـ وعنه ، عن أحمد ، عن ا
عن محمّد بن مروان ، عن أبي عبدالله (

---

(٢) النحل ١٦ : ١٠٦
(٣) قرب الإسناد : ٨ .
٣ ـ الكافي ٢ : ١٧٤ / ١٥
(١) النحل ١٦ : ١٠٦
٤ ـ الكافي ٢ : ١٧٥ / ٢١
٥ ـ الكافي ٢ :١٢٦/ ٢ ، وأورده في الحديث ٤ من الباب ٩٢ من أبواب أحكام الأولاد .

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

کر شرک کو ظاہر کیا تھا اس لئے خداوند عالم نے ان کو دو بار اجر و ثواب عطا کیا تھا۔ (الاصول، امالی صدوقؒ)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر فرمایا: ایہا الناس! عنقریب تم لوگوں کو مجھ پر سب و شتم کرنے کو کہا جائے گا۔ تو تم بے شک مجھے گالی دے دینا۔ پھر تمہیں مجھ سے بیزاری اختیار کرنے کو کہا جائے گا مگر مجھ سے بیزاری اختیار نہ کرنا؟ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام پر کس قدر زیادہ جھوٹ بولا جاتا ہے؟ حالانکہ آنجناب علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ عنقریب تم کو مجھ پر سب و شتم کرنے کو کہا جائے گا تو تم بے شک مجھ پر سب و شتم کر لینا اور پھر تمہیں مجھ سے بیزاری اختیار کرنے کو کہا جائے گا حالانکہ میں حضرت محمد ﷺ کے دین (برحق) پر قائم ہوں یہاں آنجنابؑ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم مجھ سے بیزاری اختیار نہ کرنا۔ اس پر ایک سائل نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص بیزاری کا اظہار نہ کرے اور شہید ہونا پسند کرے تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: خدا کی قسم ان پر ایسا کرنا واجب نہیں ہے اور اسے وہ ہی کچھ کرنا چاہیے جو کہ عمار بن یاسرؓ نے کیا تھا۔ جبکہ اہل مکہ نے ان کو (حضرت رسول خدا ﷺ سے بیزاری پر) مجبور کیا تھا۔ (اور انہوں نے اظہار کیا تھا) مگر ان کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔ اس پر خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی۔ ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (مگر وہ جسے کفر پر مجبور کیا جائے لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو) اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ لوگ دوبارہ تم سے یہ کلمات کہلوائیں تو کہہ دینا۔ جبکہ خداوند عالم نے تمہارا عذر قبول کر لیا ہے۔ اور تمہیں حکم دیا ہے کہ اگر وہ دوبارہ کہلوائیں تو تم کہہ دینا۔ (الاصول، قرب الاسناد)

۳۔ محمد بن مروان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ (جناب) میثم رحمۃ اللہ کو تقیہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟ (اور تقیہ نہ کر کے شہید ہو گئے) جبکہ بخدا وہ جانتے تھے کہ یہ آیت مبارکہ اور ان کے اصحاب کے حق میں اتری ہے: ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾۔ (الاصول)

۴۔ عبداللہ بن عطا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
شخصوں کو پکڑا گیا اور ان کو حضرت امیر علیہ السلام سے بیزاری اختیار کرنے
کا اظہار کیا جسے چھوڑ دیا گیا۔ مگر دوسرے کو شہید کر دیا گیا۔ تو؟ امام علیہ السلا
گیا وہ دینی بصیرت رکھنے والا شخص ہے اور جس نے بیزاری ظاہر نہیں کی
داخل ہونے میں جلدی کی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب کشیؒ باسناد خود یوسف بن عمران میثمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیا

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

۲۹۵

جلد ۲ تفسیر نمونہ

یعنی — خدا تمہیں اپنی سزا اور غضب سے ڈراتا ہے
" والی الله المصیر"
یعنی — تم سب کی بازگشت خدا کی طرف ہے اور اگر تم نے دشمنوں سے دوستی کرلی تو اپنے اعمال کا نتیجہ بہت جلد دیکھ لوگے۔

"تقیہ" ایک حفاظتی ڈھال ہے

یہ صحیح ہے کہ کبھی انسان اعلیٰ ترین مقاصد مثلاً حفظِ شرافت، تقویت حق اور باطل کی کمر توڑنے کے لیے اپنی جان عزیز تک فدا کرنے کو تیار ہوتا ہے لیکن کیا کوئی عقلمند بغیر کسی اہم مقصد کے اپنی جان خطرے میں ڈالنے کو جائز کہہ سکتا ہے اسلام نے صراحت سے اجازت دی ہے کہ جب انسان کی جان، مال اور عزت و آبرو خطرے میں ہو اور اظہار حق سے کوئی اہم نتیجہ اور فائدہ بھی حاصل نہ ہوتا ہو تو وقتی طور پر اظہار حق نہ کیا جائے اور اپنے فرائض مخفی طور ادا کرلیے جائیں جیسا کہ مندرجہ بالا آیت میں قرآن نے یاد دلایا ہے ایک اور تعبیر کے ذریعے سورہ نحل آیہ ۱۰۶ میں ہے:

"اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ"
مگر جو شخص مجبور ہو جائے (اور اپنے ایمان کے خلاف کسی چیز کا اظہار کردے) جب کہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔

تاریخ اور حدیث کی اسلامی کتابوں نے عمار، ان کے والد اور والدہ کی سرگذشت کو فراموش نہیں کیا کہ وہ بت پرستوں کے چنگل میں پھنس گئے تھے انہوں نے انہیں سخت اذیت میں مبتلا کردیا اور کہتے تھے کہ اسلام سے بیزاری کا اظہار کریں۔ عمار کے ماں باپ نہ مانے اور مشرکین کے ہاتھوں قتل ہوگئے لیکن عمار نے ان کے کہنے کے مطابق اظہار کردیا بعد میں خدائے بزرگوار کے خوف سے روتے ہوئے پیغمبر اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا:

"ان عادوا لك فعد لهم"
اگر پھر پکڑے جاؤ تو وہ جو کہیں کہہ دینا

یوں آپ نے عمار کے اضطراب اور گریہ کو سکون بخشا۔
جس نکتہ کی طرف پوری توجہ کی ضرورت ہے یہ ہے کہ تمام مقامات پر " تق...
واجب ہے، کبھی حرام ہے اور کبھی مباح ہے۔
" تقیہ " اس حالت میں واجب ہوتا ہے جب بغیر کسی اہم فائدے...
لیکن جہاں " تقیہ " باطل کی ترویج، لوگوں کی گمراہی اور ظلم و ستم کی تقوی...
اسی بنیاد پر اس سلسلے میں کیے گئے تمام اعتراضات کا جواب دیا جائے گا۔
حقیقت میں اعتراض کرنے والے تحقیق کرتے تو انہیں پتہ چلتا کہ یہ شیعوں کا ہو...

۲۹۶ سورہ آل عمران

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

ربما ۱۴ ۳۶۹ النحل ۱۶

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ
بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا
يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ
يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا
لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا
يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾
اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا
مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ
بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ
بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ

۱۰۲۔ کہد یجیے: اسے روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے برحق نازل کیا ہے تا کہ ایمان لانے والوں کو ثابت (قدم) رکھے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت (ثابت) ہو۔☆

۱۰۳۔ اور تحقیق ہمیں علم ہے کہ یہ لوگ (آپ کے بارے میں) کہتے ہیں: اس شخص کو ایک انسان سکھاتا ہے، حالانکہ جس شخص کی طرف یہ نسبت دیتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ (قرآن) تو واضح عربی زبان ہے۔

۱۰۴۔ جو لوگ اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے، یقیناً اللہ ان کی ہدایت نہیں کرتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۰۵۔ جھوٹ تو صرف وہی لوگ افترا کرتے ہیں جو اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

۱۰۶۔ جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ کا انکار کرے (اس کے لیے سخت عذاب ہے) بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (تو کوئی حرج نہیں) لیکن جنہوں نے دل کھول کر کفر اختیار کیا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔☆

۱۰۷۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا ہے اور اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا۔☆

۱۰۸۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے

مصلحت ختم ہونے پر بعض احکام اٹھائے جاتے ہیں اسے نسخ کہا جاتا ہے۔

۱۰۲۔ ان نادان لوگوں سے کہد یجیے کہ قرآن کسی انسان کا ساختہ نہیں ہے، بلکہ روح القدس (پاکیزہ فرشتے) نے بتدریج نازل کیا ہے۔ یہاں وحی لانے والے فرشتے جبرئیل کا نام نہیں لیا اور اس امکان کو رد کرنے کے لیے کہ اس سے کوئی غلطی اور فریب کاری صادر ہو سکتی ہے، اسے روح الامین بھی کہتے ہیں۔

احکام بتدریج نازل کرنے اور مصالح عباد کے ساتھ احکام کو تبدیل و تنسیخ کرنے سے اہل ایمان کی ثابت قدمی اور ایمان میں پختگی آ جاتی ہے، کیونکہ احکام کو وقت کے تقاضوں کے مطابق کرنے سے انسان مطمئن ہوتا ہے کہ قانون گزار کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اگر ایسا قانون بنائے جو وقت کے تقاضوں کے خلاف ہو تو ایمان میں کمزوری آ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تدریج و تنسیخ سے مسلمان ایک تابناک مستقبل اور ایک عظیم کامیابی کے انتظار میں رہتے ہیں، جو ایک مشن کی کامیابی کے لیے کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔

۱۰۶۔ یہ آیت عمار، صہیب، بلال اور خباب کے بارے میں نازل ہوئی جن کو مکہ میں اذیتیں دی گئیں۔ عمار کے والد یاسر اور والدہ قتل ہو گئے اور عمار نے وہ کچھ کہہ دیا جو کفار ان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ کچھ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ عمار کافر ہو گیا: یہ سن کر رسول اکرمؐ نے فرمایا: ان عمارا ملیء ایمانا من قرنه الی قدمه و اختلط الایمان بلحمه و دمه۔ یعنی عمار سرتا پا ایمان سے سرشار ہے۔ ایمان اس کے گوشت و خون میں رچا بسا ہوا ہے۔ عمار روتے ہوئے رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے فرمایا: ان عادوا لک فعد لهم اگر وہ پھر ایسا کرے تو تو بھی دوبارہ ایسا کہہ دینا۔ بحار الانوار ۱۹: ۳۵ تنگ نظر مخالفین کی طرف سے نظریے و عقیدے کی آزادی سلب کرنے کی صورت میں تقیہ کی نوبت آتی ہے، ایسے حالات میں اپنے عقیدے پر قائم رہ کر اپنا بچاؤ کرنا ایک انسانی حق ہے۔ عار و ننگ ان لوگوں کے لیے ہے جو دوسروں کو تقیہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

۱۰۷ تا ۱۰۹۔ تمام قوانین میں بغاوت کی سزا سنگین ہوتی ہے کیونکہ بغاوت ایک سنگین جرم ہے، خصوصاً

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

مقتولین میں سے ہیں البتہ قریش جو کہلوانا چاہتے تھے عمار نے اسے زبان سے کہہ دیا لیکن وہ اس پر دل سے خوش نہ تھے انھوں نے مجبوراً ایسا کیا تھا۔ کہا گیا یارسول اللہ عمار کافر ہو گئے آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں عمار سر سے لے کر پاؤں تک ایمان سے بھرے ہوئے ہیں اور ایمان اُن کے گوشت اور خون میں گردش کر رہا ہے۔ عمار رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے نبی اکرمؐ نے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کو پونچھا اور فرمایا کہ اے عمار اگر قریش دوبارہ تم سے یہ کہلوائیں تو کہہ دینا اور گھبرانا نہیں۔ [1]

کتاب کافی میں ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر کوفہ پر فرمایا تھا ایها الناس انکم سیدعون الی سبی فسبونی ثم تدعون البراءة فلا تتبرؤا مني (اے لوگو عن قریب تمھیں مجھ پر سبّ وشتم (گالی گلوچ) کے لئے کہا جائے گا تو تم مجھ پر سب کر لینا پھر تمھیں مجھ سے بیزاری کے لئے بلایا جائے گا تو دیکھو مجھ سے بیزاری نہ کرنا) امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں نے بہت سی جھوٹی باتیں علی سے منسوب کر دی ہیں پھر فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا انکم ستدعون الی سبی فسبونی ثم تدعون الی البراءة مني واني لعلى دين محمد صلى الله عليه وآله وسلم (تمھیں مجھ پر سبّ وشتم کے لئے طلب کیا جائے تو مجھ پر سب کرنا پھر تمھیں مجھ سے براءت کے لئے دعوت دی جائے گی اور میں حضرت محمدؐ کے دین پر ہوں اور یہ نہیں فرمایا کہ لاتتبروا مني (مجھ سے بیزاری نہ کرنا) تو سوال کرنے والے نے کہا کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس نے قتل کو پسند کر لیا اور براءت اختیار نہ کی فرمایا کہ نہیں اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے اس کے لئے وہی عمل ہے جسے عمار بن یاسر نے اختیار کیا تھا جب انھیں اہلِ مکہ نے مجبور کیا تھا اور اُن کا دل ایمان پر مطمئن تھا اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں آیت نازل فرمائی الا...ایمان (الا یہ کہ اسے مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا اے عمار اگر اہلِ مکہ دوبارہ یہ کلمات کہلوائیں تو کہہ دینا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری معذرت کے بارے میں آیت نازل فرمائی ہے اور تمھیں حکم دیا ہے کہ اگر وہ اس امر کا اعادہ چاہیں تو تم اسے دوبارہ کہہ دینا۔ [2]

تفسیر عیاشی میں امام باقر علیہ السلام سے ایسی ہی روایت پائی جاتی ہے۔ [3]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ گردن کا پیش کر دینا آپ کو زیادہ محبوب ہے یا علیؑ سے براءت کرنا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جس امر کی اجازت دی گئی ہے وہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے کیا تم نے اللہ کا قول عمار بن یاسر کے بارے میں نہیں سنا اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ۔ [4]

(۱) جوامع الجامع ج ۲ ص ۳۰۹ و مجمع البیان ج ۵-۶ ص ۳۸۷   (۲) الکافی ج ۲ ص ۲۱۹ ح ۱۰
(۳) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۲۷۱ ح ۷۳   (۴) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۲۷۲ ح ۷۴

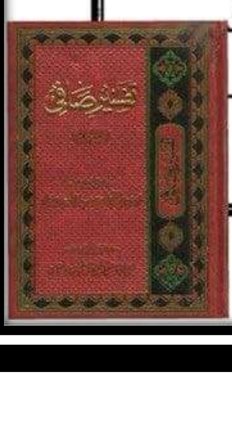

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

اہل سنت کے پانچ علماء و مفسرین نے اس فرمان نبوی کا وہی ترجمہ و مفہوم بیان کیاہے جو میں بتاتا آرہاہوں۔

:1 پیر محمد کرم شاہ الازہری (مترجم تفسیر قرطبی)

:2 مولانا اخلاق حسین کاظمی دہلوی (مترجم مستند موضح قرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی)

:3 مولانا حافظ محمد داؤد راغب رحمانی اور مولانا ابو الاشبال احمد شاغف (مترجم تفسیر ابن کثیر)

:4 مولانا ابو الصالح محمد قاسم قادری (مترجم کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مع صراط الجنان فی تفسیر قرآن)

:5 مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (مترجم تفسیر خزائن العرفان امام احمد رضا خان بریلوی)

تفسیر قرطبی، جلد پنجم — 595 — پارہ 14، سورۃ نحل

مسئلہ نمبر 2۔ قولہ تعالیٰ: اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہی اہل تفسیر کا قول ہے کیونکہ یہ اس بعض کے زیادہ قریب ہے جس کی طرف انہوں نے آپ کو بلایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے: مشرکوں نے آپ کو پکڑ لیا اور انہوں نے آپ کے والد اور والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا، اور حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت خباب اور حضرت سالم رضی اللہ عنہم کو بھی پکڑ لیا اور انہیں بہت ستایا، اذیتیں پہنچائیں، اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا گیا اور ان کی شرمگاہ میں نیزہ مارا گیا۔ اور انہیں کہا گیا: بے شک تو نے ان مردوں کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے، پھر انہیں شہید کر دیا گیا اور ان کے خاوند حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا گیا، اور یہ دونوں اسلام میں پہلے مقتول ہیں۔ اور رہے حضرت عمار رضی اللہ عنہ! تو آپ نے مجبوراً اپنی زبان سے ان کے سامنے وہ کہہ دیا جو انہوں نے ارادہ کیا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: "اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟" انہوں نے عرض کی: وہ ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پس اگر وہ اعادہ کریں تو تم بھی دوبارہ کہہ دو(1)"۔ اور منصور بن معتمر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا: اسلام میں پہلی شہید حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی ماں ہے، انہیں ابو جہل نے قتل کیا تھا، اور مردوں میں سے پہلے شہید مجمع مولیٰ حضرت عمر ہیں۔ اور منصور نے بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے اسلام ظاہر کیا وہ سات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت صہیب، حضرت عمار اور حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہم۔ پس رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کی حفاظت حضرت ابو طالب نے کی، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حفاظت ان کی قوم نے کی، اور دوسروں کو انہوں نے پکڑ لیا۔ اور انہیں لوہے کی زرہیں پہنا دیتے، پھر انہیں دھوپ میں ڈال دیتے یہاں تک کہ انہیں لوہے اور سورج کی گرمی سے حد درجہ مشقت اور تکلیف پہنچتی، اور جب شام ہوتی تو ابو جہل اپنے ساتھ نیزہ لے کر ان کے پاس آتا اور انہیں گالیاں دینے لگتا اور انہیں خوب جھڑکتا، اور پھر وہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہیں گالیاں دینے لگا اور بے حیائی کرنے لگا، پھر ان کی شرمگاہ پر نیزہ مارا یہاں تک کہ وہ ان کے منہ سے باہر نکل گیا اور انہیں [illegible] کیا؛ اور دوسروں نے وہ کچھ کہہ دیا جو ان سے پوچھا گیا، سوائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کیونکہ [illegible] کی رضا کی خاطر معاملہ آسان کر دیا، پس وہ انہیں عذاب اور اذیتیں دینے لگے اور ان کو کہ [illegible] لو۔ (واپس لوٹ آؤ) اور وہ فرماتے: اَحَد اَحَد (اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ ایک ہے)، [illegible] پھر انہوں نے آپ کو باندھ دیا اور آپ کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ڈال دی اور اپنے [illegible] کے ساتھ مکہ کے ان دو پہاڑوں کے درمیان کھیلتے رہیں حتیٰ کہ وہ بھی آپ سے اکتا گئے اور [illegible] حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم تمام نے سوائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اس بارے کلام کی جو [illegible] ہمارا تدارک فرما دے — کیونکہ ان پر ان کے نفس نے اللہ کی راہ آسان کر دی، پس وہ اپنی [illegible]

1۔ المستدرک للحاکم، کتاب التفسیر، سورۃ النحل، جلد 2، صفحہ 389، حدیث 3362

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

ربما ۱۴ — ۳۶۲ — النحل ۱۶

هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۞ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ

بے ہوش ہیں، آپ ہی ثابت ہوا، کہ آخرت میں وہی

الْخٰسِرُوْنَ ۞ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

خراب ہیں ۞ پھر یوں ہے کہ تیرا رب، ان لوگوں پر کہ وطن چھوڑا ہے بعد

مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

اس کے کہ بچلائے (آزمائے) گئے، پھر لڑتے رہے اور ٹھہرے رہے، تیرا رب ان باتوں کے بعد

لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۞ یَوْمَ تَاْتِیْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ

بخشنے والا مہربان ہے ۞ جس دن آوے گا ہر جی، جواب سوال کرتا اپنی طرف

نَّفْسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۞ وَ

سے، اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو اس نے کمایا، اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۞ اور بتائی

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىٕنَّةً

اللہ نے کہاوت، ایک بستی تھی، چین امن سے چلی

یَّاْتِیْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے، پھر ناشکری کی

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ

اللہ کے احسانوں کی، پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ، کہ ان کے تن کے کپڑے ہوئے بھوک اور ڈر،

بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۞ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ

بدلا اس کا جو کرتے تھے ۞ اور ان کو پہنچ چکا رسول انہی میں کا،

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ۞

پھر اس کو جھٹلایا، پھر پکڑا ان کو عذاب نے، اور وہ گنہگار تھے ۞

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ

سو کھاؤ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک، اور شکر کرو اللہ کے احسان کا، اگر تم

كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۞ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ

اسی کو پوجتے ہو ۞ یہی حرام کیا ہے تم پر مردہ اور لہو

منزل ۳

موضح قرآن

۱۴ منزل ۳

تشریح ف حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ پر کفار قریش نے ظلم و تشدد کیا اور مجبور کیا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اور ان کے بتوں کی تعریف کریں۔ حضرت عمارؓ نے شدید دباؤ میں آکر ان کا کہنا مان لیا، پھر انہیں احساس ہوا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے پوچھا کیف تجد قلبک۔ اس وقت تیرے دل کی حالت کیا تھی۔ عمارؓ نے کہا مطمئنا بالایمان میرا قلب ایمان پر قائم تھا۔ آپ نے فرمایا ان عادو افعد۔ کوئی حرج نہیں، اگر وہ آئندہ پھر ظلم و تشدد کریں تو تم اپنی جان بچانے کے لئے آئندہ بھی ایسا کر سکتے ہو۔ شریعت میں اسے رخصت کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک مقام عزیمت ہے جس پر حضرت بلالؓ قائم تھے۔ آپ کو انتہائی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا اور ان سے کہا جاتا کہ بتوں کی تعریف کرو۔ آپ اپنے خدا کی تعریف کرتے اور احد احد، وہ ایک ہے، وہ اکیلا ہے۔ فرماتے اور ساتھ ہی اپنے عزم صمیم کا ان لفظوں میں اظہار کرتے۔ واللہ لو اعلم کلمۃ ہی اغیظ لکم منہا لقلتہ۔ خدا کی قسم! اگر اس کلمہ احد احد سے بھی زیادہ کوئی کلمہ تمہیں طیش دلانے والا ہوتا تو میں وہ زبان پر لاتا۔

حضرت حبیب بن زید انصاری کو کذاب مسیلمہ نے گرفتار کر کے ان پر تشدد کیا اور کہا تشہد انی رسول اللہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ آپ نے فرمایا لا اسمع میں ایسی مکروہ بات سننا بھی نہیں۔ مسیلمہ نے انکے جسم کی بوٹیاں بوٹیاں کرا دیں اور وہ ایمان پر ثابت رہے۔ یہ مقام عزیمت ہے۔ اسلام نے انسان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا۔ (بقیہ آگے صفحہ پر)

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

مرتد کو ایمان نصیب نہیں ہوتا: (١٠٧) چونکہ مرتد نے دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی ہے اور دنیا کفر اختیار کیا اس لیے اب انہیں ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی اور یہ سچے دین پر نہیں جم سکتے۔

مرتد کے دل پر مہر لگ جاتی ہے: (١٠٨) ان کے دلوں پر تو مہر لگ چکی ہے اب یہ مفید نصیحتوں کو سمجھ کانوں اور آنکھوں پر بھی مہر لگ چکی ہے اس لیے اب یہ ان قویٰ سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے یا اپنے انجام

مرتد آخرت میں نقصان اٹھائیں گے: (١٠٩) جس میں ایسی بری باتیں موجود ہوں وہ لا محالہ اٹھائیں گے خود تو ڈوبے ہی تھے گھر والوں کو بھی لے ڈوبے۔

مجبور لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں: پھر فرمایا کہ جنہیں جبریہ کافر بنایا گیا مگر ان کے دل ایمان و یقین سے مطمئن رہے ان پر اللہ کا قہر نہیں اترے گا کیونکہ یہ بے چارے مجبور ہیں اور ان کے دلوں میں بھی نور ایمان ہے یعنی اس حکم سے وہ مستثنیٰ ہیں جو زبان سے تو مشرکوں کے موافق ہوں اور مار پیٹ کے خوف سے اظہار کفر کرتے ہوں مگر دل سے ان کے موافق نہ ہوں۔

اس آیت کا شان نزول: کہتے ہیں کہ یہ آیت عمارؓ بن یاسر کے بارے میں اتری جب انہیں مشرکوں نے ایذائیں پہنچائیں کہ محمد ﷺ کو نہ مانیں تو مجبوراً آپ نے اپنی زبان سے ان کی ہاں میں ہاں ملا دی آخر مشرکوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ دوڑے دوڑے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں آئے اور بولے یا رسول اللہ آج میں نے ڈر کی وجہ سے زبان سے کافروں کے سامنے یہ اقرار کر لیا ہے کہ میں آپ کو نہیں مانتا مگر میرے دل میں آپ کی تصدیق ہے اس پر یہ آیت اتری۔ محمد بن عمار کہتے ہیں ایک دفعہ کافروں نے میرے والد عمار کو پکڑ کر طرح طرح سے ستایا اور تکلیفیں پہنچائیں انہوں نے گھبرا کر ان کی ہاں میں ہاں ملا دی پھر اس کا ذکر رحمت عالم ﷺ سے کیا پوچھا اس وقت تمہارے دل کی کیا حالت تھی بولے ایمان سے مطمئن تھا فرمایا اگر مشرک پھر ستائیں تو پھر زبان سے یہی کہہ دینا (ابن جریر) (بیہقی والی روایت میں یہ بھی ہے) عمارؓ نے گھبرا کر کافروں کو خوش کرنے کے لیے آپ کو برا کہا اور بتوں کی تعریف کی پھر آ کر کہا یا رسول اللہ میں نے آپ کو برا بھی کہہ دیا اور ان کے بتوں کی تعریف بھی کر دی پوچھا تمہارے دل کی کیا حالت تھی بولے ایمان سے مطمئن تھا فرمایا اگر مشرک پھر ستائیں تو پھر زبان سے یہی کلمہ کہہ دینا۔ اس پر یہ آیت اتری۔

حالت جبر میں کفریہ کلمہ جائز ہے: یہ متفق علیہ مسئلہ ہے جس پر کفر کے لیے جبر کیا جاوے وہ جان بچانے کے لیے کفریہ کلمے استعمال کر سکتا ہے البتہ اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ زبان سے کفر کا اظہار نہ کرے اور اللہ کی راہ میں جان دے دے جیسے بلالؓ نے کیا اور جان پر کھیل گئے مگر احد احد ہی پکارتے رہے کافروں نے آپ پر بڑے بڑے مظالم ڈھائے سخت گرمی میں گرم گرم ریت پر ننگا لٹا کر اوپر سے جھلستا ہوا ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیا اور کہا اگر اب بھی شرک پر راضی ہو جائے گا تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے مگر اس کوہ پیکر عزم والے مسلمان نے شرک گوارا نہ کیا اور احد احد ہی کا نعرہ لگاتے رہے فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے ایسا کلمہ معلوم ہوتا جس سے تم احد سے زیادہ چڑتے ہو تو آج میں وہی استعمال کرتا ایسے ہی پکے عزم والے مسلمانوں نے اسلام کا بول بالا اور کفر و شرک کا منہ کالا کیا اللہ ان سے راضی ہو آمین۔

حبیبؓ انصاری کا واقعہ: اسی طرح جب مسیلمہ کذاب نے حبیبؓ بن زید انصاری سے کہا کیا محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتا ہے؟ بولے ہاں بے شک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں بولا کیا تجھے میری رسالت کا بھی اقرار ہے فرمایا میں سنتا نہیں اس اللہ کے

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

ہوکر جب دیکھا کہ جان پر بن گئی تو بادلِ نخواستہ کلمۂ کفر کا تلفُّظ کردیا۔رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خبر دی گئی کہ حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کافر ہوگئے تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''ہرگز نہیں، حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سر سے پاؤں تک ایمان سے پُر ہیں اور اس کے گوشت اور خون میں ذوقِ ایمانی سرایت کرگیا ہے۔ پھر حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ روتے ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''کیا ہوا؟ حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: اے خدا کے رسول! بہت ہی برا ہوا اور بہت ہی برے کلمے میری زبان پر جاری ہوئے۔ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟ حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی ''دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے شفقت و رحمت فرمائی اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔[1]

حالتِ اِکراہ میں کلمۂ کفر کہنے سے متعلق 4 شرعی مسائل

(1)......اس آیت سے معلوم ہوا کہ حالتِ اِکراہ میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمۂ کفر کا زبان پر جاری کرنا جائز ہے جب کہ آدمی کو (کسی ظالم کی طرف سے) اپنی جان یا کسی عُضْو کے تلف ہونے کا (حقیقی) خوف ہو۔ (اور اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی دو معنی والی بات کہنے میں گزارا چل سکتا ہو جس سے کفار اپنی مراد لیں اور کہنے والا اس کی درست مراد لے تو ضروری ہے کہ ایسی دو معنی والی بات ہی کہے جبکہ اس طرح کہنا جانتا ہو۔)

(2)......اگر اس حالت میں بھی صبر کرے اور قتل کر ڈالا جائے تو اسے اجر ملے گا اور وہ شہید ہوگا جیسا کہ حضرت خُبیب رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ نے صبر کیا اور وہ سولی پر چڑھا کر شہید کر ڈالے گئے۔ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں سیّدُ الشُّہداء فرمایا۔

(3)......جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا نہ ہو تو وہ کلمۂ کفر زبا

(4)......اگر کوئی شخص بغیر مجبوری کے مذاق کے طور پر یا علم نہ ہونے کی وجہ سے کلم

ہوجائے گا[2]۔[3]

❶......خازن، النحل، تحت الآیۃ: ۱۰۶، ۳/۱۴۴ ملخصاً.
❷......تفسیرات احمدیہ، النحل، تحت الآیۃ: ۱۰۶، ص ۵۰۱.
❸......کفریہ کلمات سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کیلئے امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی
جواب'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

www.dawateislami.net

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

النحل ١٦ — ٥٢٠ — رُبَمَا ١٤

مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے

عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

پیاری جانی اور اس لئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو راہ نہیں دیتا یہ ہیں وہ جن کے

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٠٨﴾

دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور وہی غفلت میں پڑے ہیں

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

آپ ہی ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنہوں نے

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

اپنے گھر چھوڑے بعد اس کے کہ ستائے گئے پھر انہوں نے جہاد کیا اور صابر رہے بے شک تمہارا رب اس کے بعد

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ۧ يَوْمَ تَاْتِىْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ

ضرور بخشنے والا ہے مہربان جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی آئے گی اور ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس کا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ایک بستی

ضعیف تھے بھاگ نہیں سکتے تھے انہوں نے مجبور ہو کر جب دیکھا کہ جان پر بن گئی تو باد ل نخواستہ کلمۂ کفر کا تلفظ کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ عمار کافر ہو گئے۔ فرمایا: ہرگز نہیں! عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے پُر ہیں اور اس کے گوشت اور خون میں ذوقِ ایمانی سرایت کر گیا ہے پھر حضرت عمار روتے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا: کیا ہوا؟ عمار نے عرض کیا: اے خدا کے رسول! بہت ہی بُرا ہوا اور بہت ہی بُرے کلمے میری زبان پر جاری ہوئے۔ ارشاد فرمایا: اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شفقت و رحمت فرمائی اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن) مسئلہ: آیت سے معلوم ہوا کہ حالتِ اکراہ (کفر پر مجبور کئے جانے کی حالت) میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمۂ کفر کا اجرا (زبان پر جاری کرنا) جائز ہے جبکہ آدمی کو اپنے جان یا کسی عضو کے تلف (ضائع) ہونے کا خوف ہو۔ مسئلہ: اگر اس حالت میں بھی صبر کرے اور قتل کر ڈالا جائے تو وہ ماجور (ثواب پائے گا) اور شہید ہوگا جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالی عنہ شہید کر ڈالے گئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انہیں سید الشہداء فرمایا۔ مسئلہ: جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دل زبان پر لانے سے کافر ہو جائے گا۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص بغیر مجبوری کے تمسخر یا جہل سے کلمۂ کفر زبان پر جاری کرے کافر ہو جائے گا۔ اور اعتقاد کے ساتھ۔ ف اور یہ دنیا ارتداد (مرتد ہونے) پر اقدام کرنے کا سبب ہے۔ ف نہ وہ تدبر (انجام پر غور) کرتے ہیں نہ طریق رشد و صواب کو دیکھتے ہیں۔ ف کہ اپنی عاقبت و انجام کار کو نہیں سوچتے۔ ف کہ ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ف ہجرت کی۔ ف کفار نے ان پر سختیاں کیں اور انہیں کفر پر مجبور کیا۔ ف ہجرت کے بعد ف ہجرت و جہاد و صبر ف وہ روز قیامت کہتا ہوگا اور سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ ف حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ روز قیامت

اَلْمَنْزِلُ الثَّالِثُ ﴿3﴾

www.dawateislami.net

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

استدلال: تقیہ مجبور اور بے بس کو دی گئی ایک رخصت ہے۔ یہ واجب یا فرض ہر گز نہیں ہے۔ نبی کریم نے حضرت عمار کو یہ کہہ کر اجازت دی تھی "إن عادوا فعد "یعنی اگر دوبارہ یہی حالات ہوں تو تقیہ کر کے جان بچا سکتے ہو۔ تقیہ نہ کرنے والا افضل ہے اور حق پر ڈٹ کر جان گنوائی تو شہید اکبر ہے۔

علی ناصر (شیعہ مناظر): ممتاز قریشی صاحب آپ سے بارہا کہا ہے غیر ضروری بات نہ کیا کریں، بند گلی کا تجربہ آپ کو زیادہ ہے، جہاں عموما لوگ آتے جاتے نہیں۔

2 میسج کے جواب میں آپ نے 10 سے زیادہ میسج بھیجیں ہیں، اس لئے میں بھی اب اختصار کا پابند نہیں ہوں اور اب تو آپ نے جہالت کی انتہا کر دی اور ان لوگوں نے بھی جو آپ کو تنخواہ پر اسکین بنا کر دے رہے ہیں، یہ اضافی اسکین جن میں "اگر" مارک کر کے آپ نے بھیجا ہے، میں نے اختصار کے لئے صیغہ امر کو تزکرہ کیا، یہ آپ پہلے بھی کہہ چکے ہیں مگر میں نے یہ سوچ کر کہ بے عقل انسان ہے در گزر کیا تھا۔

میں نہ بہت بڑا مترجم ہوں نہ مجتہد ہوں، ایک چھوٹا طالب علم ہوں، مگر آپ کی طرح اتنا گیا گزرہ اور بے وقوف نہیں جو "امر" اور "رخصت" کب کلام سے ظاہر ہوتا ہے اسکا فرق نہ جانتا ہو۔ میں اپنی بات پر قائم ہوں اور اسکین بھی لگا چکا ہوں "عد" فعل امر سے اور اس سے مراد اعادہ کرو ہے، اور "ان عادو فعد "یعنی وہ پھر ایسا کریں تو دوبارہ یہی کرنا، اسی کو حکم کہتے ہیں۔

آپ کے تمام بھیجے گئے اسکین میرے حق میں ہیں (الشافی: اگر وہ لوگ پھر ایسا کرنے کو کہیں تو کہ دینا- کہ دینا حکم ہے)، (وسائل الشیعہ: اگر وہ لوگ دوبارہ تم سے یہ کلمات کہلوائیں تو کہ دینا- کہ دینا حکم ہے)، (تفسیر نمونہ: اگر پھر پکڑے جاو تو وہ جو کہیں کہ دینا" کہ دینا حکم ہے ") بلاغ القران اور تفسیر صافی کی بھی یہی عبارت ہے

آپ کا اعتراض میں نے تفسیر در منثور کی روایت سے دور کئے ہیں یہی واقعہ جلال الدین سیوطی نے امام بن سعد سے نقل کیا ہے، جب رسول خدا کی اس واقعہ کے بعد جناب عمار سے ملاقات ہوئی تو جناب عمار رو رہے تھے، نبی کریم ص نے ان کے آنسو پوچھے اور فرمایا: تمہیں کفار نے پکڑ لیا تھا اور پانی میں غوطہ دئے تھے اور تم نے ایسا ایسا کہا تھا (ان عادوا فقل ذالک لهم) اگر وہ پھر ایسا ایسا کہنے پر مجبور کریں تو کہ دو۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ(61)

پھر جو کوئی تجھ سے اس واقعہ میں جھگڑے بعد اس کے کہ تیرے پاس صحیح علم آ چکا ہے تو کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں بلائیں، پھر سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں ان پر جو جھوٹے ہوں۔

کیا یہاں نبی ص فقل کہہ کر اللہ نے رخصت دی ہے کہ صحیح علم آجانے کے بعد عیسی کے بارے میں اگر یہ تجھ سے جھگڑا کریں تو تمہیں اختیار ہے چاہے ان سے کہنا، چاہے نہ کہنا، کہ آوؤ ہم اپنے بیٹوں۔۔۔۔۔الخ؟

https://quranurdu.org/3

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

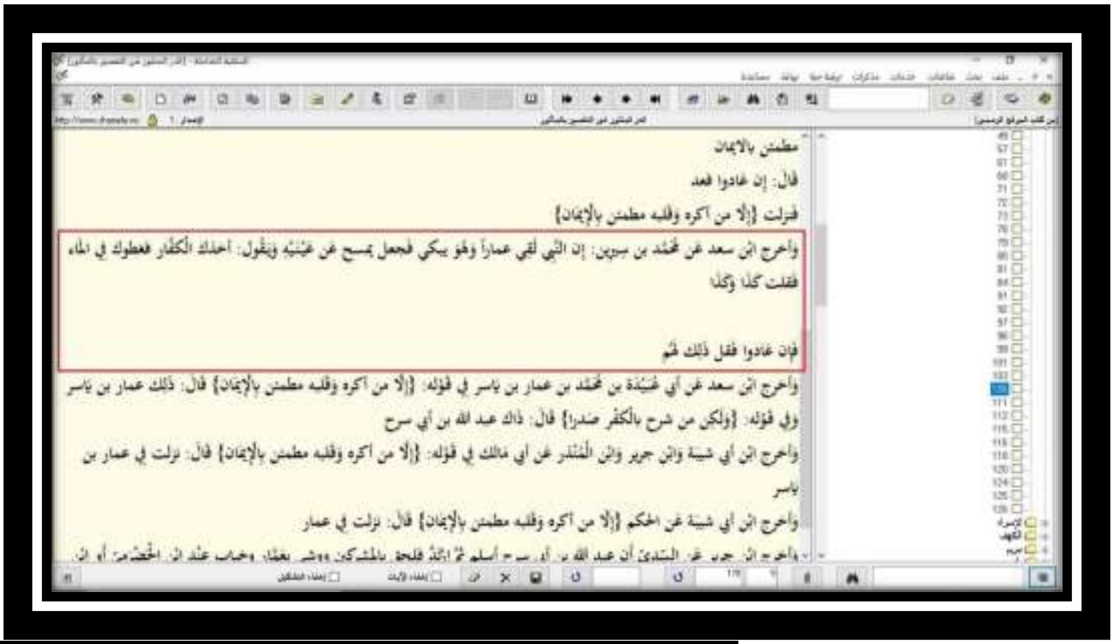

مطمئن بالإيمان

قال: إن عادوا فعد

فنزلت {إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان}

وأخرج ابن سعد عن محمد بن سيرين: إن النبي لقي عماراً وهو يبكي فجعل يمسح عن عينيه ويقول: أخذك الكفار فغطوك في الماء فقلت كذا وكذا

فإن عادوا فقل ذلك لهم

وأخرج ابن سعد عن أبي عبيدة بن محمد بن عمار بن ياسر في قوله: {إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان} قال: ذلك عمار بن ياسر وفي قوله: {ولكن من شرح بالكفر صدرا} قال: ذاك عبد الله بن أبي سرح

وأخرج ابن أبي شيبة وابن جرير وابن المنذر عن أبي مالك في قوله: {إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان} قال: نزلت في عمار بن ياسر

وأخرج ابن أبي شيبة عن الحكم {إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان} قال: نزلت في عمار

www.KitaboSunnat.com

تفسیر درمنثور جلد چہارم   360   النحل

کے پروردگار کا معاملہ ان کے ساتھ جنہوں نے ہجرت کی بڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد پھر جہاد بھی کیا اور (مصائب میں) صبر سے کام لیا ہے بے شک آپ کا رب ان آزمائشوں کے بعد (ان کے لیے) بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم مجھ سے جدا ہو جاؤ جس کو قوت ہو وہ رات کے آخری حصہ تک تاخیر کرے اور جسے یہ طاقت نہ ہو وہ رات کے ابتداء میں ہی چلا جائے اور جب تم سن لو کہ میں امن کے ساتھ مدینہ پہنچ گیا ہوں تو تم میرے پاس آ جانا۔ حضرت بلال، خباب، عمار اور قریش کی ایک لونڈی جو اسلام قبول کر چکی تھی۔ صبح کے وقت مشرکوں کے ہتھے چڑھ گئے، انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ اسلام کا انکار کرے لیکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی لوہے کی زرہیں دھوپ میں گرم کرتے پھر حضرت بلال کو پہناتے، جب وہ گرم لوہا آپ کو پہناتے تو آپ احد احد کا نعرہ لگاتے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو وہ کانٹوں میں گھسیٹتے تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تقیہ ایسا کلمہ کہہ دیا جو انہیں اچھا لگا، اس مسلمان لونڈی کے لیے ابوجہل نے چار کیل لگائے پھر ان کے درمیان اس کو لٹا کر باندھ دیا پھر اس کے دل میں نیزہ مار حتی کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر مشرکین نے حضرت بلال، خباب اور عمار رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیا۔ یہ صحابہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور اپنی تکالیف کی خبر دی، حضرت عمار نے جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو نے یہ کلمہ کہا تھا تو تیرے دل کی کیفیت کیا تھی؟ کیا کلمہ کفریہ کے ساتھ تمہارا دل مطمئن تھا یا نہیں؟ عمار نے کہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل کی: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے دلائل میں ابو عبیدہ بن محمد بن عمار من ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر کو پکڑ لیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات نہ کہے اور ان کے باطل معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ پھر انہوں نے حضرت عمار کو چھوڑ دیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عرض کی: میں نے آپ کے بارے نازیبا کلمات کہے اور ان کے معبودوں باطلہ کا خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے (اب میرے لیے کیا حکم ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تیرے دل کی کیفیت کیا تھی؟ حضرت عمار نے عرض کی: دل تو ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ فرمایا: اگر وہ دوبارہ ایسی بات پر مجبور کریں تو تم کہہ دینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ملاقات حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ہوئی جب کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ غم خوار نبی نے اپنے غلام کے آنسو پونچھے اور فرمایا: تجھے کفار نے پکڑ لیا تھا اور تجھے پانی میں غوطے دیئے تھے اور تو نے ایسا ایسا کہا تھا۔ اگر وہ پھر ایسا ایسا کہنے پر مجبور کریں تو کہہ دو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 216

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

سورہ انعام: فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ وَّلَا يُرَدُّ بَأْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ(147)

پھر اگر تجھے جھٹلائیں تو کہہ دو کہ تمہارا رب بہت وسیع رحمت والا ہے، اور اس کا عذاب نہیں ٹلے گا گناہگار لوگوں سے۔

کیا یہاں فقل سے مراد رخصت ہے کہ اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلائیں تو تمہیں اختیار ہے چاہے تو کہہ دینا چاہے تو نہ کہنا تمہارا رب بہت وسیع رحمت والا؟

وماتت فيها غريباً وحيداً بلا خلاف بين سائر المؤرخين ، ومنه يعلم من هم الناس الذين وصفوا بالضلالة!

هذا ، وقد روى الشيخ المفيد في أماليه بسنده عن أمير المؤمنين الإمام علي عليه السلام أنه قال : «خالطوا الناس بألسنتكم وأجسادكم ، وزايلوهم بقلوبكم وأعمالكم»(١).

ولست أدري كيف تكون مخالفة مخالطة الناس بأخلاقهم ومخالطتهم باللسان والمخالفة في الأعمال والمزايلة بالقلوب من غير تقية؟!

الحديث الثالث : أمر النبي ﷺ عمار بن ياسر بالتقية :

وهو ما أشرنا إليه في قصة عمار وأصحابه الذين أظهروا كلمة الكفر بألسنتهم وقلوبهم مطمئنة بالإيمان.

فقد روى الطبري بسنده عن أبي عبيدة بن محمد بن عمار بن ياسر ، أنه قال : (أخذ المشركون عمار بن ياسر فعذبوه حتى باراهم في بعض ما أرادوا ، فشكا ذلك إلى النبي ﷺ فقال النبي ﷺ : «كيف تجد قلبك؟» قال : مطمئناً بالإيمان ، قال النبي ﷺ : «فإن عادوا فعد»(٢)).

وفي تفسير الرازي أنه قيل بشأن عمار : (يا رسول الله! إن عماراً كفر! فقال : «كلا ، إن عماراً ملئ إيماناً من قرنه إلى قدمه ، واختلط الإيمان بلحمه ودمه ، فأتى عمار رسول الله ﷺ وهو يبكي ، فجعل رسول الله ﷺ يمسح عينيه ويقول : ما لك؟ إن عادوا لك فعد لهم بما قلت»(٣)).

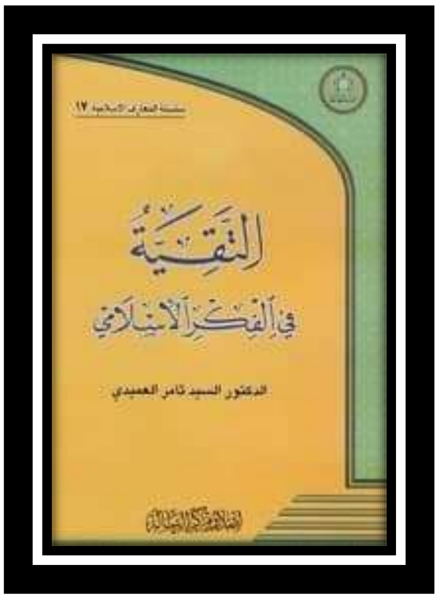

حديث الثالث : امر النبی عمار بن یاسر بالتقیۃ ۔ صفحہ 64

الحمد للہ یہاں ثابت ہو گیا کہ (فعد) اور (فقل) دونوں طرح سے جناب عمار کو رسول خدا امر کر رہے ہیں، اور اللہ نے اپنے رسول کی اطاعت کو امت پر فرض قرار دیا ہے۔

(قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ)[3آل عمران 32]۔

اے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اگر تم نے اعراض کیا تو بیشک اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

(مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ)[4 /النساء 80]۔

جس کسی نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ ہی اطاعت کی۔

(وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ) [4النساء64]۔

ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے"

- 7288حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «§دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا -[95]- أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ«

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:
"میں تمیں جس کام سے منع کروں اس سے باز رہو اور جس کام کا حکم دوں اسے بقدر استطاعت (طاقت کے مطابق) بجالاو تم سے پہلے لوگوں کو ان کے کثرت سوالات اور انبیاء علیہم السلام سے اختلاف نے ہلاک کر ڈالا تھا۔

https://al-maktaba.org/book/33757/12140#p1

اب اس کے باوجود بھی ممتاز قریشی اپنی ڈھٹائی پر ڈٹے رہیں تو اس مورد پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ بنی کریم ص نے جناب عمار کو نصیحت کی کہ آئندہ تقیہ پر عمل کرنا رخصت ہونے کے باوجود، لیکن ممتاز قریشی کا عقیدہ یہ ہے کہ تقیہ باعث ندامت عمل ہے اور مومن اسکو انجام دینے کے بعد شرمندہ ہوتا ہے، کیا نبی ص جناب عمار کو ایسا عمل کرنے کا مشورہ دے سکتے ہیں جو باعث ندامت وشرمندگی ہو؟ جبکہ نبی ص نے خود کہا ہے (لاینبغی للمومن ان یذل نفسہ)، مومن کو اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرنا چاہئے۔

الصوفية لهم طريقة معروفة تسمى طريقة أهل الملامة، يعني: تجد الواحد منهم يقول: أنا أصلح باطني ولا علي من الظاهر، فتجده يذهب يسرق حتى يلومونه الناس ويذمه الناس، يقول: أنا باطني صالح، لكن ما علينا خلي الناس يذمونه، ما علينا يسرق أمام الناس، ويفعل، يفعل أشياء، ويزعمون أنهم يحتملون ملام الناس لهم على ما يظهرونه من الأعمال السيئة؛ ليخلص لهم ما يبطنونه من الأحوال، يقول: أنا أعمل أشياء في الظاهر يذمني الناس عليها ويلومونني حتى يصلح باطني.

الرد عليهم: إن هؤلاء أذلوا أنفسهم، وفي الحديث: (لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه)

ثانيا: أن هؤلاء ردوا باطن الأمور، وهم يقولون: نريد أن نخالف المرائي، المرائي يظهر الخير، ويبطن الشر، نحن بالعكس نظهر الشر ونبطن الخير.

نقول لهم: أنتم رددتم باطل المرائين بباطل آخر، والباطل لا يرد بالباطل، والصراط المستقيم بين ذلك، حسن في ظاهره كالمرائين، وحسن في باطنه كالملامية.

حكم الذين يصعقون عند سماع الأنغام الحسنة، وهو تصنع ومظاهرة ومخادعة للناس، أو ترنح بأن يدور، وهو يذكر، فيختل عقله، ثم يصعق، ويسقط، هؤلاء المبتدعون ضالون؛ إذ ليس للإنسان أن يستدعي ما يكون سبب زوال عقله.

ثانيا: لأنه لم يكن في الصحابة والتابعين من يفعل ذلك، ولو عند سماع القرآن، وهو خير منا، فكيف نصل إلى ما لم يصلوا إليه؟ بل كانوا، بل كان الصحابة كما وصفهم الله: {إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (2) }

اس کے جواب میں ممتاز قریشی وہی اسکین لگائیں گے جو تقیہ مداراتی ہے، جو کہ مستحب ہے، جس میں اختلاف ہے کہ یہ تقیہ کی اقسام میں ہے کہ نہیں کیونکہ معاشرے میں حسن سلوک اور سب کو قریب کر رہنا ایسا بھی اچھا عمل، مگر تقیہ مداراتی کے قائل کا کہنا ہے یونکہ اس میں بھی دل میں مخالین کی عداوت ہوتی ہے ظاہر میں ان سے دوستی، اس لئے تقیہ کے اقسام میں ہے، اور یہ اہلسنت کے یہاں بھی ہے، اوپر تفسیر مراغی کے حوالے میں ممتاز قریشی نے کہا(غیر ضروری جواب)، انسان اپنے ذہن کے مطابق ہی کلام کو سمجھے گا، تفسیر مراغی میں صاحب کتاب کہتے ہیں: "کیونکہ کفار سے دوستی نہ کرنا مومنین پر ہر حال میں لازم ہے۔ کیونکہ شرعی قانون یہ ہے؛ نقصان اور ضرر کو اپنے سے دور کرنا مصلحت کو حاصل کرنے پر مقدم ہے اور جب ضرر اور نقصان کو اپنے سے دور کرنے کے لئے دشمن سے دوستی جائز ہے تو کفار کے ساتھ دوستی کے ذریعے مسلمانوں کی منفعت کو حاصل کرنا بھی یقیناً ضروری ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

لہذا اسلامی ممالک غیر اسلامی ممالک سے مسلمانوں کے فائدے کی خاطر تعلق پیدا کر سکتے ہیں اور اور ایک دوسرے سے معاہدے کر سکتے ہیں۔اب یہ فائدہ ممکن ہے نفع حاصل کرنے کی صورت میں ہو یا ضرر کو اپنے سے دور کرنے کی صورت میں۔ لیکن اگر غیر اسلامی ممالک سے تعلق قائم کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کا نقصان ہو تو اسلامی ممالک کو غیر اسلامی ممالک سے رابطہ قائم کا حق نہیں ہے۔

تقیہ مداراتی کی عبارت جس میں ضعف (مجبوری) {و لا يختص هذه موالاة بحال الضعف}

اور کفار کے ساتھ اس قسم کی دوستی مسلمانوں کے کمزور ہونے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اگر اس سے مسلمانوں کے مفاد وابستہ ہو تو دوستی جائز ہے۔

تفسیر المراغی

اس کا جواب یہ ہے صحابہ کی اکثریت جناب عمار کا فضیلت میں مقابلہ نہیں کر سکتی، آپ جناب عمار کو مفضول ثابت کرنا چاہتے ہیں، جبکہ جناب عمار نے اپنی جان بچا کر اسلام کی بہت خدمات انجام دی ہے، ابتداء سے آخر جنگ تک رسول ص کے ساتھ رہے اور رسول ص کے بعد حضرت علی ع کے رقاب میں شامل ہو کر تاویل قرآن پر جنگ کی اور باغی گروہ کو واجب القتل جان کر انکا سر اتارنے صفین گئے اور اس جنگ میں جنت کی دعوت دینے والے حدیث نبوی میں قرار پائے، حضرت عمار کی ان لوگوں پر فضیلت اس اعتبار سے سمجھ لیں کہ وہ لوگ شہید ہو کر جنت چلے گئے، کیونکہ انکی طلب جنت تھی، اور جنت خود جسکی مشتاق ہو وہ علی ع، عمار ع اور سلمان ہیں۔

آپ نے کہا: (علماء کرام کے نزدیک اپنی جان کے خوف سے حق کے خلاف یا کرنا جائز ہے)، یہ جواب سبل السلام ابن حجر کے اسکین پر دیا گیا ہے جس میں درود سے لفظ آل کے متعلق سوال ہوا ہے، جواب میں انہوں نے کہا اصل طریقہ درود کا وہی ہے جو روایت میں وارد ہوا ہے "آل کے ساتھ" اسے بنی امیہ کے دور میں حذف کر دیا گیا تقیتاً کیونکہ بنی والے آل کے ذکر سے کراہیت کرتے تھے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

💡ممتاز قریشی کا عقیدہ ہے تقیہ باعث ندامت، شور کا گوشت کھانے جیسی رخصت، جھوٹ اور منافقت ہے، اس دور میں علماء اہلسنت کی عوام اور علماء نے جھوٹ بولا منافقت کی سور کھایا، اور اسی جھوٹ منافقت اور سور خوری پر انکا خاتمہ ہوا، آج جب تقیہ کا دور نہیں ہے اہلسنت کی اکثریت کیوں آدھی درود پڑھ کر سور خوری جھوٹ اور منافقت میں مبتلاء ہے؟

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جو اگر خلاف حق بات کہیں تو اس سے کسی اور کا ایمان نہ بدلے۔
انبیاء، امام اور علماء اگر ظلم و ستم سے تنگ آکر کسی کفر یا غلط مسئلہ کا اقرار کر لیں تو بے شک اپنا ایمان تو بچا لیں گے لیکن ان لاکھوں انسانوں کے ایمان کا کیا بنے گا جن کی نگاہیں انبیاء، امام اور علماء کی سیرت و سنت پر لگی ہوئی ہیں!؟
اگر انبیاء، امام اور علماء نے کفریہ عقائد کا اقرار کر لیا، کوئی غلط فتوی دے دیا، کوئی غیر اسلامی عمل کر لیا تو لاکھوں کے ایمان بدل جائیں گے! ان گمراہ ہونے والوں کا حشر کے دن ذمہ دار کون ہوگا؟
یہ آیت صرف ان لوگوں کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت دیتی ہے جن کے کلمہ کفر کہنے سے کسی اور کے ایمان کا اندیشہ نہ ہو یعنی کلمہ کفر کا تعلق صرف ایک دل سے ہو زیادہ دلوں تک اس کا اثر نہ ہو۔
الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان

💡ممتاز قریشی نے یہاں جھوٹ اور تقیہ سے کام لیا ہے انہوں نے عقیدہ میں کہا نبی امام وغیرہ کے لئے تقیہ درست نہیں ہے وغیرہ میں انکے یہاں علماء بھی شامل ہیں خود انکی ویبسائٹ **دار التحقیق** پر موجود ہے علماء کے لئے تقیہ درست نہیں ہے، اور قرآن سے استدلال کیا ہے:

سورہ نحل کی آیت نمبر 106 نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جو اگر خلاف حق بات کہیں تو اس سے کسی اور کا ایمان نہ بدلے۔

انبیاء، امام اور علماء اگر ظلم و ستم سے تنگ آکر کسی کفر یا غلط مسئلہ کا اقرار کر لیں تو بے شک اپنا ایمان تو بچا لیں گے لیکن ان لاکھوں انسانوں کے ایمان کا کیا بنے گا جن کی نگاہیں انبیاء، امام اور علماء کی سیرت و سنت پر لگی ہوئی ہیں!؟

https://darultehqiq.com/%D8%A7%D9%86%D8%A8%DB%8C%D8%A7%D8%A1-%DA%A9%D8%B1%D8%A7%D9%85-%D8%A7%D9%88%D8%B1-%DA%A9%D8%A7%D9%85%D9%84-%D9%85%D8%A4%D9%85%D9%86%DB%8C%D9%86-%DA%A9%DB%92-%D9%84%D8%A6%DB%92-%D8%AA%D9%82%DB%8C%DB%81/

جعفر صادق: جب آپ شرائط کے پابند نہ رہ سکے تو اختصار سے آپ کو کیا لینا دینا۔ بند گلی میں پہنچ جانا محاورتاً بولا گیا تھا آپ نے حقیقت سمجھ کر دل پر لے لیا۔
یقین کریں کہ مجھے کوئی تحریر یا اسکین بنا کر نہیں دے رہا اور یہی سچ ہے۔ سب جانتے ہیں کہ میں تقیہ نہیں کرتا، اور نہ میرے نزیک تقیہ نیکی یا صبر ہے۔ میرا اصل دین و ایمان بھی تقیہ نہیں ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

آپ خود کو طالب علم کہتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ "آپ کی طرح اتنا گیا گذرا اور بیوقوف نہیں ہوں!!!" اللہ کے بندے میں نے پوری گفتگو میں ایک بھی ذاتی تاویل یا خود ساختہ رائے نہیں دی۔ کسی ایک نکتے کی نشاندھی کر دیں جہاں ذاتی رائے سے کوئی بات کہی ہو۔

مجھے نشانہ بناتے ہوئے آپ اصل میں تمام سنی و شیعہ جید علماء کرام کو گیا گذرا کہہ رہے ہیں کیونکہ دس سنی و شیعہ علماء کرام اس فرمان نبی سے رخصت اور حکم کا فرق نہیں جان سکے جو شیعہ علی ناصر کو سمجھ میں آ گیا۔ (یہ اور بات ہے کہ دوران گفتگو پوچھنے کے باوجود موصوف وہ فرق بیان تک نہیں کر سکے۔)

☜ میرے بھیجے گئے تمام اسکینز آپ کے حق میں نہیں ہیں کیونکہ:

تمام علماء کرام نے نبی کریم کے اس فرمان کو **اگر** سے شروع کیا ہے جو فرمان نبی کے لفظ **ان** کا ترجمہ ہے۔

ایک عام فہم بھی سمجھ سکتا ہے کہ کسی حکم میں اگر مگر کی گنجائش نہیں ہوتی اور جہاں اگر مگر ہو وہ حکم نہیں کہلاتا۔

مثال کے طور پر: اگر پڑھنا چاہو تو پڑھو۔

اگر آنا چاہو تو آ جاؤ۔

اگر کفر کہنے کا بولیں تو کہہ دو۔

اگر پیاس لگے تو پانی پی لو۔

یہ جملے اجازت کے ذمرے میں آتے ہیں۔

حکم کے جملے یہ ہیں۔

نماز پڑھو۔

زکوات دو۔

روزہ رکھو۔

جھوٹ نہ بولو وغیرہ وغیرہ

اختصار کے پیش نظر آیات قرآنی نہیں رکھ رہا۔

کیا کبھی دیکھا ہے کہ کسی نے یہ کہا ہو کہ

اگر نماز پڑھنا ہو تو پڑھو۔

اگر روزہ رکھنا ہے تو رکھو۔

اگر زکوات دینی ہے تو دے دو۔

ان جملوں سے حکم حکم نہیں رہتا بلکہ ہر کسی کی خواہش کا پابند ہو جاتا ہے۔ حکم میں ایسی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

تقیہ میں **اگر** اس صورتحال (مجبوری) کی وجہ سے ہے جس کے ساتھ یہ **رخصت** مشروط ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

عد اعادہ کرو۔۔

خود آپ بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ نبی نے حضرت عمار کو یہ کہا کہ * وہ پھر ایسا کریں تو دوبارہ یہی کرنا *

غضب خدا کا! مجبور کو دی گئی اس رخصت کو آپ لوگوں نے پورا دین وایمان ہی تقیہ سمجھ لیا ہے !

آخری بات جس کا آپ کو جواب دینا ہے۔

سوال: جس منطق سے تقیہ کو حکم سمجھ رہے ہیں اسی منطق سے خنزیر مردار اور خون بھی اہل تشیع کے ہاں واجب اصل دین نیکی اور محبوب عبادت ہے کہ نہیں۔؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں جبکہ من وعن وہی حکم وہی امر انہی الفاظ سے حرام کھانے کے لئے قرآن و سنی وشیعہ تمام تفاسیر میں موجود بھی ہے۔

1: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے ہاں جو ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے

(سورت البقرہ 173)

2: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۟ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ پاسوں سے قسمت معلوم کرو یہ سب گناہ (کے کام) ہیں آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو ان سے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرتے رہو (اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورت المائدہ 3)

مفہوم: تم پر مرا ہوا جانور، لہو اور سور کا گوشت وغیرہ حرام ہے اگر سخت مجبوری ہو تو کھانے کی اجازت ہے۔

تفسیر در منثور میں وہی موقف ہے جو اہل سنت کا ثابت کیا گیا ہے۔ آپ سے جو پوچھا جاتا ہے اس پر توجہ دیا کریں۔

رخصت حرام کام میں دی جاتی ہے۔ تقیہ اور خنزیر کھانا دونوں حرام بھی ہیں اور مخصوص شرائط کے ساتھ جائز بھی ہیں۔ افضل کام ان سے بچنا ہے۔

دو قرآنی آیات اور فقل سے حکم یا رخصت !

1: پہلی آیت میں رخصت اس وقت ہوتی جب حرام کی اجازت ہوتی۔ واضح بیان کیا گیا ہے نبی کے پاس علم آچکا تھا اور اب مباہلے کا حکم دیا جارہا ہے۔

2: دوسری آیت میں گنہگاروں کے جھٹلانے پر کہا جارہا ہے کہ اللہ کے عذاب سے ڈراؤ۔ یہاں بھی کوئی حرام کام کی اجازت نہیں دی جارہی جسے رخصت کہہ سکیں۔

☜ آپ کی مثال درست نہیں ہے۔ دوبارہ کوشش کریں اور قرآن و سنت سے کوئی ایک ایسا حکم دکھائیں جو حرام بھی ہو اور ہم پر فرض بھی ہو۔ جس طرح آپ لوگوں نے تقیہ پر ہاتھ صاف کیا ہے !

علی ناصر شیعہ کا اِقرار کہ اہل تشیع کے ہاں تقیہ فرض ہے۔

☜ بالآخر بلی تھیلے سے باہر آگئی ہے۔ آپ نے اقرار کر لیا ہے کہ تقیہ بحالت مجبوری کوئی رخصت نہیں بلکہ فرض ہے کیونکہ حضرت عمار بن یاسر کو نبی نے حکم دیا اور رسول کی اطاعت امت پر فرض ہے، مطلب تقیہ فرض ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

آپ نے شیعہ کتاب "التقیہ فی الفکر الاسلامی" سے اسکین رکھ کر میرے لئے مزید آسانی کر دی ہے۔ ویسے اس اسکین میں ایسی کوئی خاص بات نظر نہیں آئی جو اہم ہو۔ حضرت عمار کا واقعہ اور وہی نبی کریم کا ارشاد بیان ہوا ہے جو اس وقت زیر بحث ہے۔

میں قارئین کو اسی کتاب سے شیعہ تقیہ کی اصل حقیقت دکھاتا ہوں، جس کے اقرار یا انکار کرنے کی آپ کو توفیق نہیں مل رہی۔

٨٢ .... التقيّة في الفكر الإسلامي

الحديث الأوّل . التقية ترس المؤمن وحرزه :

عن عبدالله بن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : « التقيّة ترس المؤمن ، والتقيّة حرز المؤمن » (١).

الحديث الثاني . التقية جنّة المؤمن :

عن محمد بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : « كان أبي عليه السلام يقول : وأي شيء أقر لعيني من التقيّة ؟ إن التقيّة جُنّة المؤمن » (٢).

الحديث الثالث . التقية حصن المؤمن :

وعن الإمام الصادق عليه السلام أنّه قال للمفضل : « إذا عملت بالتقيّة لم يقدروا في ذلك على حيلة ، وهو الحصن الحصين وصار بينك وبين أعداء الله سداً لا يستطيعون له نقباً » (٣).

رابعاً . الأحاديث الدالة على عدم جواز ترك التقيّة عند وجوبها :

الحديث الأوّل . تارك التقية كتارك الصلاة :

من مسائل داود الصرمي للامام الجواد عليه السلام قال : قال لي : « يا داود ، لو قلت إن تارك التقيّة كتارك الصلاة لكنت صادقاً » (٤).

(١) أصول الكافي ٢ : ٢٢١ / ٢٣ ، باب التقيّة.

(٢) أصول الكافي ٢ : ٢٢٠ / ١٤ ، باب التقيّة.

(٣) تفسير العياشي ٢ : ٣٥١ / ٨٦، وأنظر : الوسائل ١٦ : ٢١٣ / ٢١٣٨٩ باب ٢٤ من أبواب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

(٤) وسائل الشيعة ١٦ : ٢١١ / ٢١٣٨٢ باب ٢٤ من أبواب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، نقله عن مستطرفات السرائر ، وأورده الصدوق في الفقيه عن الإمام الصادق عليه السلام . وأنظر : الفقيه ٢ : ٨٠ / ٦ باب صوم يوم الشك.

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

من ديني ودين آبائي ، ولا إيمان لمن لا تقية له » (١).

الحديث الثالث . لا دين لمن لا تقية له :

تقیہ نہ کرنے والے کا کوئی دین ہی نہیں ہے۔

عن أبان بن عثمان عن الإمام الصادق ﷺ قال : « **لا دين لمن لا تقية له ، ولا إيمان لمن لا ورع له** » (٢).

الحديث الرابع . لا إيمان لمن لا تقية له :

جس نے تقیہ نہ کیا اس کا ایمان ہی نہیں ہے۔

عن عبدالله بن أبي يعفور ، عن الإمام الصادق ﷺ قال : « **اتقوا على دينكم فاحجبوه بالتقيّة ، فإنّه لا إيمان لمن لا تقية له** » (٣).

وقد مرّ في شرح الحديث الأوّل ما له صلة بالحديثين الثالث والرابع في دلالتهما على عدم اكتمال تفقّه من لم يتّق في مواضع التقية ، لا نفي الدين والإيمان عنه.

ثالثاً . الأحاديث الواردة في بيان أهمية التقيّة :

وصِفت التقيّة في جملة من الأحاديث بأنّها ترس المؤمن ، وحرزه ، وجنّته ، وإنّها حصنه الحصين ونحو هذه العبارات الكاشفة عن أهمية التقيّة.

وربما قد يستفاد من ذلك الوصف والتشبيه وجوبها في موارد الخوف أحياناً ، فكما أن استتار المؤمن في سوح الوغى بالترس من ضرب السيوف وطعن الرماح قد يكون واجباً أحياناً ، فكذلك استتاره بالتقيّة في موارد الخوف لحفظ النفس من التلف ، ومن هذه الأحاديث :

---

(١) أصول الكافي ٢ : ٢١٩ / ١٢ ، باب التقيّة.
(٢) صفات الشيعة / الشيخ الصدوق : ٣ / ٣.
(٣) أصول الكافي ٢ : ٢١٨ / ٥ ، باب التقيّة.

اللہ کی شان ہے۔ اگر واقعی (فعد) اور (فقل) سے تقیہ کا حکم ثابت ہو گیا ہے تو میں نے اوپر دو آیات سے مردار اور سور کے گوشت کھانے کے متعلق اہم سوال پوچھا ہے۔ اس کا ضرور جواب دیجئے گا۔

بیشک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، لیکن تقیہ انبیائے کرام اور خاص کے لئے جائز ہی نہیں ہے۔ قرآن وسنت بلکہ شیعہ کتب کے مطابق حق پر ڈٹ کر جان قربان کرنے والا شہید ہے۔

حضرت ابو سعید خدری (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: سنو! کسی شخص کو جب حق بات کا علم ہو تو وہ لوگوں کے دباؤ اور ان کے خوف کی وجہ سے حق بیان کرنے کو ترک نہ کر دے، سنو! ظالم کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے افضل جہاد ہے۔ الحدیث (مسند احمد ج ۳ ص ۱۹ طبع قدیم، مسند احمد ج ۱۷ ص ۴۲۸، رقم الحدیث: ۱۱۱۴۳، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۱۱۰۱، المستدرک ج ۴ ص ۵۰۵، شعب الایمان رقم الحدیث: ۸۲۸۹، مسند الحمیدی رقم الحدیث: ۷۵۲، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۱۹۱، شرح السنۃ رقم الحدیث: ۴۰۳۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۰۰، جامع المسانید والسنن مسند ابی سعید الخدری رقم الحدیث: ۱۲۸)

Sunnan e Abu Dawood - 4344

کتاب: اہم معرکوں کا بیان جو امت میں ہونے والے ہیں

باب: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْعَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ أَوْ أَمِيرٍ جَائِرٍ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ یا ظالم حاکم کے پاس انصاف کی بات کہنی ہے۔

اصل بات کو چھپانا اور جھوٹ بولنا یہ تقیہ کہلاتا ہے اسلام میں کیا دنیا کے کسی مذہب میں بھی جائز نہیں! صرف اہل تشیع دنیا کا واحد مذہب ہے جس میں ہر خاص و عام کو جھوٹ بولنے کی آزادی ہے اور جب دل چاہے تقیہ کر کے نیکیاں اور صبر کا ثواب پا سکتا ہے، کیونکہ تقیہ نہ صرف جائز بلکہ عین عبادت ہے۔ استغفر اللہ۔

اگر واقعی آپ حق پر ہو تو ذرا ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ

1: اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡتُمُوۡنَ مَآ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ وَ الۡهُدٰى مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الۡكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ۙ

جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجود یہ کہ ہم نے ان لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ایسوں پر خدا اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (سورت البقرہ 159)

سوال: اس آیت کریمہ میں وہ کون لوگ ہیں جنہیں یہ احکامات دئے جا رہے ہیں؟ اور کون لوگ ہیں جن پر لعنت ملامت کی گئی ہے؟

2: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اے ایمان والو اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہ ڈریں یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے۔(سورت المائدہ 54)

سوال: اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے مؤمن کی کونسی خصوصیات بیان فرمائی ہیں؟

3: الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

جو اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا

(سورت الاحزاب 39)

سوال: جب تقیہ ہی اصل دین اور محبوب عبادت ہے اور تقیہ نہ کرنے والے کا کوئی دین و ایمان ہی نہیں ہے تو اس آیت کریمہ کا مقصد کیا ہے؟

یہ نکتہ کئی بار بتاتے ہوئے آپ سے چند سوال پوچھے جاتے رہے ہیں۔ ان کے جوابات کیوں نہیں دئے جا رہے۔

سوال 1: کیا تقیہ جھوٹ اور منافقت نہیں ہے؟ کیا تقیہ کرتے وقت سچ بولا جاتا ہے؟

سوال 2: اگر تقیہ باعث فخر ہے تو حضرت عمار کے رونے کی وجہ کیا تھی؟ کس بات نے انہیں رلایا؟

سوال 3: اگر آیت بعد میں اتری تو اس کے بعد نبی نے حضرت عمار کو یہ دلاسہ دیا کہ تم نے تو سچ بولا ہے، افضل عبادت کر کے آئے ہو۔ ہمارہ اصل دین و ایمان تو یہی ہے۔؟

سوال 4: کیا نبی نے بغیر مجبوری کے، کوئی شرط لگائے بغیر کھلی اجازت دی کہ اے عمار یہ تو نیکی ہے۔ دل کھول کر جب دل چاہے تقیہ کیا کرو؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

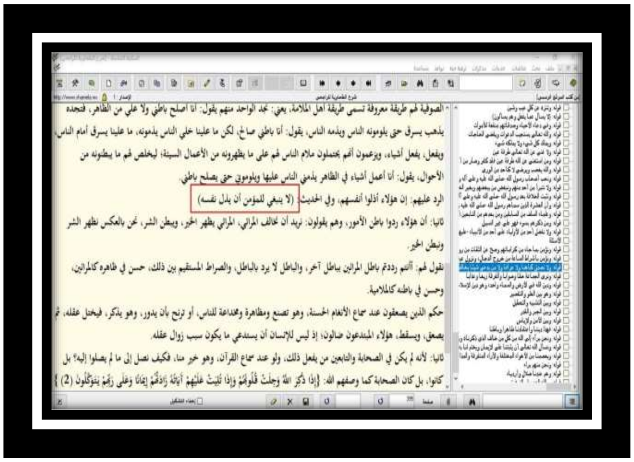
الصوفية لهم طريقة معروفة تسمى طريقة أهل الملامة، يعني: تجد الواحد منهم يقول: أنا أصلح باطني ولا علي من الظاهر، فتجده يذهب يسرق حتى يلومونه الناس ويذمه الناس، يقول: أنا باطني صالح، لكن ما علينا خلي الناس يذمونه، ما علينا يسرق أمام الناس، ويفعل، يفعل أشياء، ويزعمون أنهم يتحملون ملام الناس لهم على ما يظهرونه من الأعمال السيئة؛ ليخلص لهم ما يبطنونه من الأحوال، يقول: أنا أعمل أشياء في الظاهر يذمني الناس عليها ويلومونني حتى يصلح باطني.

الرد عليهم: إن هؤلاء أذلوا أنفسهم، وفي الحديث: (لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه)

ثانيا: أن هؤلاء ردوا باطن الأمور، وهم يقولون: نريد أن نخالف المرائي، المرائي يظهر الخير، ويبطن الشر، نحن بالعكس نظهر الشر ونبطن الخير.

نقول لهم: أأنتم رددتم باطل المرائين بباطل آخر، والباطل لا يرد بالباطل، والصراط المستقيم بين ذلك، حسن في ظاهره كالمرائين، وحسن في باطنه كالملامية.

حكم الذين يصعقون عند سماع الأنغام الحسنة، وهو تصنع ومظاهرة ومخادعة للناس، أو ترنح بأن يدور، وهو يذكر، فيختل عقله، ثم يصعق، ويسقط، هؤلاء المبتدعون ضالون؛ إذ ليس للإنسان أن يستدعي ما يكون سبب زوال عقله.

ثانيا: لأنه لم يكن في الصحابة والتابعين من يفعل ذلك، ولو عند سماع القرآن، وهو خير منا، فكيف نصل إلى ما لم يصلوا إليه؟ بل كانوا، بل كان الصحابة كما وصفهم الله: {إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (2) }

اوپر قرآنی آیات کے ساتھ جو سوال پوچھے گئے ہیں ان کے جواب دینے کی کوشش کریں۔ حقیقت واضح ہو جائے گی۔
ان شاءاللہ

سُنی و شیعہ کے مابین سات اہم اختلافی نکات ہیں۔ ان کے متعلق ون باءون اہل تشیع مؤقف لکھ سکتے ہیں تو بسم اللہ کریں، باقی میں اپنا مقصد حاصل کر چکا ہوں۔ تقیہ کی اقسام پر بحث نہیں ہو رہی۔ پہلے اپنے عقیدہ تقیہ کا دفاع تو کریں۔ گفتگو آخری مراحل میں داخل ہو چکی ہے۔ آج خاص کے لئے تقیہ کا جائز نہ ہونا ثابت کرتا ہوں۔

تقیہ پر اہل سنت و اہل تشیع نظریہ

اہل سنت	اہل تشیع
1: تقیہ باعث ملامت و شرمندگی ہے۔	1: تقیہ محبوب عبادت ہے۔
2: تقیہ صریح جھوٹ و منافقت ہے۔	2: تقیہ جھوٹ اور منافقت نہیں ہے۔
3: تقیہ صبر نہیں بلکہ ثابت قدم رہ کر تکالیف برداشت کرنا صبر ہے۔	3: تقیہ صبر ہے اور کرنے والے کو دہرا اجر دیا جائے گا۔
4: تقیہ نہ کرنے والا تقوی و ایمان کے اعلی درجہ پر ہے۔	4: تقیہ نہیں تو ایمان نہیں ہے۔
5: تقیہ نہ کرنا نیکی ہے اور تقیہ کرنا برائی ہے اس لئے بغیر مجبوری جائز نہیں ہے۔	5: تقیہ کرنا نیکی اور نہ کرنا برائی ہے۔
6: تقیہ صرف سخت ضرورت میں مجبور کو دی گئی رخصت ہے۔	6: تقیہ جب ضرورت ہو کرنا چاہئے۔
7: تقیہ صرف عام کے لئے ہے خاص کے لئے جائز نہیں ہے۔	7: تقیہ خاص و عام دونوں کے لئے جائز ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

صحابہ کی فضیلت کا معیار وہ بتارہا ہے جس کے نزدیک **بعد از نبی سوائے تین صحابہ کے سب مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ۔**

حضرت عمار کی فضیلت کا کس نے انکار کیا؟ موضوع تقیہ ہی رہنے دیں۔

رہی بات درود کے متعلق اعتراض کی تو مجھ سے الگ اس موضوع پر گفتگو کر سکتے ہیں۔ تفصیل سے بتادوں گا کہ اہل سنت کے ہاں کون کون سے درود رائج ہیں اور ان میں آل کا لفظ ہوتا ہے کہ نہیں۔

اب جبکہ آپ خود خاص کے لئے تقیہ جائز ہے یا نہیں کی بات چھیڑ چکے ہیں تو اس لئے میں اس نکتے پر دلیل پیش کرتا ہوں۔

☟☟☟☟☟☟

انبیا علیہم السلام کے لئے تقیہ جائز نہیں ہے۔

الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

(سورت الاحزاب 39)

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

ترجمہ: اے رسول! جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے اس کو پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے (ایسا) نہ کیا تو آپ نے اپنے رب کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر اور ضرر) سے بچائے گا۔

(سورت المائدہ 67)

شیعہ تفسیر سے تائید:

فقد دلت الأدلة العقلية التي لا تحتمل التأويل على أن الأنبياء لا يجوز عليهم الكذب، وإن لم يقصدوا به غرورا ولا ضررا، كما لا يجوز عليهم التعمية في الأخبار، ولا التقية، لأن ذلك يؤدي إلي التشكك في إخبارهم.

ترجمہ: انبیاء کرام کے لیے جھوٹ بولنا گو کسی کو دھوکہ دینے کے قصد سے نہ ہو جائز نہیں جیسا کہ ان پر کسی بات کو چھپانا جائز نہیں اور نہ ان کے لیے تقیہ کی اجازت ہے کیونکہ اس سے ان کی بتائی گئی باتوں میں شک کو راہ ملتی ہے۔ (شیعہ تفسیر مجمع البیان ص 71 ج 7)

https://lib.eshia.ir/12023/7/97

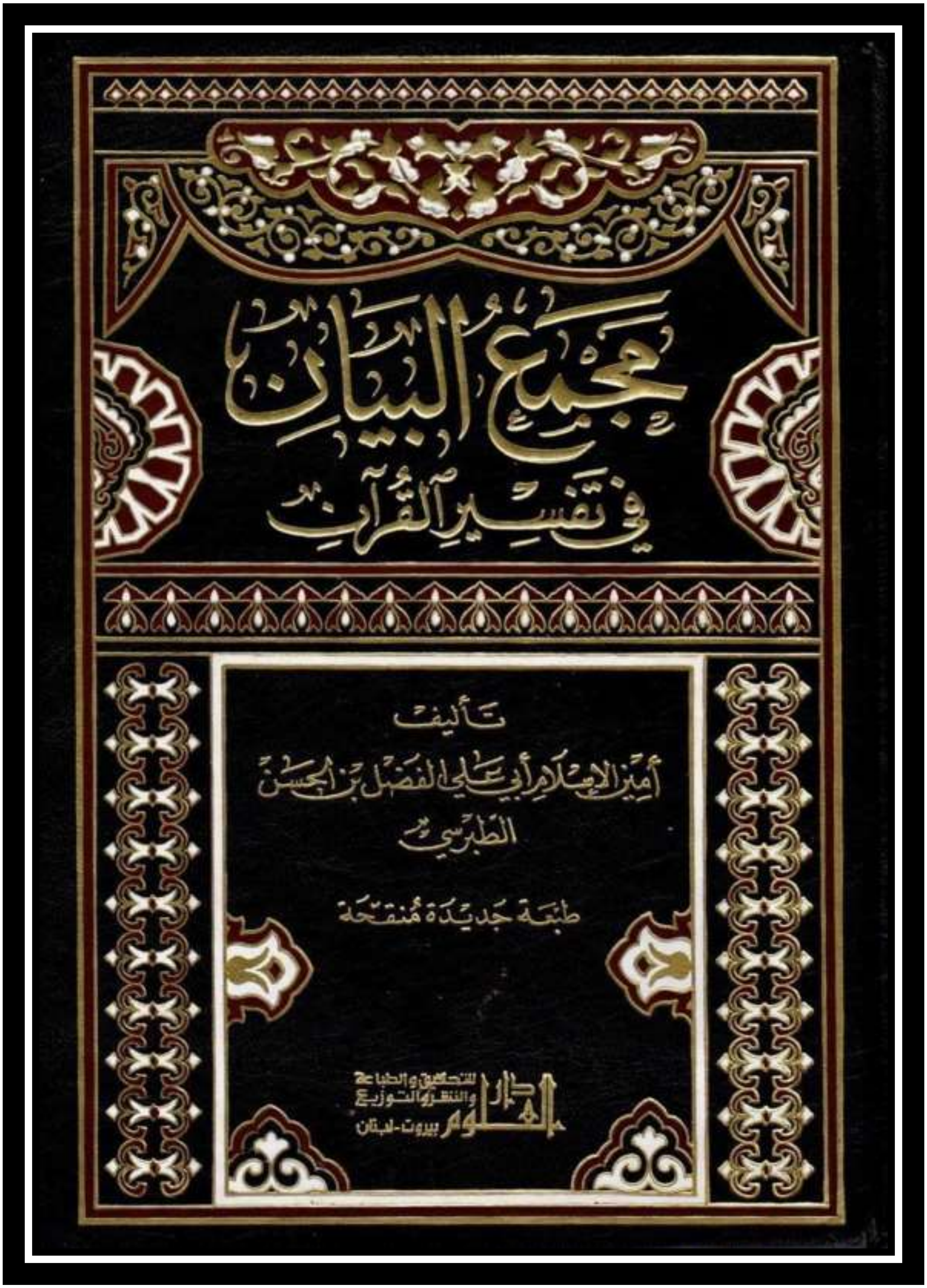

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

﴿فَعَلَهُۥ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَسْـَٔلُوهُمْ﴾ على الوجه الثاني. ويقتضي أن يكون للشرط جزاءان على هذا، والجزاء الثاني معطوف على الأول، التقدير: إن كانوا ينطقون فقد فعله كبيرهم هذا فاسألوهم. والمعنى: إن لم يقدروا على النطق لم يقدروا على الفعل.

● **المعنى:** ثم ذكر سبحانه ما جرى بين إبراهيم وقومه في أمر الأصنام بقوله: ﴿قَالُوا۟﴾ يعني قوم إبراهيم ﴿فَأْتُوا۟ بِهِۦ﴾ أي: فجيئوا به ﴿عَلَىٰٓ أَعْيُنِ ٱلنَّاسِ﴾ أي: بحيث يراه الناس ويكون بمشهد منهم ﴿لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ﴾ عليه بما قاله، فيكون ذلك حجة عليه بما فعل، عن الحسن وقتادة والسدي، قالوا: كرهوا أن يأخذوه بغير بيّنة، وقيل: معناه لعلهم يشهدون عقابه وما يصنع به، أي: يحضرونه، عن ابن إسحاق والضحاك. ﴿قَالُوٓا۟ ءَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِـَٔالِهَتِنَا يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ﴾ المعنى: فلما جاؤوا به قالوا له هذا القول، مقررين له على ذلك. فأجابهم إبراهيم عليه السلام بأن ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهُۥ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَسْـَٔلُوهُمْ إِن كَانُوا۟ يَنطِقُونَ ﴿٦٣﴾﴾.

اختلفوا في معناه وتقديره على وجوه:

أحدها: أنه مقيّد بقوله ﴿إِن كَانُوا۟ يَنطِقُونَ﴾ والتقدير: فقد فعله كبيرهم إن نطقوا فاسألوهم. فقد علق الكلام بشرط ألا يوجد، فلا يكون كذباً، ويكون كقول القائل فلان صادق فيما يقول إن لم يكن فوقنا سماء.

وثانيها: أنه خرج مخرج الخبر وليس بخبر، إنما هو إلزام يدل عليه الحال، فكأنه قال ما ينكرون أن يكون فعله كبيرهم هذا، والإلزام يأتي تارة بلفظ السؤال، وتارة بلفظ الأمر، وتارة بلفظ الخبر. وربما يكون أحد هذه الأمور أبلغ فيه. ووجه الإلزام أن هذه الأصنام إن كانت آلهة كما تزعمون، فإنما فعل ذلك بهم كبيرهم لأن غير الإله لا يقدر أن يكسر الآلهة.

وثالثها: أن تقديره: فعله من فعله على ما تقدم ذكره، وهو قول الكسائي، وأما ما ذكر فيه أنه أراد به الخبر عن الكبير، وقال: إنه غضب من أن يعبد معه الصغار فكسرهنّ، وما رُويَ في ذلك من أن إبراهيم عليه السلام كذب ثلاث كذبات قوله ﴿إِنِّى سَقِيمٌ﴾، وقوله: ﴿بَلْ فَعَلَهُۥ كَبِيرُهُمْ﴾، وقوله في سارة لما أراد الجبار أخذها وكانت زوجته: «إنها أختي» فمما لا يعوّل عليه. فقد دلّت الأدلة العقلية التي لا تحتمل التأويل على أن الأنبياء لا يجوز عليهم الكذب، وإن لم يقصدوا به غروراً ولا ضرراً، كما لا يجوز عليهم التعمية في الاخبار، ولا التقية، لأن ذلك يؤدي إلى التشكيك في إخبارهم. وكلام إبراهيم عليه السلام يجوز أن يكون من المعاريض، فقد أبيح ذلك عند الضرورة، وقد صح عن النبي ﷺ أنه قال: «إن الكذب لا يصلح في جد ولا هزل». وقد قيل في تفسير قوله ﴿إِنِّى سَقِيمٌ﴾: إن معناه: أني سأسقم لأنه لما نظر إلى بعض علم النجوم وقت نوبة حمى كانت تأتيه، فقال: إني سأسقم، وقيل معناه: إني سقيم عندكم فيما أدعوكم إليه، وسنذكر الكلام فيه في موضعه. وأما قوله في سارة: «إنها أختي» فإنما أراد في الدين، قال سبحانه ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾، وقد دل الدليل العقلي على أن الكذب قبيح لكونه كذباً، فلا يحسن على وجه من الوجوه. ﴿فَرَجَعُوٓا۟ إِلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوٓا۟ إِنَّكُمْ أَنتُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٦٤﴾﴾ معناه: فرجع بعضهم إلى بعض وقال بعضهم لبعض: أنتم الظالمون حيث تعبدون ما لا يقدر

نہج البلاغۃ میں سیدنا علی المرتضی نے فرمایا: ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تم کو صدق سے نقصان اور کذب سے نفع ہو وہاں تم کذب پر صدق کو ترجیح دو۔ (نہج البلاغہ ص820، خ457)

تغلب کے مشہور شاعر و سخن داں کلیب اور مہلہل اُس کے ماموں ہوتے تھے۔ اس لئے
سے بھی شعر و سخن کا ورثہ دار تھا اور سرزمین نجد کی آزاد فضا اور عیش و بسم کے گہوارے میں
کے خمیر میں رچ بس گئی تھی۔ چنانچہ حسن و عشق اور نغمہ و شعر کی کیفیت آور فضاؤں میں
کی کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی۔ آخر اس نے مجبور ہو کر اسے الگ کر دیا۔ الگ ہونے کے
طرح داد عیش و عشرت دینے پر اتر آیا اور جب اپنے باپ کے مارے جانے کی اُسے خبر
مختلف قبیلوں کے چکر لگائے تا کہ اُن سے مدد حاصل کرے اور جب کہیں سے حسب دلخو
اور اُس سے مدد کا طالب ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں بھی اُس نے ایک ناشائستہ حرکت
کے لئے ایک زہر آلودہ پیراہن دیا۔ جس کے پہنتے ہی زہر کا اثر اُس کے جسم میں سرایت کر
ہوئی، اور انقرہ میں دفن ہوا۔

(۴۵۵) وقال علیہ السّلام: اَلَا حُرٌّ یَدَعُ هٰذِهِ اللُّمَاظَةَ لِاَهْلِهَا؟ اِنَّهٗ لَیْسَ لِاَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ اِلَّا الْجَنَّةَ، فَلَا تَبِیْعُوْهَا اِلَّا بِهَا۔

(۴۵۵) کیا کوئی جوان مرد ہے جو اس چبائے ہوئے لقمہ (دنیا) کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دے۔ تمہارے نفسوں کی قیمت صرف جنت ہے۔ لہٰذا جنت کے علاوہ اور کسی قیمت پر انہیں نہ بیچو۔

(۴۵۶) وقال علیہ السّلام: مَنْهُوْمَانِ لَا یَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ، وَطَالِبُ دُنْیَا۔

(۴۵۶) دو ایسے خواہش مند ہیں جو سیر نہیں ہوتے طالب علم اور طلب گار دنیا۔

(۴۵۷) وقال علیہ السّلام: اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَیْثُ یَضُرُّكَ عَلَى الْكَذِبِ حَیْثُ یَنْفَعُكَ، وَاَنْ لَا یَكُوْنَ فِیْ حَدِیْثِكَ فَضْلٌ عَنْ عَمَلِكَ وَاَنْ تَتَّقِیَ اللّٰهَ فِیْ حَدِیْثِ غَیْرِكَ۔

(۴۵۷) ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لئے سچائی باعث نقصان ہو، اُسے جھوٹ پر ترجیح دو۔ خواہ وہ تمہارے فائدہ کا باعث ہو رہا ہو اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔

(۴۵۸) وقال علیہ السّلام: یَغْلِبُ الْمِقْدَارُ عَلَى التَّقْدِیْرِ حَتّٰى تَكُوْنَ الْاٰفَةُ فِی التَّدْبِیْرِ۔

(۴۵۸) تقدیر ٹھہرائے ہوئے اندازے پر غالب آ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ چارہ سازی ہی تباہی و آفت بن جاتی ہے۔

قال الرضی: وقد مضى هذا المعنى فيما

سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ مطلب اس سے مختلف لفظوں

۸۲۰

کہاں سیدنا علی کا ارشاد اور کہاں شیعہ کا عقیدہ تقیہ !!

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

اسی نہج البلاغۃ میں ہے کہ سیدنا علی نے فرمایا: خدا کی قسم اگر میرا دشمنوں سے مقابلہ ہو درآں حالیکہ میں اکیلا ہوں اور ان کی تعداد سے زمین بھری ہو تو مجھے کوئی پروا نہیں ہو گی' نہ گھبراہٹ ہو گی کیونکہ جس گمراہی میں وہ مبتلاء ہیں اور اس کے مقابلہ میں جس ہدایت پر ہوں اس پر مجھے بصیرت ہے اور مجھے اپنے رب پر یقین ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور حسن ثواب کی امید ہے۔

نیز اگر تقیہ واجب ہوتا تو سیدنا علی ابتدا میں ہی تقیہ کر لیتے اور ابو بکر سے بیعت کرنے میں چھ ماہ تک توقف نہ کرتے۔ حضرت امام حسین تقیۃ یزید کی بیعت کر لیتے اور اپنے رفقا سمیت کربلا میں شہید نہ ہوتے!

کیا سیدنا علی اور حضرت امام حسین کو یہ علم نہیں تھا کہ جان کی حفاظت کے لیے تقیہ کرنا واجب ہے، فرض ہے اور حضرت عمار کے معاملے میں نبی کا حکم تقیہ کرنے کے متعلق تھا اور کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ امام الائمہ تارک واجب تھے؟

استدلال: انبیائے کرام ہی تقیہ سے کام لینا شروع کر دیں تو ان کی کس بات پر یقین کیا جا سکے گا، کیونکہ ہر بات کے بارے میں یہی شک ہو گا کہ شاید یہ بات بطور تقیہ کہی گئی ہو اور اس کی حقیقت کچھ اور ہی ہو۔ اس طرح تو مقصد رسالت و منصب تبلیغ بالکل ختم ہو جائے گا اور پھر نبی و غیر نبی میں کوئی امتیاز باقی نہ رہے گا۔

نوٹ: آپ نے دار التحقیق سائیٹ کے حوالے سے اعتراض وارد کیا ہے کہ علمائے کرام کے لئے تقیہ جائز ہے کہ نہیں۔ اس نکتے پر آئندہ ٹرن میں سُنی و شیعہ کتب سے دلائل دوں گا۔

ایڈمن کی طرف سے گفتگو ختم کرنے کے لئے ماحول ساز گار بنانے کی کوشش

بخش حسین حیدری شیعہ: سلام ، کچھ مصروفیات کی وجہ سے گفتگو آج پڑھی ہے۔ مسلسل غیر ذمہ دارنہ گفتگو چل رہی ہے اور تقریباً 20 میسج تک ایک کے ہیں لھاذا ایسی گفتگو کرنی ہے تو گفتگو ترک کر دیں جس کا فائدہ نہ ہو۔

علی ناصر شیعہ کے صبر کا پیمانہ لبریز!

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

گفتگو کے اس اہم موڑ پر شیعہ عالم علی ناصر صاحب نے بلواسطہ شکست تسلیم کرلی، کیونکہ انہوں نے عاجز ہو کر انتہائی گھٹیا حرکت کرتے ہوئے اہلسنت متکلم کو ایڈمن شپ سے ہٹادیا اور یکطرفہ اپنے آخری جوابات دینا شروع کردئے۔ حد تو یہ ہے کہ اپنے شیعہ ایڈمن اور گفتگو منعقد کرانے کے ذمہ دار بخش حسین حیدری کو بھی اعتماد میں نہ لیا۔ ایڈمن نے پرسنل میں اس بات کا اقرار بھی کیا۔

<u>بخش حسین حیدری ایڈمن کو عرض بھی کیا گیا کہ آخری جوابات بھیجنے ہیں۔ اس طرح ون سائیڈیڈ گفتگو ختم نہیں کی جاتی، لیکن شیعہ ہو اور کم ظرف نہ ہو، یہ ممکن ہی نہیں ہے۔</u>

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

لاکڈ گروپ میں علی ناصر شیعہ کے آخری جوابات اور اہل سنت کی طرف سے منہ توڑ جواب

علی ناصر (شیعہ مناظر): ایک پوائنٹ مکمل ہوا نہیں، دوسرے نکتہ کی طرف جانا اس بات کی دلیل ہے ممتاز قریشی آوٹ آف سلیبس نہیں جانا چاہتے جو اسکین اور تیاری انکی ہے اسی میں کام نکالنا ہے انکو۔
علامہ طبرسی نے یہاں آیت کے ذیل میں تین معنی کو نقل کیا ہے، نقل کو دلیل بنالینا اہلسنت کا پرانا رواج ہے۔

قال الجبائي: وفي هذه الآية دلالة على بطلان قول الإمامية في جواز التقية على الأنبياء والأئمة، وأن النسيان لا يجوز على الأنبياء، وهذا القول غير صحيح ولا مستقيم

علامہ طبرسی نے جبائی کے ایک قول کو نقل کیا ایک آیت کے ذیل میں اور کہا یہ آیت امامیہ کے قول کو جواز ہر ہے نبی اور امام کے تقیہ کے پر باطل کرتی ہے اور نسیان انبیاء پر جائز نہیں ہے۔ علامہ طبرسی نے کہا یہ قول صحیح نہیں ہے۔ اسکے بعد امامت کے تقیہ پر دلیل ہے، اسکے بعد نبوت پر۔

واضح رہے کہ تقیہ حالات کے اعتبار سے واجب بھی ہے، مستحب بھی ہے، مکرہ نہیں ہے، حرام بھی ہے، اس میں کچھ مورد ایسے بن سکتے ہیں جہاں پر انبیاء کا تقیہ کرنا صحیح ہے اور دوسرے مورد میں صحیح ہوں **لیکن مطلقاً تقیہ انبیاء پر حرام نہیں** یہاں بھی ممتاز میاں کا عقیدہ ثابت نہیں ہوا۔

تقیہ مومن کی junnah ہے جنت نہیں۔ Junnah یعنی سپر جس سے وہ اپنی حفاظت کرتا ہے۔ جناب عمار کو دوبارہ نصیحت کر کے رسول اکرم ص نے بتادیا کہ تقیہ نہ جھوٹ ہے نہ منافقت نہ ندامت و شرمندگی۔ رسول طیبات حلال کرنے آئے ہیں خبائث نہیں (القرآن)
باعث ندامت عمل تقیہ نہیں باعث ندامت عمل مثال کے طور پر یہ ہے کہ کوئی عورت کسی کو غسل کی تعلیم دے۔ باعث ندامت عمل یہ ہے کہ کوئی عورت محرمیت کے لئے جوان مرد کو اجنبی عورت کا دودھ پینے کا فتوی دے دے۔ باعث ندامت عمل یہ ہے کہ شوہر کی تعلیمات اور حکم کو چھوڑ کر عورت گھر سے باہر نکل جائے اور جنگ و جدال پر اتر آئے۔
والحمدللہ رب العالمین۔

پرسنل میں بخش حسین صاحب سے رابطہ کر کے شکوہ کیا گیا تو ان کا ریسپانس ملاحظہ فرمائیں

بخش حسین حیدری شیعہ: السلام علیکم ۔ علی ناصر صاحب کی طرف سے گفتگو ختم کر دی گئی ہے ان کا اعتراض تھا کہ ممتاز قریشی صاحب ایک نقطہ پر گفتگو نہیں کرتے 2020 میسیج کا جواب کون دے۔ لھاذا گفتگو کو ختم کیا جاتا ہے میں نے بارہا کوشش کی کہ گفتگو نقطہ باے نقطہ ہو لیکن نہیں ہو سکی۔ گروپ کھولا جارہاہے ممتاز قریشی صاحب اور علی ناصر صاحب دونوں کا شکریہ آپ لوگوں نے اپنا قیمتی وقت دیا ۔ جزاک اللہ بقایا جو دوستان اس گروپ میں ایڈ من تھے وہ رابطہ کر کے سینئر دوستان سے دوبارہ بن سکتے ہیں۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

اہلسنت کا جواب جسے شیعہ گروپ میں بھیجنے سے زبردستی روک دیا گیا!

جعفر صادق: @بخش حسین: وعلیکم السلام۔ شرائط اسی لئے طئے کی جاتی ہیں کہ گفتگو طریقے سے کی جاسکے۔ علی ناصر صاحب نے جس طرح گفتگو کی وہ سب کے سامنے ہے۔ مجھے تو چھوڑیں آپ کی بھی بات کو سنجیدگی سے نہ لیا۔ موصوف جس طرح چاہتے تھے اسے طرح میں بھی گفتگو کرتا رہا کیونکہ انہوں نے اہل سنت عقیدہ پر اعتراضات کئے تھے، میرے لئے ممکن نہیں تھا کہ شرائط کا بہانہ کرکے گفتگو سے انکار کردوں، تجربہ شاہد ہے بعد میں آپ لوگ اسی بات کو لے کر فتح کے جشن منانا شروع کردیتے ہو۔

الحمدللہ۔۔۔ علمی انداز سے میں نے تقیہ کا صریح جھوٹ ہونا، منافقت ہونا اور اہل تشیع کے ہاں واجب اور نماز، روزہ و دیگر عبادات سے بھی بڑھ کر ہونا ثابت کیا ہے اور شیعہ عالم علی ناصر سے اقرار بھی کروالیا ہے۔

* ☜ شیعہ تقیہ* وہ رخصت نہیں ہے جو اللہ نے ایک مجبور ولاچار کو جان بچانے کے لئے دی ہے۔

@علی ناصر شیعہ! آپ نے شروع سے اب تک کسی ایک نکتے پر گفتگو کی ہی نہیں۔ جیسا جواب یا اعتراض آپ کی طرف سے آتا رہا میں بھی اسی کے مطابق جوابات دیتا رہا۔

علامہ طبرسی نے سورت الانعام آیت 68 کے ذیل میں اہل تشیع عقیدہ بیان کیا ہے جس کے مطابق نبی اور امام بھی تقیہ کرسکتے ہیں۔ (معاذ اللہ) جبکہ دوسری جگہ اس کی نفی بھی بیان کی ہے۔

اور عالم صاحب! میں نے علامہ طبرسی کا قول بطور دلیل نقل کیا ہے۔ نقل کرکے ہی دلیل بنتی ہے، اپنی طرف سے گھڑ کر دلیل نہیں بنائی جاتی۔ جس طرح شیعہ کتب میں امام معصوم کے اقوال ایک دوسرے سے متصادم ہیں اسی طرح شیعہ علماء کے اقوال بھی متصادم ہیں۔

رہی بات تقیہ خاص کے لئے جائز ہے یا نہیں۔ اس پر آج مزید دلائل پیش کرتا ہوں۔

☟ ☟ ☟ ☟ ☟ ☟

تقیہ عام کے لئے رخصت ہے یا خاص (نبی، امام یا علماء) کے لئے بھی جائز ہے؟

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ: جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے وہ نہیں جو (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ بلکہ وہ جو (دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے۔ تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے۔ اور ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

(سورت النحل106)

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جو اگر خلاف حق بات کہیں تو اس سے کسی اور کا ایمان نہ بدلے۔ انبیاء، امام اور علماء اگر ظلم و ستم سے تنگ آکر کسی کفر یا غلط مسئلہ کا اقرار کرلیں تو بے شک اپنا ایمان تو بچالیں گے لیکن ان لاکھوں انسانوں کے ایمان کا کیا بنے گا جن کی نگاہیں انبیاء، امام اور علماء کی سیرت و سنت پر لگی ہوئی ہیں!؟

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ — جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد
اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ — سوائے اُس شخص کے جو مجبور کر دیا گیا ہو اور اُس کا دل
مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ — مطمئن ہو ایمان پر (وہ تو معذور ہے) اس کے برعکس
مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا — جس نے دل کی رضامندی سے کفر کو قبول کر لیا
فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ — تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ — اور اُن کے لیے ہے عذابِ عظیم ﴿١٠٦﴾

اگر انبیاء، امام اور علماء نے کفریہ عقائد کا اقرار کر لیا، کوئی غلط فتویٰ دے دیا، کوئی غیر اسلامی عمل کر لیا تو لاکھوں کے ایمان بدل جائیں گے! ان گمراہ ہونے والوں کا حشر کے دن ذمہ دار کون ہو گا؟ اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہ آیت صرف ان لوگوں کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت دیتی ہے جن کے کلمہ کفر کہنے سے کسی اور کے ایمان بگڑنے کا اندیشہ نہ ہو یعنی کلمہ کفر کا تعلق صرف ایک دل سے ہو زیادہ دلوں تک اس کا اثر نہ ہو۔

الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان
سوائے اس شخص کے جو مجبور کر دیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

یعنی قلبہ سے مراد وہی ایک دل مراد ہے جو کفر بولنے کے باوجود مطمئن ہے اور ایمان پر ہے۔ اس کفر کا اثر اور تعلق دوسروں کے دلوں تک ہرگز نہ ہو۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ آیت انفرادی طور پر کمزور، بے بس، مجبور کو دی گئی ایک رخصت ہے۔ اس آیت میں دی گئی رعایت سے نبی، امام یا علماء ہرگز فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

منافق اور کافر میں بلحاظ کفر کے کوئی فرق نہیں ہے مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ
کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے۔ اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے
(النساء:١٤٦)

کہ منافقوں کو سب سے زیادہ سزا ملے گی۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان لوگوں نے دلی عقیدہ کو چھپایا۔ پس جب کفر کے چھپانے پر سزا بڑھ جاتی ہے تو ایمان کے چھپانے پر بدرجہ اولیٰ بڑھ جانی چاہئے۔

سیدنا علی نے کبھی بھی تقیہ نہیں کیا۔ حضرت علیؓ نے مکہ کی زندگی میں دل میں اسلام رکھا اور ظاہر میں بھی اسلام رکھا۔ اگر تقیّہ جائز ہوتا تو ظاہر میں بت پرستی کرتے کیونکہ وہاں زیادہ خطرہ تھا۔ حضرت علیؓ کو جب مکہ میں کافروں کی طرف سے تکلیف پہنچی تو انہوں نے اپنے ایمان کو بچانے کے لئے وہاں سے ہجرت کر لی۔ اگر مدینہ میں بھی کسی وقت ان کو اپنے ایمان کے بچانے کی ضرورت پڑتی تو وہ ضرور وہاں سے

ہجرت کرتے مگر انہوں نے وفات حضرت عثمانؓ تک وہاں سے ہجرت نہ کی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ان کو وہاں ایمان بچانے کی ضرورت نہ پڑی۔ اگر کوئی کہے کہ انہوں نے کوفہ میں ہجرت کی تھی تو وہ اپنی خلافت کے زمانہ میں کی تھی جب کہ ڈر نہیں رہا تھا۔
پس عجیب بات یہ ہے کہ جو بات کمزوروں کے لئے جائز ہے وہ اہل تشیع کے ہاں سیدنا علیؓ میں پائی جائے اور جو بات کامل مومنوں کے لئے لازم تھی وہ آپ میں مفقود ہو؟

آیت استخلاف اور تقیہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بد کردار ہیں۔

(سورت النور 55)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا | وعدہ فرمایا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ | تم میں سے اور کیے اُنہوں نے اچھے عمل
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ | کہ ضرور خلیفہ بنائے گا ان کو زمین میں
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ | جس طرح خلیفہ بنایا تھا اس نے ان لوگوں کو جو
مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ | ان سے پہلے تھے اور ضرور قائم کردے گا مضبوط بنیادوں پر
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى | اُن کے لیے اُن کے اس دین کو جسے پسند کرلیا ہے اللہ نے
لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ | اُن کے لیے اور ضرور بدل دے گا اُن کی حالتِ خوف کو
اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ | امن سے۔ پس وہ میری عبادت کرتے رہیں اور نہ شریک بنائیں
بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ | میرے ساتھ کسی کو اور جو کفر کرے گا اس کے بعد
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ | تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں ﴿۵۵﴾

آیت استخلاف میں صرف خلفاء کا ذکر ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے خلفاء کی ایک پہچان بتائی ہے کہ دوران خلافت خوف کے معاملے بھی پیش آئیں گے مگر وہ دور ہو جائیں گے اور ان کا دین پوشیدہ نہیں ہو گا اور یہ بھی فرمایا کہ میری عبادت میں کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت !

اس آیت میں خلفاء کی تین علامتیں:

1: ان سے خوف کا دور ہونا۔

وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

(اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا)

2: ان کا اپنے دین کو ظاہر کرنا۔

يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا

(وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔)

3: عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔

يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا

(وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔)

اگر ہم حضرت علیؓ کو معاذاللہ تقیہ باز سمجھیں اور ان کو پہلا خلیفہ یعنی خلیفہ بلافصل سمجھیں تو ان تینوں میں سے ایک علامت بھی حضرت علیؓ میں پوری نہیں ہوتی، جبکہ خلفائے ثلاثہ کے دور میں یہ تینوں پوری ہوئی ہیں۔

اہل تشیع کا موقف ہے کہ

1: سیدنا علیؓ بعد از نبی حالت تقیہ میں رہے، یعنی مجبور، بے بس اور کمزور تھے (معاذاللہ)

2: سیدنا علیؓ بعد از نبی کبھی اپنے دین کو ظاہر نہ کر سکے۔ (معاذاللہ)

3: سیدنا علیؓ کی نمازیں اور دیگر عبادات تقیہ کی وجہ سے اہل سنت کے عقائد و نظریات کے مطابق تھیں۔

اگر حضرت علی کو تقیّہ باز نہ سمجھیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ سیدنا علیؓ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ مجبور، بے بس اور کمزور ہو کر تقیہ کا سہارہ لیں تو پھر تینوں باتیں سیدنا علیؓ میں بھی پوری ہوتی ہیں۔

حضرت عمار کو دوبارہ بھی بحالت مجبوری رخصت کی اجازت دی گئی۔ تقیہ طیبات میں سے ہرگز نہیں ہے۔ پہلے دن سے سمجھاتا آرہا ہوں۔ باقی مختلف اعتراضات پوری گفتگو میں آپ ڈھکے چھپے الفاظ میں کرتے رہے ہیں۔ جب بھی چاہیں ان میں سے کسی پر بھی گفتگو کر سکتے ہیں۔ گفتگو کا آج اختتام کرتے ہیں۔

قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ علی ناصر صاحب میرے دلائل پر کوئی تشفی بخش گفتگو نہیں کر سکے۔ تقیہ کے متعلق کس کا موقف حق پر ہے اور کس نے کہاں ٹھوکر کھائی ہے، وہ سب ہماری گفتگو سے عیاں ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو دین کی درست سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

وَما كانَ لِنَفسٍ أَن تُؤمِنَ إِلّا بِإِذنِ اللَّهِ ۚ وَيَجعَلُ الرِّجسَ عَلَى الَّذينَ لا يَعقِلونَ{10:100}؛

حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لائے۔ اور جو لوگ بے عقل ہیں ان پر وہ (کفر و ذلت کی) نجاست ڈالتا ہے۔

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

✅ خدا کی مشیت و توفیق اور حکم تکوینی کے بدون کوئی ایمان نہیں لا سکتا۔ اور یہ حکم و توفیق ان ہی کے حق میں ہوتی ہے جو خدا کے نشانات میں غور کریں۔ اور عقل و فہم سے کام لیں۔ جو لوگ سوچنے سمجھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے انہیں خدا تعالیٰ کفر و شرک کی گندگی میں پڑا رہنے دیتا ہے۔

سورہ یس: آیت 17
وَ مَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۷﴾
ترجمہ: اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔

ایک درستگی

@علی ناصر: تصحیح کے لئے شکریہ۔ میں Jannah سمجھا تھا۔ یہ درست ہے کہ زیر، زبر اور پیش سے الفاظ کے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح لفظ جنتہ کے معنی بھی ہیں۔

1:جِنّة: (اسم)

- الجِنَّةُ : الجُنُونُ
- جِنّ، طائفة من الجِنّ

2. جَنّة: (اسم)

- الجمع : جَنّات و جِنان
- الجَنَّةُ : الحديقةُ ذاتُ النَّخْلِ والشَّجرِ
- جنَّة الخلد: جنّة إقامة للخلود، مكان وضع الله فيه آدم،
- جنَّات النَّعيم: الفردوس السَّماويّ،
- رَوْضات الجنَّات: أطيبُ بقاعها وأنزهُها
- يَعِيشُ فِي جَنّةٍ : فِي نَعِيمٍ
- حَوَّلَ المِنْطَقَةَ إِلَى جِنَانٍ : إِلَى حَدَائِقَ
- عُصْفُورُ الجَنَّةِ : الخُطَّافُ
- جَنَّةُ عَدْنٍ : الْمَوْضِعُ الَّذِي وُضِعَ فِيهِ آدَم، وَهُوَ مِنْ جِنَانِ الخُلْد طه آية 76 جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا (قرآن)

تقیہ افضل عبادت یا مجبور کو دی گئی رخصت!

3. جُنّة: (اسم)

- الجمع : جُنَنٌ
- الجُنَّةُ: غِطاءٌ لرأس المرأة ووجهها ماعدا العَينَيْنِ
- كل ما وَقَى من سلاح وغيره
- الجُنَّةُ : سُترَة، كُلّ ما ستر أو وقي من سلاح وغيره الصَّوْمُ جُنَّةٌ [حديث]: وقاية من الشَّهوات۔

گفتگو کے شروعات میں تقیہ کا سپر (ڈھال) ہونا ایک روایت میں بیان بھی ہو چکا ہے۔ اور یہ کوئی ایسی غلطی نہیں جس سے شیعہ کا عقیدہ تقیہ تبدیل ہو گیا ہو بلکہ تقیہ کو محبوب عبادت سمجھنے والوں کے نزدیک تقیہ دراصل زندگی میں ہی جنت ہے۔

اس قسم کی غلطیاں ہونا معیوب نہیں ہے، ہم سب انسان ہیں، اس میں جہالت کی کوئی بات نہیں۔ جہالت اس وقت سمجھی جائے گی جب نشاندھی کرنے کے بعد بھی کوئی اپنی ضد پر اڑا رہے، جس کا مظاہرہ علی ناصر شیعہ پوری گفتگو میں دکھاتا رہا ہے۔ دوسری بات صرف اس غلطی پر شیعوں کا اتنا اچھلنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اہل سنت کی طرف سے پورے مکالمے میں پیش کئے گئے دلائل شیعیت پر بھاری حجت ہیں۔